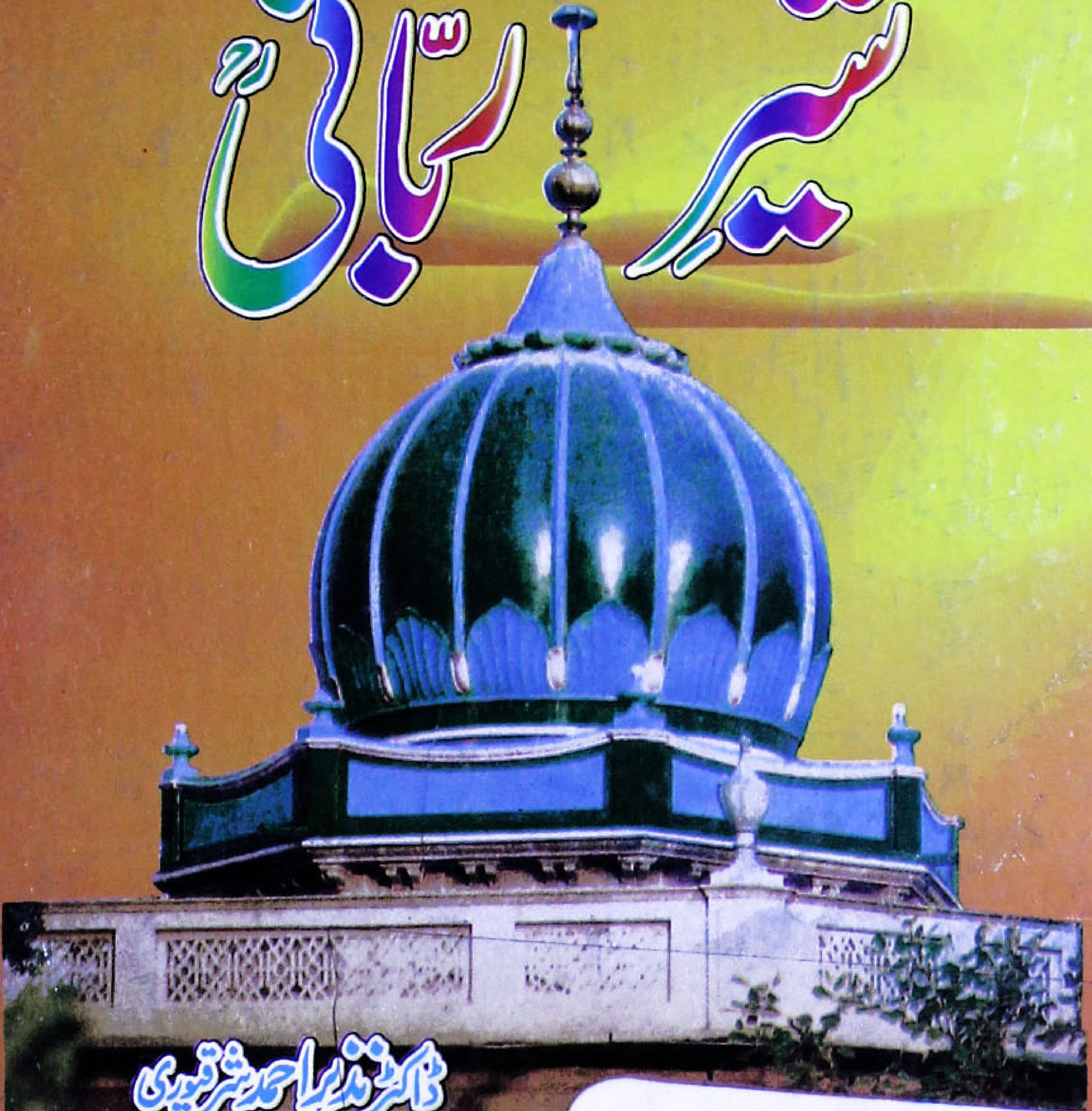
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

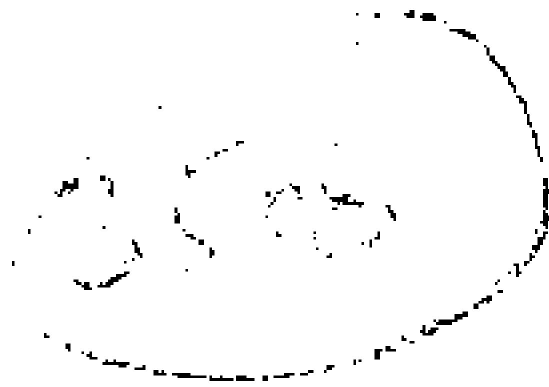
انوارِ شیرِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ



ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری

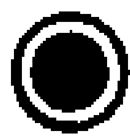
ناشر
مکتبہ نورِ اسلام شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ

یہ سب تمہارا کرم ہے آقا ﷺ
کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

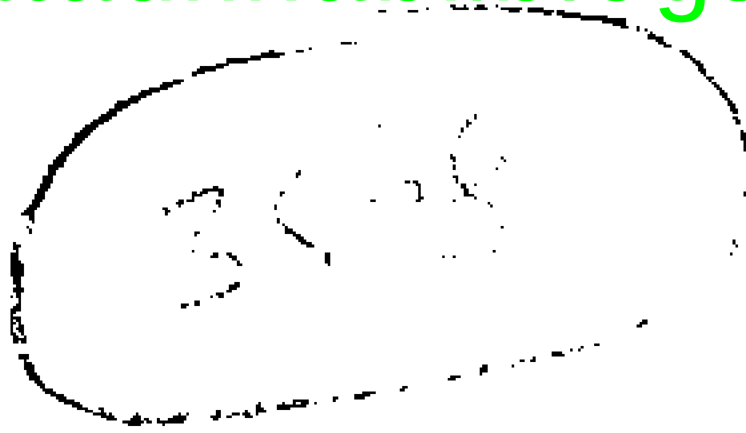


انوارِ شیر ربانیؒ

ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری



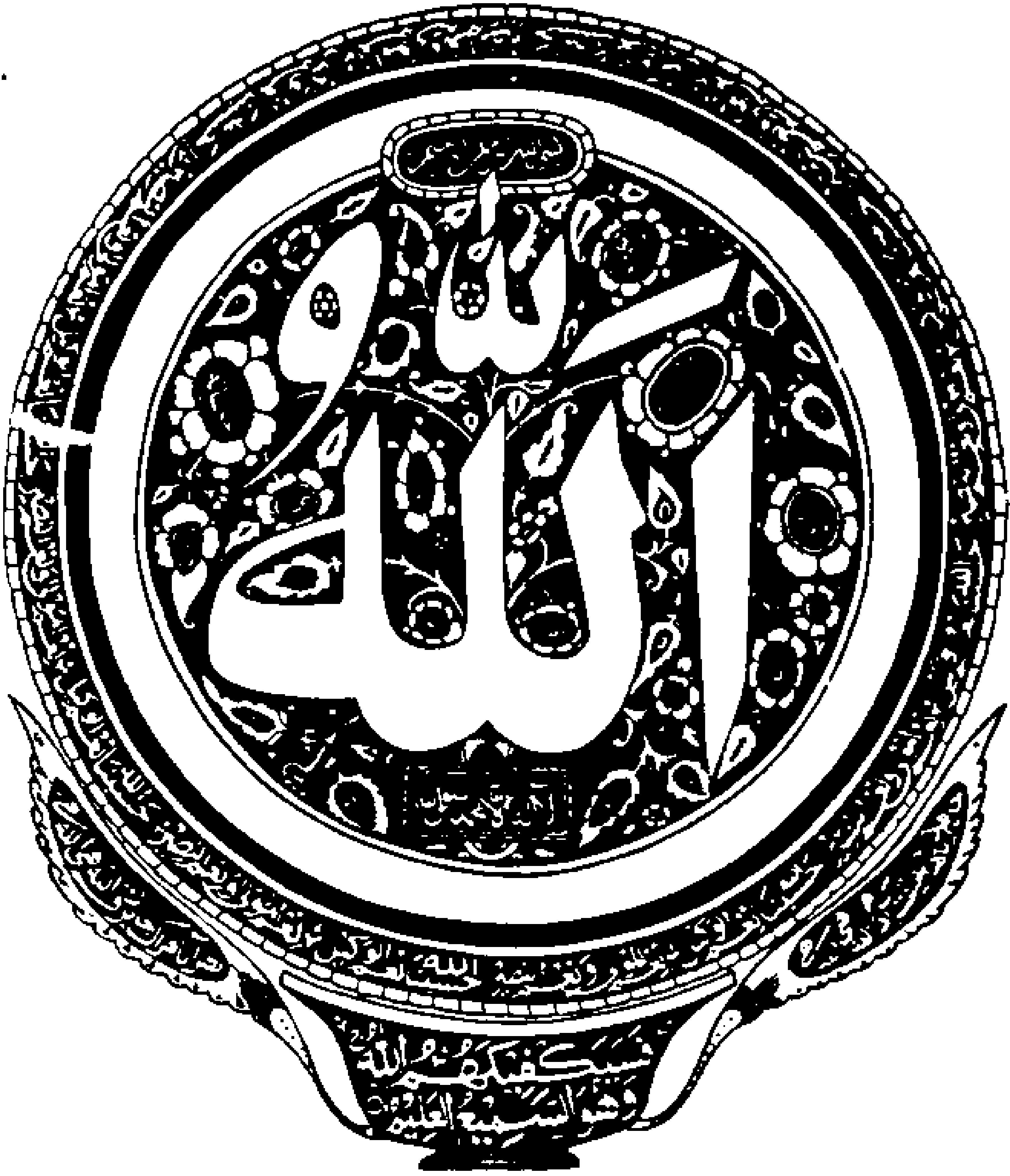
ناشر
مکتبہ نورِ اسلام شرقپور شریف



پیر طریقت رہبر شریعت ماحی بدعت حامی شریعت فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ
میاں جمیل احمد شرقپوری نائب سجادہ آستانہ عالیہ شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ
کے زیر نگرانی وزیر سرپرستی شائع ہوئی

نام کتاب	===============	انوار شیر ربانی
مولف	===============	ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری
ناشر	===============	مکتبہ نور اسلام شرقپور شریف
چھاپہ خانہ	===============	آر زیڈ پیکجز 2۔ کورٹ سٹریٹ لاہور
پروف ریڈنگ	===============	صوفی اللہ رکھا شرقپوری
سن اشاعت	===============	اگست 1999ء (ربیع الثانی 1420ھ)
تعداد	===============	500
قیمت	===============	150 روپے
کمپیوٹر کمپوزر	===============	ظہیر غوری
ملنے کا پتہ	===============	(1) کاشانہ شیر ربانی، مکان نمبر 5، اجمیری سٹریٹ، ہجویری محلّہ، نزد حضرت داتا گنج بخش لاہور۔ (2) مکتبہ نور اسلام، شرقپور شریف، ضلع شیخوپورہ

86706



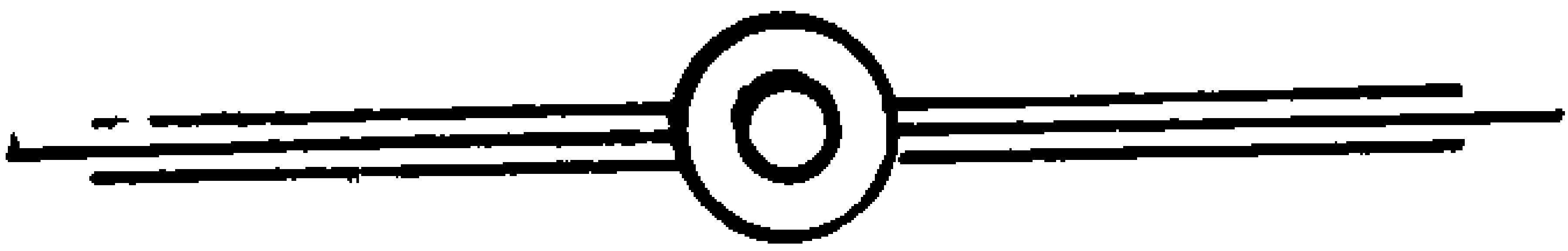
قطعۂ اسمِ ذات جو اعلیٰ حضرت شیرِ ربّانی حضرت
میاں شیر محمدؒ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دستِ مُبارک
سے رقم فرمایا جس سے آپؒ کے عشقِ الٰہی کا بخوبی
اندازہ ہوتا ہے، پتّے پتّے میں اسمِ ذات نہایت
خوبصورتی سے واضح کیا گیا ہے۔

شانِ اولیاء

اَولیاء را ہست قُدرت اَز اِلٰہ ۔۔۔ تیرِ جستہ باز گردانند زراہ

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خُدا ۔۔۔ اُو نشیند در حضورِ اولیاء

گفتۂ او گفتہ اللہ بُوَد ۔۔۔ گرچہ از حلقومِ عبداللہ بُوَد



بحضورِ سرکارِ بغداد شریف

صاحبِ معراج پہ جیسے رسالت ختم ہے ۔۔۔ شیرِ یزداں شاہِ مرداں پر شجاعت ختم ہے

بادشاہِ کربلا پر جُوں شہادت ختم ہے ۔۔۔ بس یونہی ذاتِ مُبارک پر ولایت ختم ہے

غوث الاعظم حضرتِ محبوبِ سبحانی ہو تم

فخرِ عیسٰے، رشکِ موسٰے یوسفِ ثانی ہو تم

آئینہ ترتیب

الانتساب

اپنے پیرو مرشد فخرالمشائخ صاحبزادہ حضرت میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری نقشبندی مجددی مدظلہ العالی (سجادہ نشین آستانہ حضرت میاں شیر محمد رحمتہ اللہ علیہ شرقپوری) کے نام جن کی نظر فیض نے بندہ کو تحریر کے میدان میں متعارف کرایا

گر قبول افتد زہے عزو شرف

الحمدللہ رب العالمین

احقر۔ ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری

حرف تعارف

علمی و ادبی حلقوں میں آج جو ڈاکٹر نذیر احمد کے نام سے شہرت پذیر ہے' اس کا تعلق کبھی بہت پہلے میرے ساتھ ایک شاگرد کی حیثیت سے ہوا تھا۔ دیہاتی ماحول کا پروردہ بالکل سادہ سا طالب علم تھا۔ بڑا کم گو' شرمیلا اور بے ضرر لڑکا ایک گوشہ میں سر جھکائے کتابوں کی ورق گردانی کرتا رہتا تھا۔

آبادی کے لحاظ سے ایک نہایت ہی مختصر گاؤں قلعہ غوث نزد شرقپور شریف سے گرمیوں کی حدت اور سردیوں کی شدت میں شرقپور شریف کے ہائی سکول میں داخل ہو کر تعلیم حاصل کرنے والا یہ نذیر احمد ایک اچھا طالب علم ہونے کے ساتھ ساتھ ادب و احترام کی دولت سے بھی مالامال تھا۔

میں سمجھتا ہوں کہ اسی ادب و احترام کے باعث اس کا علمی سفر آسان بنتا گیا۔ اور علمی میدان میں اس کے لئے راہیں کھلتی گئیں۔ جس کی وجہ سے کوئی بھی امتحان پاس کرنا اس کے لئے ایک مشغلہ بن گیا۔ اس نے میٹرک اور ایف اے میں فرسٹ ڈویژن حاصل کی۔ بی اے اور ایم اے کے امتحانات میں اچھے نمبر حاصل کئے۔ ۱۹۷۲ء میں پنجاب یونیورسٹی میں ملازمت اختیار کر لی تھی۔ ملازمت کے دوران میں انہوں نے لائبریری سائنس میں سی ایل ایس کا امتحان پاس کیا۔

طبی میدان میں بھی وہ پیچھے نہ رہے اور اپنے طبی میلان کے مطابق ایل ایم بی' ڈی ایچ ایم ایس کے امتحان پاس کئے اور بائیو کیمک پریکٹشنر ز

سوسائٹی پاکستان کی فیلو شپ حاصل کی۔ فارمیسی اسسٹنٹ کا امتحان بھی پاس کیا۔

۱۹۸۲ء میں وہ رسالہ "نور اسلام" سے منسلک ہوئے۔ چونکہ آپ فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری کے حلقہ ارادت میں شامل ہیں اور رسالہ میں کام نہایت عقیدت اور محبت سے کرتے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کی خاص نظر کرم آپ پر ہے۔ اسی وابستگی کے باعث اچھے اچھے اہل قلم سے رابطہ ہوا اور لکھنے کا شوق پروان چڑھتا گیا اور رسالہ نور اسلام میں ان کے مضامین باقاعدگی سے چھپنے لگے۔ صاحبزادہ صاحب کے حکم پر آپ نے شیر ربانی اسلامک سنٹر لاہور سے سرٹیفکیٹ ان تفسیر اور سہ ماہی اسلامی تربیتی کورس بھی امتیازی حیثیت سے مکمل کئے۔

اب آپ کا نام اخبارات و رسائل کی دنیا میں خوب متعارف ہوا تو قانون ٹائم لاہور نے بھی آپ کے مضامین کو جگہ دینی شروع کر دی۔ روزنامہ جذبہ گجرات نے آپ کے مضامین چھاپنے کی استدعا کی۔ فیملی میگزین (نوائے وقت) روزنامہ سعادت، ہفت روزہ مجدد الف ثانی۔ پندرہ روزہ آواز نقشبند روزنامہ جرات وغیرہ نے بھی آپ کے مضامین کو نمایاں جگہ دی۔

علاوہ ازیں تحریک شیر ربانی کے تحت ہونے والے مختلف اجلاس کی رپورٹنگ کا کام بھی آپ کے سپرد ہے۔ گویا کہ تحریر کے میدان میں آپ کا قلم خوب حرکت میں ہے۔

تجرباتی طور پر حضرت شیر ربانی کا پیغام عصر حاضر کے نام ایک کتاب لکھی جو علمی حلقوں میں پسند کی گئی۔ اب اسی جذبہ کے تحت شوق اور

عقیدت انہیں دوسری کتاب "انوار شیر ربانی" مطالعہ کا شوق رکھنے والوں تک پہنچانے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ امید واثق ہے کہ ان کی یہ سعی بھی مستحق داد و تحسین ثابت ہو گی۔

اللہ تعالیٰ انہیں اس جادہ تحریر پر مستقل مزاجی کے ساتھ گامزن رکھے۔

بندۂ آثم

محمد انور قمر شرقپوری نقشبندی مجددی

اقوال زریں

حضرت سیدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ دس چیزیں دس چیزوں کو کھا جاتی ہیں۔

۱۔ گناہوں کو توبہ۔ ۲۔ رزق کو جھوٹ۔ ۳۔ نیک اعمال کو غیبت۔ ۴۔ عمر کو غم۔
۵۔ بلاؤں کو صدقہ۔ ۶۔ عقل کو غصہ۔ ۷۔ سخاوت کو پشیمانی۔ ۸۔ علم کو تکبر۔
۹۔ بدی کو نیکی۔ ۱۰۔ ظلم کو عدل و انصاف۔

۲۔ انسان میں نفس لوامہ ایک باغی کتا ہے۔ نفس کے خلاف مجاہدہ اس کا تزکیہ ہے۔

۳۔ بندہ کے لئے سب سے زیادہ دشوار خدا کی پہچان ہے۔

۴۔ خوف خدا میں آنکھوں سے آنسو بہا کہ اس سے روح کی کدورت دھل جاتی ہے۔

۵۔ تیری خوشی اور غم دونوں رضائے الٰہی کے لئے ہونے چاہئیں

۶۔ حرام کے لقمہ سے پرہیز کر۔

۷۔ جہاں تیری عزت و احترام کے خلاف کوئی بات ہو وہاں مت جا۔

اظہار تشکر

ناچیز کی تالیف "انوار شیر ربانی" قارئین کی خدمت میں پہنچ چکی ہے۔ خاکسار اس سلسلے میں مندرجہ ذیل حضرات کا شکر گزار ہے جنھوں نے دامے درمے قدمے سخنے معاونت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر سے نوازے اور دین و دنیا میں کامرانیاں عطا فرمائے۔ آمین

=== ☆ === قدر آفاقی، ایم اے (صدارتی ایوارڈ یافتہ)

=== ☆ === قاضی ظہور احمد اختر نقشبندی مجددی (ایم اے)

=== ☆ === محمد انور قمر شرقپوری نقشبندی مجددی

=== ☆ === ماسٹر احمد علی شرقپوری نقشبندی مجددی

=== ☆ === صوفی اللہ رکھا شرقپوری نقشبندی مجددی

=== ☆ === سید ابرار حسین شاہ صاحب، ۲۵۰ سی سبزہ زار لاہور

احقر ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری

پیش لفظ

تیرھویں صدی ہجری کی نویں دھائی (۱۲۸۲ھ) سے لے کر چودھویں صدری کے نصف اول (۱۳۴۷ھ) تک شرق پور شریف کی فضائیں ایک ولی کامل اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد رحمتہ اللہ علیہ کی ذات گرامی کے وجود مسعود کی برکت سے خوب عطر بیز رہی ہیں۔ آپؒ شریعت' حقیقت اور طریقت کے قابل فخر پیکر تھے۔ آپؒ نے پوری زندگی سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مطابق گزاری اور اسوۂ حسنہ کا پرچار عملاً" کیا۔ آپؒ اپنے مواعظ میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو شرع و سنت نبوی کی پیروی سے ہی سب کچھ ملا ہے۔

آپؒ کی تعلیمات' نمونہ حیات اور فیض صحبت سے ایک دنیا راہ راست پر آگئی اور جنھوں نے اس جادہ راہ کو اختیار کیا ان کی زندگیاں بھی ایک قابل تقلید نمونہ بن گئیں۔ آپؒ کے خلیفہ مجاز حضرت سید محمد اسماعیل شاہ رحمتہ اللہ علیہ کرمانوالے فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ شرقپوری کی ولایت عظمیٰ کے جود و سخا کا یہ عالم تھا کہ "آپؒ نے ولایت کے خزانے ٹکے ٹوکری کر کے لٹانا شروع کر دیئے"۔ جو آتا جھولیاں بھر کے لے جاتا۔ آپؒ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی یہ آپؒ کا فیض جاری ہے۔ اب بھی جو آتا ہے ویسے ہی جھولیاں بھر کے جاتا ہے۔

ایسی شخصیات جو ہر آنے والے زمانے کے لوگوں کے لئے مشعل راہ کا کام دیتی ہیں۔ ان میں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد رحمتہ اللہ علیہ کا نام بھی شامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپؒ کے وصال کے صرف ایک مہینے کے بعد حیات

جاوید کے نام سے ایک کتاب منظر عام پر آ گئی۔ اس کے بعد شیر ربانی ادب میں اضافہ برابر ہونے لگا۔ آج آپؒ کی تعلیمات سینکڑوں کتابوں میں محفوظ ہو چکی ہیں۔

انوار شیر ربانی بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ یہ اس گلستان شیر ربانی کے پھولوں سے گلدستہ تیار کر کے ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر نذیر احمد آستانہ عالیہ شیر ربانی سے شائع ہونے والے معروف ماہوار رسالے "نور اسلام" کے حلقہ تحریر میں شامل ہیں۔ وہ اس خدمت کو سرانجام دینے میں اپنی محبت اور عقیدت کا ثبوت دیتے ہیں۔

اور یہ فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری کی نگاہ لطف و کرم کا اعجاز ہے کہ ان کے قلم کی حرکت سے شیر ربانی ادب پارہ منظر عام پر آیا ہے انوار شیر ربانی میں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد رحمتہ اللہ علیہ کے حالات زندگی' تعلیمات و ترغیبات' کا عکس آپ کو ملے گا۔ آپؒ کے تصرفات اور آپؒ کی کرامات کا ذکر بھی آپ پڑھ سکیں گے اور سلسلہ عالیہ شیر ربانی شرقپور شریف کے سجادہ نشینان گرامی قدر کا ذکر بھی پائیں گے جن کی مساعی جمیلہ سے آج بھی شرق پور شریف کے چشمہ فیض کو تشنگان علم و عرفان میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ یہ ذکر مبارک شیر ربانی خانقاہ کے علمبردار حضرت قبلہ میاں غلام اللہ ثانی لاثانی رحمتہ اللہ علیہ' شمس المشائخ صاحبزادہ میاں غلام احمد رحمتہ اللہ علیہ اور فخر المشائخ صاحبزادہ حضرت میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری کے مناقب بھی آپ دیکھ پائیں گے۔

انوار شیر ربانی کی تحریر کے رنگ مختلف ہیں کیونکہ ڈاکٹر صاحب نے مختلف اہل قلم کی مبنی بر حقائق تحریروں کا انتخاب کیا ہے کچھ صفحات مناقب کے لئے مخصوص ہیں جن میں بزرگ شاعر اہل سنت حضرت علامہ جناب قدر آفاقی صاحب ایم اے کے شعری فن کا حسن دکھائی دیتا ہے۔

امید کی جاتی ہے کہ انوار شیر ربانی آستانہ عالیہ کے متوسلین اور متعلقین کے ذوق کی روحانی تسکین ثابت ہوگی۔

خادم اولیاء

ماسٹر احمد علی (خطیب)

جامع مسجد دربار شیر ربانی شرقپور شریف

بحضور سیّد الشہداء

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ

شاہ است حسینؓ۔ پادشاہ است حسینؓ
دین است حسینؓ۔ دین پناہ است حسینؓ

سرداد نہ داد دست در دستِ یزید
حقا کہ بنائے لا الہ است حسینؓ

(خواجہ معین الدین چشتیؒ)

حمد

خدا در انتظارِ حمدِ ما نیست — محمد چشم بر راہِ ثنا نیست
خدا مدح آفرینِ مصطفیٰ بس — محمد حامدِ حمدِ خدا بس ، !
مناجاتے اگر باید بیاں کرد — بہ بیتے ہم قناعت میتواں کرد
محمد از تو مے خواہم خدا را — خدایا از تو حبِ مصطفیٰ را ،

نعت شریف

حصول برکت کی غرض سے میں کتاب کے آغاز میں ایک نعت شریف شامل کرنا چاہتا تھا۔ لیکن کسی ایسے کلام تک رسائی نہیں ہو رہی تھی جو نعت کے معیار کی ارفع بلندیوں کو چھو رہا ہو۔ اچانک میرے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ اس نعت شریف کو ڈھونڈا جائے جسے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ بڑے شوق سے پڑھتے ہوں۔ چنانچہ حیات جاوید مل گئی جو اعلیٰ حضرت پر سب سے پہلی کتاب لکھی گئی تھی۔ اس میں مصنف ملک حسن علی مرحوم شرقپوری نے حمد و نعت کا ایسا منظوم کلام لکھ دیا ہے جسے آپ اکثر بھیگی ہوئی آنکھوں سے پڑھا کرتے تھے چنانچہ درج ذیل نعت کا انتخاب میرا انتخاب نہیں بلکہ اعلیٰ حضرت شیر ربانی رحمتہ اللہ علیہ کا ہی انتخاب ہے۔

نعت شریف

ز رحمت کن نظر برحال زارم یا رسول اللہ
فقیرم بے نوائیم خاکسارم یا رسول اللہ

زبوئے زلف مشکینت بسر سودائے خوشدارم
بہ ذوق تیغ ابرو جاں نثارم یا رسول اللہ

فتادہ در الم تا آتش سوزانِ عشقِ تو
سپیدم شعلہ ام برقم شرارم یا رسول اللہ

جمال خود نما برہم بنہ بر زخمہائے دل
ز ہجرت سینہ ریشم دلفگارم یا رسول اللہ

مرا تا چند داری در بلادے ہند سرگرداں
سوئے یثرب برمشت غبارم یا رسول اللہ

ہمہ تن غرق دریائے گناہم اے شفیع من
بجز تو نیست کس روزِ شمارم یا رسول اللہ

دم آخر نمائی جلوۂ دیدار طالب راہ
ز لطف تو ہمیں امید دارم یا رسول اللہ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

1۔ میرے حال زار پر رحمت کی نظر فرماؤ، میں فقیر ہوں، عاجز ہوں اور پریشان ہوں۔

2۔ آپ کی کستوری ایسی زلف کی خوشبو سے اپنے سر میں نہایت اچھا خیال رکھتا ہوں اور آپ کے ابرو کی تلوار کے ذوق پر جان کو قربان کرتا ہوں۔

3۔ میں آپ کے عشق کی جلا دینے والی آگ کی تپش میں پڑا ہوا خود، چمکتا ہوا (سفید) شعلہ، بجلی اور چنگاری بن چکا ہوں۔

4۔ اپنا جمال دکھایئے۔ دل کے زخموں پر مرہم رکھیے کہ آپ کے ہجر

کی وجہ سے میرا سینہ زخمی اور دل بے قرار ہے۔

5۔ آپ مجھے کب تک ہند کی سرزمین میں پریشان رکھیں گے۔ میری مشت خاک (وجود) کو یثرب کی طرف لے جائیے۔

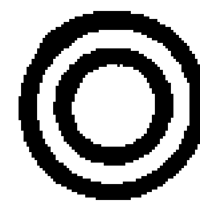
6۔ اے میری شفاعت فرمانے والے' میرا سارا وجود گناہوں کے دریا میں ڈوب چکا ہے' قیامت کے دن میرا آپ کے سوا کوئی نہیں۔ کوئی نہیں۔

7۔ امید ہے کہ طالب کو اس کی زندگی کے آخری لمحے بھی اپنے دیدار سے نوازیں گے۔ مجھے اپ کے کرم پر پورا بھروسہ ہے' یقین ہے۔

(ترجمہ' نصرت نوشاہی)

آج یا رسول اللہ کہنے پر لوگ اعتراض کرتے ہیں مگر اعلیٰ حضرتؒ کی منتخبہ نعت دیکھیں جس میں بار بار یا رسول اللہ آ رہا ہے۔ یقیناً آپ کے نزدیک یا رسول اللہ کہنا درست ہے اور باعث برکت ہے۔

ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری ایم اے سیاسیات



قتلِ حسینؓ اصل میں مرگِ یزید ہے
اِسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد
(محمد علی جوہر)

در شرق پور ہے کھلا آؤ لوگو!

از قلم قدر آفاقی عفی عنہ

ہے فضلِ خُداوندِ قُدّوس و اطہر میرے پیشواؒ کا گھرانہ ہے روشن
یہ ہیں فیضِ شیرِ محمد کے جلوے ہے نورٌ علیٰ نُور گلشن کا گلشن
جو آتے ہیں پیاسے سوئے شرق پور ہو کے سیراب تر وہ لٹکتے مٹکتے
زمانے میں یُوں پھیلتے جارہے ہیں نہیں ان پہ گویا رکاوٹ نہ قدغن
خدا کا کرم ہے نبیؐ کی نظر اور صدیقؓ و سلمانؓ کی خوش عطائی
رہ نقشبنداں معطر معطر لپکتے مہکتے ہیں رُوحوں کے آنگن
پلاتے ہیں وہ چسکے چسکے سے ایسی کہ سالک بلندی پکڑتا ہی جائے
اور اک دن زمانہ بھی آنکھیں بچھا دے پکڑ لیں قدم پھر سبھی دوست و دشمن
درِ شرق پور ہے کُھلا آؤ لوگو یہاں فیض بٹتا ہے جائے ادب ہے
ادب سے بڑھو سوئے فیضِ مسلسل بھرو فضلِ باری سے سب اپنے دامن
الٰہی بحقِ سرِ نقشبنداںؒ بحق مجددؒ و شیر محمدؒ
غلامِ اللہؒ ثانی کا لاثانی لنگر رہے حشر تک یونہی جاری ہمن و عَن
قدرؔ پہ بھی نظر عنایت ہو آقا پلا دو کرم کی نظر سے پلا دو
عطا ہو دوائی بہاروں کی دُنیاجہاں بھر میں ہو منفردِ اپنا گلشن

انعام یافتگان کا راستہ

ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری

جو شخص نماز پڑھتا ہے وہ ہر رکعت میں یہ التجا ضرور کرتا ہے کہ:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ پ ۱، الفاتحۃ: ۵-۷

اے باری تعالیٰ ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔ اور سیدھا راستہ بھی ان لوگوں کا جن پر تو نے انعام کیا ہے ان لوگوں کا راستہ نہیں جن پر تو نے ناراض ہو کر غضب کیا ہے اور نہ ہی ان لوگوں کا جو بھٹک گئے۔

اس اعتبار سے انسان جس راستے پر چلنا چاہتا ہے وہ سیدھا بھی ہے اور ان لوگوں کا اختیار کیا ہوا ہے جو اللہ کی طرف سے انعام یافتگان ہیں اور جنہوں نے اس راستے پر چلنے سے گریز کیا ہے اور نئے راستے پر چل نکلے ان سے اللہ تعالیٰ ناراض تھا اور وہ اصل راستے سے بھٹکے پھرتے تھے۔

معلوم ہوا مستقیم راستہ وہی بہتر ہے جس کو اللہ کے ایسے بندوں نے اختیار کیا ہے جن پر اللہ نے خوش ہو کر انعامات کی بارش کی ہے۔ یقیناً یہ وہی لوگ ہیں جو اللہ کے خاص بندے ہیں اولیاء اللہ ہیں۔ نیکیاں کرنے والے ہیں۔ عبادت گزار ہیں۔ درست اور صحیح عقیدہ رکھنے والے ہیں۔ اللہ کے احکامات پر عمل کرنے والے ہیں اور اللہ کے حبیب ﷺ کا بتایا ہوا

راستہ اختیار کرنے والے ہیں۔

صِرَاطِ مُستقیم میں بہت گنجائش ہے۔ہیں مذہبی عقیدے، معاملات ، عبادات اور اخلاق شامل ہے تو مطلب اس کا یہ ہوا۔ اے اللہ! ہم کو عقیدے اور اعمال سب میں سیدھے راستے پر قائم رکھ۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ہر چیز مین تین جہتیں ہیں۔ ۱۔افراط۔ ۲۔ تفریط۔ ۳۔زیادتی نہ کی۔ تمام دینوں کے لحاظ سے دین اسلام صِرَاطِ مُستقیم ہے اس لئے کہ دین موسوی مین بہت سختیاں تھیں چوتھائی حصہ زکوٰۃ دینی واجب تھی۔ ناپاک کپڑے اور ناپاک کھال کو جلانا اور کاٹنا پڑتا تھا۔ عبادت، عبادت خانوں کے سوا کہیں نہ ہو سکتی تھی۔ سخت سزا کے بعد توبہ قبول ہوتی تھی جبکہ دین عیسوی میں بڑی نرمی تھی کہ شراب اور سور بھی حلال تھے۔ ان دے مقابلے میں دین اسلام میں پہلی سی نہ سختی تھی اور نہ دوسری سی نرمیاں ہیں۔ صرف چالیسواں حصہ زکوٰۃ واجب ہے اور وہ بھی صدہا آسانیوں کے ساتھ۔ ہر جگہ یا بغیر مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ بڑے سے بڑا گناہ توبہ سے معاف ہو جاتا ہے۔ ناپاک کو پاک کرنے کے لئے تیس بتیس طریقے نہایت آسان آسان ہیں۔ ناپاک کپڑے پانی سے دھو کر پاک ہو جاتے ہیں۔ تانبے اور شیشے کے برتن کو صرف رگڑ کر پاک کر لیا جاتا ہے۔ ناپاک دودھ اور تیل کو پاک جنس کے ساتھ بہا کر پاک کر لو۔ اگر پانی میسر نہ ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھ لو۔ شراب اور خنزیر پر جو مستقل صحت کو خراب کرنے والے ہیں اور قوم میں بے غیرتی اور شر پیدا کرنے والے ہیں حرام کر دیا ہے۔

دین اسلام کو اختیار کر کے یہ سہولتیں جو ہمیں میسر آجاتی ہیں یہ بھی

انعامات ہیں یا یوں سمجھیں دائرہ اسلام میں داخل ہونا بہت بڑا انعام ہے۔ اب دائرہ اسلام میں داخل ہونے کا انعام حاصل کرنے کے بعد دوسرے انعامات کا ذکر ہوتا ہے کیونکہ جن انعام یافتگان کا راستہ اختیار کرنے کی التجا کی ہے وہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد کی ہے اور ایسے انعام یافتگان وہ ہوتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ بے حد خوش ہے اور اللہ تعالیٰ ان ہی بندوں پر خوش ہوتا ہے جو اپنی زندگی اس کی رضا کے مطابق گزارتے ہیں۔ اگرچہ ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ جنت کا وعدہ کرتا ہے حور و قصور دینے کا وعدہ کرتا ہے مگر وہ نہ تو جنت پر قناعت کرتے ہیں اور نہ ہی حور و قصور پر صبر کرتے ہیں۔ وہ فقط ذات الٰہی تک رسائی کا انعام طلب کرتے ہیں۔ اس راستے میں اگر دریا حائل ہو جائے تو اپنے آپ کو دریا میں ڈال دیں۔ جیسے حضرت یونس علیہ السلام نے گریز نہ فرمایا۔ اگر حکم ملے کہ اپنے بچے کو ذبح کر دو تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح اس پر بھی راضی ہو کے اپنے بیٹے کے گلے پر چھری رکھ دیں۔ یاد حق کی راہ میں اگر آگ سامنے آ جائے تو اس کی بھی پرواہ نہ کریں اور حضرت خلیل اللہ کی طرح آتش نمرود میں اپنے آپ کو ڈالنے سے نہ گھبرائیں۔ اور اگر کسی بڑے مرتبے والے کو اپنے سے چھوٹے کی شاگردی اختیار کرنے کا حکم مل جائے تو ایسے استاد کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر شاگردی کا دم بھرنے لگے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کی شاگردی اختیار کی تھی اور کوئی شرم و عار محسوس نہ کیا۔ اور اگر آرے سے چر جانے کا حکم مل جائے تو حضرت زکریا علیہ السلام کی طرح اپنے آپ کو چروا دے۔

اور صوفیائے کرام فرماتے ہیں اگر اس راہ میں مال و اولاد پردہ بن کر حائل ہو جائیں تو اس پردے کو چاک کر کے تار تار کر دے۔ صحیح راستے پر چلنے والوں کے انعامات مختلف ہوتے ہیں جو اس کی طلب اور ضرورت کے مطابق ہوتے ہیں۔ مثلاً" ایک ہی راستے پر چلنے والوں میں سے کوئی ٹھنڈے پانی کی جستجو کرے گا' کوئی گھنی چھاؤں کی جستجو کرے گا' تو کوئی رات بسری کی تمنا کرے گا اور پھر یہ بھی ممکن ہے جسے اس لمحے ٹھنڈے پانی کی طلب ہے دوسرے لمحے اس کی خواہش ٹھنڈی چھاؤں بن جائے۔

اسی طرح زندگی کے سفر کا راستہ اختیار کرنے والے بھی مختلف خواہشیں رکھتے ہیں کوئی صرف دوزخ کی آگ سے بچنا چاہتا ہے۔ مقربین جنت کی نعمتوں سے لطف اٹھانے کی خواہش کرتے ہیں اور محبوبین کی خواہش بس دید اور وصال یار ہی ہو سکتی ہے۔ اب اگر ایسے لوگوں کو ان کی خواہش کے مطابق سرفراز کیا جاتا ہے تو یقیناً یہی لوگ انعام یافتگان ہیں۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ راستے دو طرح کے ہیں۔ ایک راستہ مخلوق سے خالق تک جاتا ہے اور دوسرا خالق سے مخلوق تک کا ہے۔ جو راستہ مخلوق سے خالق کی طرف جاتا ہے وہ بڑا خطرناک ہے۔ اس پر چلنے والے بہت سے قافلے لٹ چکے ہیں اور اس پر جگہ جگہ ڈکیتیاں ہوتی ہیں۔ ڈاکوؤں کا سردار ابلیس ہے وہ اعلان کر چکا ہے

لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ پ: الاعراف آیت ۱۶

ضرور میں بیٹھ جاؤں گا' ان کے لئے سیدھی راہ پر

تو ضرورت تھی کہ اس قافلے کے ساتھ چلا جائے جس قافلے میں

86706

محافظین اور سرکاری افسران موجود ہوں اور جس راستے میں جگہ جگہ سرکاری حفاظتی چوکیاں ہوں جس کی وجہ سے ڈاکو کی ہمت نہ پڑے کہ ہم کو لوٹے اور محافظین وہی حضرات ہیں جن کا اس میں ذکر کیا گیا ہے۔

اگر غور کریں تو انعام دو طرح کے ہیں۔ ۱-دنیاوی انعامات جیسے کہ ہمارے اعضاء اور ان کی قوتیں وغیرہ۔ ۲-دوسرے دینی انعامات جیسے ایمان اور ہدایت وغیرہ۔

ہم جن انعام یافتگان کا ذکر کر رہے ہیں وہ' وہ لوگ ہیں جو دوسری قسم کے انعامات سے سرفراز ہوئے۔

یہ کون لوگ ہیں۔ قرآن پاک نے اس کی وضاحت فرما دی ہے۔ یعنی

اُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیۡنَ

وہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا ہے انبیاء' صدیقین' شہداء' صالحین

معلوم ہوا وہ حضرات چار گروہ ہیں۔ نبیوں کا گروہ۔ صدیقوں کا گروہ۔ شہیدوں کا گروہ اور نیکوں کا گروہ۔ یہ چار قسم کے گروہوں کے لوگ یقیناً ایسے انعامات سے سرفراز ہیں جو دینی قسم کے انعامات ہیں۔ یعنی ان کے پاس ایمان بھی ہے اور ہدایت بھی۔ اور انہوں نے جس راستے پر چل کر یہ اعزاز حاصل کیا ہے اس راستے کو اختیار کرنے کی خواہش ہر مسلمان کے دل میں ہر وقت موجزن رہتی ہے۔ ان چار گروہوں کے طرز عمل کو دیکھیں تو نبیوں کا گروہ ایسا گروہ ہے جو بے پناہ ذمہ داریوں سے مزین کیا گیا ہے اور انہیں وہ ساری

صفات دی گئی ہیں جو صدیقوں میں، شہیدوں میں اور نیکوں میں ہیں۔ یعنی اس گروہ کے لوگ ایک ہی وقت میں صدیق بھی ہیں، شاہد بھی ہین اور صالح بھی ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں

نبی اپنی امت کو اس راہ پر چلانے کی کوشش کرتا ہے جس کو اختیار کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش بھی ہوتا ہے اور راضی بھی۔ کوئی نبی جھوٹ نہیں بولتا۔ نہ دھوکا دیتا ہے اور نہ فریب کرتا ہے۔ کسی نبی سے شرک سرزد نہیں ہوتا۔ بلکہ شرک کی بیخ کنی کے لئے ہی تو نبی آتا ہے۔

دوسرا گروہ صدیقین کا ہے۔ صدیقین کے سردار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ صدیق کے معنی ہیں ہر کام میں سچا، قول میں، عمل میں، ایمان میں سچا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہ بات بدرجہ کمال موجود تھی۔ کیونکہ رب نے انہیں صحابی کا درجہ بھی دیا اور متقی کے خطاب سے بھی نوازا، اور پھر صدیق کے معنی یہ بھی ہیں کہ نبی کی ہر بات کی تصدیق کرنے والا۔ یعنی بعض تو نبی کو اس کے معجزے سے جانتے ہیں۔ بعض دلائل دے کر۔ لیکن صدیق اپنے نور قلبی سے پہچانتے ہیں جیسے کہ طبیعت انسانی لذتوں کی خوبی اپنے ذوق سے محسوس کر لیتی ہے کہ اچھی چیزیں ہضم کر لیتی ہے اور بری چیزیں پھینکتی ہے۔ ایسے ہی صدیق کا نفس ایمان اور ایمانیات کو بخوشی قبول کرتا ہے اور گندی چیزوں سے فوراً خود بخود نفرت کرتا ہے۔ یہ بات بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اعلیٰ درجے پر موجود ہے کہ انہوں نے اسلام سے پیشتر بھی نہ کبھی بت پرستی کی اور نہ زنا وغیرہ قبیح چیزوں سے علاقہ رکھا اور حضور علیہ السلام کو بغیر معجزات طلب کئے نبی مان لیا اور معراج

جسمانی کی بلا دلیل تصدیق کر دی۔ اسی لئے ایک مسلمان اس راستے پر چلنے کی دعا کرتا ہے جس پر حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلتے رہے اور خدا اور خدا کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انعامات سے نوازے گئے۔ صدیقین میں چونکہ اللہ کے نیک بندے، تابعین، تبع تابعین، محدثین، فقہا، اولیاء اللہ اور عامتہ المسلمین شامل کیے جا سکتے ہیں اور یہی انعام یافتگان ہیں۔ اسی لئے انہی کی تقلید کی استدعا کی گئی ہے۔

جو لوگ اللہ کے راستے میں مارے جاتے ہیں وہ شہید کہلاتے ہیں۔ شہادت یا گواہی دینے والا شاہد ہوتا ہے۔ وہ اللہ کی واحدانیت اور رسول اللہ کی رسالت پر شاہد بنتے ہیں اور اس موقف پر اس قدر جم جاتے ہیں اور ثابت قدم رہتے ہیں کہ وہ موت کو گلے لگا لیتے ہیں=۔ مگر حق اور کلمہ حق سے دست بردار نہیں ہوتے۔ یہی لوگ اس راہ میں مر کر شہید کہلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہی کے بارے میں فرماتا ہے کہ شہید کو مردہ نہ کہو وہ زندہ ہیں انہیں ان کے رب کی طرف سے رزق دیا جاتا ہے مگر تمہیں شعور نہیں ہے۔ یہ بھی انہیں اللہ کی طرف سے بہت بڑا انعام ہے انہوں نے ہدایت کا راستہ اپنایا اور انعام یافتگان میں شامل ہو گئے۔

ایسے ہی صالحین یعنی نیک پرہیزگار اور متقی لوگ ہیں جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔ وہ بس اللہ سے ڈرتے ہیں دنیوی قوتوں سے خائف نہیں ہوتے۔ وقت کے ظالموں سے نہ ڈرنا یہ بھی ایک بڑا انعام ہے۔ جو انہیں صالحین کے حصے میں آتا ہے جو ہدایت کے راستے پر گامزن ہوتے ہیں۔ اولیاء اللہ بزرگان کاملین اور مردان حق ایسے ہی گروہ میں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے

صالح لوگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

انعام یافتگان کی فہرست بڑی طویل ہے اور اسے سمیٹ کر ایک مختصر سا نام دیں تو وہ اولیاء اللہ کا نام ہے۔ یہ اولیاء خلق خدا کے بہترین ساتھی اور اچھے رفیق ہیں۔ اللہ کا ان پر فضل ہے اور اللہ ان کے لئے کافی ہے۔

جس دین و مذہب میں اولیاء اللہ ہوں وہی سچا ہے اور جو دین ولایت سے خالی ہے وہ جھوٹا ہے۔ آپ جانتے ہیں جس شاخ میں پھل پھول سبزہ جڑ سے وابستہ ہو اس کی خدمت کی جاتی ہے۔ جو سوکھ گئی اس کا تعلق جڑ سے ٹوٹ گیا وہ جلانے کے لائق ہے۔ دیکھو بنی اسرائیل کا دین جب تک منسوخ نہ ہوا تھا تب تک ان میں اولیاء اللہ ہوتے رہے۔ اصحاب کہف' آصف بن برخیا' حضرت مریم انہیں کے دین کے اولیاء ہیں جب سے وہ دین ختم ہوا' ولایت ان سے جاتی رہی۔ گویا کہ اولیاء اللہ حقانیت دین کی جیتی جاگتی دلیلیں ہیں۔ اولیاء اللہ اول سے آخر تک صرف مذہب اہل سنت و جماعت میں ہیں۔ ولی کی تین علامتیں ہیں۔ جن میں موجود ہوں وہ اولیاء اللہ کہلا سکتے ہیں۔

۱۔ ایمان۔ ۲۔ تقویٰ۔ ۳۔ انہیں لوگوں کا ولی کہنا۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ ؕ (یونس)

وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور وہ خدا سے ڈرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اولیاء کو یہ انعام دے رکھا ہے کہ نہ انہیں کسی قسم کا خوف ہوتا ہے اور نہ ہی وہ غمگین ہوتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا گیا۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ؕ (یونس)

"سنو! بے شک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں

گے"

یوں تو تمام مفسرین نے اپنے اپنے ذوق اور استعداد کے مطابق اس آیت کی تفسیر کی ہے لیکن حق یہ ہے کہ عارف باللہ علامہ مولانا ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ کے بیان میں جتنی دلکشی' شیرینی اور جامعیت ہے اس کا جواب نہیں۔ اس لئے میں انہی کی خوشہ چینی کرتے ہوئے چند حقائق ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ ولی کی لغوی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"قاموس میں ہے اَلوَلِیُ اَلقُربُ والدنوّ یعنی ولی کا معنی قرب اور نزدیک ہے۔ ولی اس سے اسم ہے۔ اس کا معنی ہے قریب' محب' صدیق اور مددگار۔ وَفی القاموسُ الولی اَلقربَ والدّنوّ والوَلی اِسمٌ مِنهَ بِمعَنی اَلقرِیب والمحِب و الصدِیق والنصِیر پھر فرماتے ہیں کہ قرب کی دو قسمیں ہیں' ایک وہ قرب جو ہر انسان بلکہ کائنات کے ذرہ ذرہ کو اپنے خالق سے ہے اور اگر یہ قرب نہ ہو تو کوئی چیز موجود نہ ہو سکے۔ نَحنُ اَقرَبَ اِلیُہِ مِنْ حَبْلِ اَلوَرِیدِ (پ۲۶، ق:۱۶) (ہم شہ رگ سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں) میں اسی قرب کی طرف اشارہ ہے۔ دوسرا قرب وہ ہے جو صرف خاص بندوں کو میسر ہے۔ اسے قرب محبت کہتے ہیں۔ قرب کی ان دو قسموں میں نام کے اشتراک کے سوا کوئی وجہ اشتراک نہیں۔ قرب محبت کے بے شمار درجے ہیں۔ ایک سے ایک بلند ایک سے ایک اعلیٰ ایمان شرط اول ہے دولت ایمان سے مشرف ہونے کے بعد اہل عزم و ہمت ترقی کے مختلف درجات طے کرتے ہوئے آگے بڑھے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ اس بلند مقام پر فائز ہو جاتے ہیں جس کی وضاحت حضور رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے یوں بیان فرمائی لَا یَزَالُ العَبْدَ یَتَقَرَّبَ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَ بَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ رَوَاہُ الْبُخَارِیْ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ ترجمہ= اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ بندہ نفلی عبادات سے میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں ہی اس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور میں ہی اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ (رواہ البخاری)

اور اس قرب محبت کا سب سے بلند اور ارفع مقام وہ ہے جہاں محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فائز ہیں حضور کا طائر ہمت جہاں محو پرواز ہے ان رفعتوں کو کوئی جان نہیں سکتا۔ سوائے اس ذات بے ہمتا کے جس نے اپنے محبوب بندے کو یہ ہمتیں اور حوصلے ارزانی فرمائے۔ وَاَعْلٰی دَرَجَاتِہٖ نَصِیْبُ الْاَنْبِیَاءِ وَ نَصِیْبُ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تَرَقِّیَاتٌ لَاتَتَنَاھٰی اِلٰی اَبَدًا الْاٰبِدِیْنَ (مظہری)

صوفیاء کرام کی اصطلاح میں "ولی" اس کو کہتے ہیں جس کا دل ذکر الٰہی میں مستغرق رہے۔ شب و روز تسبیح و تہلیل میں مصروف ہو۔ اس کا دل محبت الٰہی سے لبریز ہو اور کسی غیر کی وہاں گنجائش تک نہ ہو۔ وہ اگر کسی سے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے لئے اور کسی سے نفرت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے لئے۔ یہی وہ مقام ہے جسے فنا فی اللہ کا مقام کہتے ہیں اَلْوَلِیُّ فِیْ اِصْطِلَاحِ الصُّوْفِیَّۃِ مَنْ کَانَ قَلْبُہٗ مُسْتَغْرِقًا فِیْ ذِکْرِ اللّٰہِ

يسبحون الليل و النهار لايفترون ممتليا بحب الله تعالٰى لا يسع فيه غيره ولو كانوا آبائهم او ابناؤهم اوخوانهم وعشيرتهم فلايحب احدا الا لله يبغض الا الله الخ (مظہری)

مرتبہ ولایت پر فائز ہونے کے اسباب کا ذکر کرتے ہوئے علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ مرتبہ ولایت کے حصول کی یہی صورت ہے کہ بالواسطہ یا بلاواسطہ آئینہ دل پر آفتاب رسالت کے انوار کا انعکاس ہونے لگے اور پرتو جمال محمدی علی صاحبہ اجمل الصلوات واطیب التسلیمات قلب و روح کو منور کر دے اور یہ نعمت انہیں کو بخشی جاتی ہے جو بارگاہ رسالت میں یا حضورؐ کے نائبین یعنی اولیاء امت کی صحبت میں بکثرت حاضر رہیں۔

مسنون طریقہ سے کثرت ذکر اس نسبت کو قوی کرتی ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ شَيْئٍ وَصقالة اَلْقَلْبِ ذِكْرَ اللّٰهِ (رواہ البیہقی) ہر چیز کے زنگ کو دور کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی چیز ہوتی ہے دل کا زنگ ذکر اللہ سے دور ہوتا ہے۔

انھیں نفوس قدسیہ کی صحبت و ہم نشینی کے متعلق احادیث طیبہ میں بار بار ترغیب اور شوق دلایا گیا ہے چنانچہ آئمہ حدیث حضرات مالک، احمد، طبرانی وغیرہم نے حضرت معاذؓ بن جبل سے روایت کی ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجَبَتْ مَحَبَّتِى لِلْمُتَحَابِيْنَ فِىْ وَ الْمُتَجَالِسِيْنَ فِىَّ

وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ یعنی میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان لوگوں سے میں ضرور محبت کرتا ہوں جو آپس میں میری وجہ سے پیار و محبت کرتے ہیں میری رضا جوئی کے لئے ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں اور میری خوشنودی کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ! کیف تقول فی رجل احب قوما و لم یلحق بھم قال المرء من احب (متفق علیہ) اے اللہ کے پیارے رسول! اس شخص کے بارے میں حضورؐ کیا ارشاد فرماتے ہیں جو ایک قوم سے محبت کرتا ہے لیکن عمل و تقویٰ میں ان کے برابر نہیں، فرمایا ہر شخص کی سنگت اس کے ساتھ ہوگی جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

علامہ موصوف فرماتے ہیں سنو! اولیاء اللہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ ہیں جو طالب اور مرید ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جو مطلوب اور مراد ہیں۔ ایک وہ ہیں جو محب ہیں ایک وہ جنہیں محبوبیت کی خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا گیا ہے۔ سابقہ احادیث میں جن اولیاء کا ذکر ہوا وہ طالب اور مرید ہیں اور جو مطلوب و مراد ہیں جو مقصود و محبوب ہیں ان کے احوال کا بیان اس حدیث میں ہے جو امام مسلم نے اپنی صحیح میں اور دیگر علماء حدیث نے اپنی اپنی کتب احادیث میں روایت کی ہے۔

ترجمہ = "یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل کو بلاتا ہے اور

فرماتا ہے اے جبرئیل! میں اپنے فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔ پس جبرئیل بھی اس سے محبت کرنے لگتا ہے پھر وہ آسمان میں منادی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو پھر سب اہل آسمان اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر زمین میں اس کی مقبولیت کا چرچا ہو جاتا ہے (اور لوگ اس کے گرویدہ ہو جاتے ہیں) اسی طرح جس کو اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے تو جبرئیل کو بھی اسے ناپسند کرنے کا حکم ملتا ہے پھر جبرئیل آسمان میں اس کے مبغوض اور ناپسند ہونے کی منادی کرتے ہیں۔ آسمان والے اس سے بغض کرنے لگتے ہیں پھر زمین میں اس کے متعلق نفرت و بغض کا جذبہ بڑھنے لگتا ہے"۔

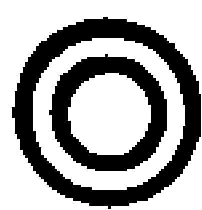
حضور نبی کریم ﷺ نے ان علامات اور خصوصیات کا ذکر بھی فرمایا جن سے ان مخزن خیرات و برکات ہستیوں کو پہچانا جا سکتا ہے۔ چنانچہ علامہ موصوف نے چند احادیث ذکر کی ہیں جو ہدیہ ناظرین ہیں۔

۱۔ حضور علیہ الصلوۃ سے پوچھا گیا مَنْ اَوْلِیَاءُ اللّٰہِ اولیاء اللہ کون ہیں۔ فرمایا اَلَّذِیْنَ اِذَا رَاُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ عَزَّ وَ جَلَّ وہ لوگ جن کے دیدار سے خدا یاد آ جائے۔

۲۔ حضرت اسماء بنت یزید نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو یوں گوہر افشانی کرتے ہوئے سنا (اے حاضرین) کیا میں تمہیں ان لوگوں پر آگاہ نہ کروں جو تم سب سے بہتر ہیں۔ سب نے عرض کی بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اے اللہ کے رسول ضرور بتایئے۔ تو حضور نے فرمایا اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ جب ان کی زیارت کی جائے تو اللہ یاد آ جائے کیونکہ ان کا دل وہ آئینہ ہے جس میں

تجلیات الہیہ کا عکس پڑ رہا ہے اور جب کوئی چیز ایسے آئینہ کے مقابلہ مین رکھی جاتی ہے جس پر سورج کی کرنیں پڑ رہی ہوں تو وہ چیز بھی روشن ہو جاتی ہے۔ بلکہ اگر آئینہ کا عکس روئی پر ڈالا جائے تو وہ جلنے لگتی ہے حالانکہ سورج کی کرنیں اگر بلاواسطہ پڑیں تو وہ نہیں جلتی اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ سورج سے دور ہے اور آئینہ سے قریب۔

نیز اولیاء کرام میں دو قسم کی قوتیں ہوتی ہیں۔ اثر قبول کرنے کی اور اثر کرنے کی۔ پہلی قوت کی وجہ سے وہ بارگاہ الٰہی سے فیض و تجلی کو قبول کرتے ہیں اور دوسری قوت سے وہ ان ارواح و قلوب کو فیض پہنچاتے ہیں جن کا ان سے روحانی لگاؤ اور قلبی مناسبت ہوتی ہے۔ اس لئے اگر کوئی شخص انکار اور تعصب سے پاک ہو کر ان کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے' تو وہ ان کے فیوض و برکات سے ضرور بہرہ مند ہوتا ہے۔



سب کچھ رہِ وفا میں لٹایا حسینؓ نے
لیکن متاعِ دین کو بچایا حسینؓ نے
ہر امتحانِ کرب و بلا کو کیا قبول
لیکن نہ اپنے سر کو جھکایا حسینؓ نے

حافظ لدھیانوی

آفتاب ولایت، قطب العالم، مجدد طریقت
حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ

حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری

اللہ تعالیٰ کی ذات بڑی ہی مبارک ہے کہ اس کی برکتوں اور رحمتوں کا کیا کہنا؟ کہ اس کے تعلق اور اس کی نسبت کو دیکھ کر حیرانی ہوتی ہے کہ جس بندہ میں وہ تعلق اور نسبت آ جاتی ہے وہ دنیا کے لئے رحمت بن جاتا ہے اور اس کا وجود گوناگوں کمالات انسانی کا مرقع ہو جاتا ہے۔ نبوت اور رسالت انسانی کمال کی انتہائی بلندی ہے انبیاء علیہم السلام کی زندگی پڑھئے یہی تعلق باللہ آپ کو نظر آئے گا فکر و عمل میں دنیا اور اس کے مشاغل سے الفت کا نام و نشان نہ ہو گا ہر درخت کا پھل اس کا بیج بن جاتا ہے جو نئے نئے باغوں کو جنم دیتا ہے۔ نبوت اور رسالت کی تربیت سے سرفراز ہونے والے خاتم الانبیاءؐ کی امت میں ولی کہلاتے ہیں اور نبوت کی طرح ولایت بھی علم آخرت کی طرف رہنمائی کرنے والی ایک موہبت ربانی ہے فیض الٰہی اور احسان کی جس منزل کی نشان دہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی اور اسے اسلام کا بلند ترین منصب قرار دیا اور فرمایا کہ اللہ کی عبادت یوں کرو کہ گویا خدا کو دیکھ رہے ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو ایسا ضرور ہو جائے کہ گویا اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ یہ مقام احسان ہی منصب ولایت ہے جو بڑے بڑے مجاہدات سے حاصل ہوتا ہے۔ نبوت کے دروازے بند ہیں لیکن ولایت کا باب کھلا ہے اور ہر زمانے

میں یہ فیض ربانی مختلف مقامات پر جلوہ گر ہوتا رہتا ہے اور ولی اللہ کا حقیقی کام تعلق باللہ کو قائم کرنا ہے اور جب کسی ولی اللہ کو یہ منصب ودیعت ہوتا ہے تو اذا جاء نصر اللہ (النصر:۱) کا نقشہ آنکھیں دیکھتی ہیں۔ کفر کی تاریکیوں میں اسلام جلوہ گر ہو جاتا ہے اور فسق و فجور کی سرکشیاں اطاعت و تسلیم سے بدل جاتی ہیں اور غفلت اندھیروں میں ذکر و فکر کا نور چمک اٹھتا ہے اور وان من قریتہ الا خلا فیھا نذیر ○ کا ایک مثالی نقشہ دنیا دیکھ لیتی ہے۔

پاک و ہند میں اسلام کی دولت لانے والے یہی اولیاء اللہ ہیں جن کی نظر اکسیر سے کفرستان ہند میں اسلام کی شمع روشن ہوئی جو دیکھتے ہی دیکھتے آفتاب ہدایت بن گئی۔

داتا گنج بخش، معین الدین اجمیری، فریدالدین گنج شکر، بہاؤ الدین زکریا، شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی یہ لوگ منصب احسان کے مالک اولیاء اللہ ہیں، اسلام کی کشتی کے کھیون ہار اور تعلق باللہ کی عمارت کے معمار ایک سے ایک بڑھ کر جیسے انبیاء میں فرق مراتب ہے ان میں بھی تفاوت مراتب ہے۔

کبھی کبھی تعلق باللہ کی زمین جب خشک ہو جاتی ہے تو حکمت الہی کسی ولی اللہ کے وجود کو باران رحمت بنا کر اس کو سیراب فرما دیتی ہے۔ ہماری اس صدی میں عرفان محبت الہی کی تقسیم حکمت الہی نے "شرقپور" کی سرزمین میں فرمائی۔

آفتاب کے نکلنے سے پہلے ہی آفتاب کے انوار رات کی تاریکیوں میں گھس جاتے ہیں اور رات کی سیاہ لہروں کو نورانی بنانا شروع کر دیتے ہیں۔

ولایت کا آفتاب جس فضا میں جلوہ گر ہونا ہوتا ہے وہاں اس کے آثار

اس کے ظہور سے پہلے آ جاتے ہیں۔

نقشبندیہ سلسلہ کے بزرگان دین ہندوستان میں بہت کم تھے مجدد الف ثانیؒ کی برکت سے یہ سلسلہ سارے ہندوستان میں خوب چمکا اور معرفت الٰہی نے شریعت کے خوبصورت اور سراپا اعتدال جسم کو اپنا گھونسلا بنایا مجدد الف ثانیؒ کے بعد سلسلے کا نور مختلف مقامات کو منور کرتا ہوا مکان شریف (رتڑ چھتڑ) ضلع گورداسپور کے مقدس مقام میں آیا اور یہاں غوث زمانہ امام علی شاہ صاحبؒ کے سینہ مبارک کو عرش اعظم کا مرتبہ دیا۔

حضرت امام علی شاہ صاحبؒ حضرت حاجی شاہ حسینؒ عرف بھورے والی سرکار کے خلیفہ ہیں آپ کی ذات بابرکات نے پاک و ہند میں سلسلے کے عجب نظر افروز باغ لگائے اور کسی ولی اللہ کی زندہ کرامت اس کے تربیت یافتہ خلفاء ہوتے ہیں۔ حضرت خواجہ امام علی شاہ صاحبؒ کے خلفاء کی تعداد بہت کافی ہے بابا امیرالدینؒ حضرت خواجہ امام علی شاہ صاحبؒ کے خلیفہ ہیں اوائل عمر ہی میں حضورؒ سے بیعت ہوئے حضورؒ سے بے حد محبت تھی۔ جوانی میں پولیس کی ملازمت کی اور تھانیدار ہوئے تین برس تھانیداری کرنے کے بعد استعفیٰ دے دیا پھر اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں رہے اور عظیم مجاہدہ کیا تا آنکہ اللہ کے فضل سے اور پیر و مرشد کی برکت سے صاحب اجازت ہوئے قطب العالم غوث زماں مجدد طریقت حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ حضرت بابا امیرالدینؒ کے خلیفہ ہیں۔

آپؒ کی پیدائش شرقپور شریف میں ہوئی۔ آپؒ کے والد ماجد کا نام میاں عزیزالدینؒ ہے۔ حضورؒ کی ولادت باسعادت سے قبل ہی بعض سالکین

اور مجاذیب نے آپؒ کے ظہور اور مقبولیت کی خبر دی اور روحانیت سے باخبر لوگ جانتے ہیں کہ ایسی پیشین گوئیاں اکثر مادر زاد اولیاء اللہ کے متعلق ہوتی رہی ہیں اور یہ صورت طلوع آفتاب کی طرح ہے کہ طلوع سے پہلے اس کی روشنی رات کے پردوں میں داخل ہو جاتی ہے۔

آپؒ ۱۲۸۲ھ میں شرقپور شریف میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی عمر میں آثار بزرگی آپؒ کی طبیعت سے ہویدا تھے فقر کے آثار ظاہر ہوتے ہیں اور طبیعت باقی بچوں سے خصوصیت کے ساتھ نمایاں ہوتی ہے کھیل کود اور لہو و لعب سے ایسے مادر زاد اولیاء اللہ کو بچپن ہی سے نفرت ہوتی ہے حیا کامل اور مومن طبائع کا لباس ہے چنانچہ حضرت میاں صاحبؒ میں ایسے تمام بنیادی آثار موجود تھے۔

طبائع دو قسم کی ہیں بعض سلوک کی طرف مائل اور بعض طبائع جذب کی طرف مائل ہوتی ہیں۔ کامل اولیاء جن کی طبائع سلوک کا نور لئے ہوتی ہیں وہ بچپن میں علوم ظاہرہ سے نہایت ہوشیاری اور قابلیت سے فارغ ہو چکے ہیں اور جذب والی طبائع کے اولیاء اللہ زیادہ علوم و فنون کی طرف مائل نہیں ہوتے۔ حضرت میاں صاحبؒ میں بچپن سے جذب کے آثار زیادہ تھے اس لئے علوم ظاہرہ کی طرف خاص توجہ نہ دی ہاں ضرورت وقت کے مطابق قرآن کریم، فارسی، عربی کی کتابیں پڑھیں اور فن کتابت کی طرف توجہ زیادہ تھی اور اس میں مہارت بھی حاصل کی گئی۔

محبت اور فقر و عرفان میں کوئی فطری جوڑ موجود ہے۔ بچپن سے محبت کی بے قراریاں ایسے قابل حضرات کو بے قرار رکھتی ہیں دراصل انسانی

فطرت میں یہ جذبہ یعنی جذبہ محبت ایک بیش قیمت امانت ہے اور یہی جذبہ عکس ہے کنت کنز امخفیافا حببت ان اعرف کا کہ ذات احد نے اپنی ذاتی محبت کے اظہار کے لئے اپنی صفت خلق کو ظاہر فرمایا اور کون و مکان اور امرو آخرت کا سلسلہ جاری فرمایا جس کی ابتداء تو ہوتی ہے لیکن انتہا نہیں ہے۔

حضرت میاں صاحبؒ اس جذبہ کے خزانہ دار تھے اور بچپن سے لے کر عرفان و عمر کی انتہا تک یہی جذبہ آپؒ کے ساتھ رہا اور اس جذبہ کی برکت تھی کہ ہر زائر کے آنسو نکل آتے تھے اور آپؒ کے سامنے زائر ایسا گداز ہوتا کہ دنیا و مافیہا کو بھول جاتا فنائے ذات کے لئے یہی جذبہ اکسیر اعظم ہے ورنہ تو آدمی کا نفس بہت ہی سخت جان ہے اپنی موت کو اختیار سے کسی کو قبول کرنا بھی اس کے لئے مشکل اور موت ہے اور محبت فنا فی المحبوب کے بغیر محبت نہیں ہے وہ نفس کی ایک مرکب کیفیت ہے کہ حیوانی جذبہ کے لطیف اثرات آسمانی جذبہ کے ابتدائی اثرات سے مل کر محبت کا ایک ظلی نمونہ بنا لیتے ہیں اور اپنے آپ کو بھی دھوکا لگ جاتا ہے اور دوسرے بھی دھوکہ میں رہتے ہیں ایسا شخص فنا فی المحبت کی بجائے بقائے نفس کے اثرات کا حامل ہوتا ہے۔

محبت نہیں ہے وہ کچھ اور شے ہے
سکھاتی ہے جو غزنوی کو ایازی

ہاں اگر ایسا مرکب جذبہ رکھنے والا کامل شیخ کی بھٹی میں پڑ جائے تو ناقص اور نفسانی مادی تاثرات کو کامل کی حقانی محبت کے انوار جلا دیتے ہیں اور خالص محبت (جو فنا فی المحبوب کے سوا کچھ نہیں) کو نکھار دیتے ہیں۔

روحانیت، روحانیت ہے۔ مادہ اور مادی اثرات سب تربیت یافتہ روحانیت کے تابع ہو جاتے ہیں۔ جسم کی پیدائش اور تربیت جس طرح ایک خاص ماحول کے مطابق بنتی ہے اور اس کے سانچے قدرت کے کارخانے میں مقرر ہیں بالکل اسی طرح روحانی تربیت بھی اپنا ایک خاص ماحول اور خاص حالات چاہتی ہے حضرت میاں صاحبؒ کا بچپن تھا اور حضرت بابا امیر الدین صاحبؒ شرقپور شریف کثرت سے آتے جاتے تھے گویا القائی نسبت کو شرقپور کی فضا میں وہ قابل اثرات محسوس ہو رہے تھے جو روحانی نسبت کو فطری طور پر درکار ہوتے ہیں اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ پیر و مرشد اپنی بلند نسبت کے القاء کے لئے سلسلے کو بلندی پر لے جانے والے مرید کی تلاش و انتظار تھی۔ حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ نے حضرت خواجہ سلیمان تونسویؒ کو تلاش کیا اور ڈھونڈ پایا حضرت حاجی احمدؒ علاقہ سندھ میں بیٹھ کر حضرت شاہ حسینؒ بھورے والی سرکار کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ ایک بلند استعداد طالب پنجاب کی طرف سے آنے والا ہے۔

اسی طرح حضرت خواجہ بابا امیرالدینؒ نے اعلیٰ حضرت میاں صاحبؒ کو تلاش کیا اور اس طرح سلسلہ کا سارا فیض اور نسبت مجددی کی روح وقت کے ایک مجدد میں آئی جس نے حقیقتاً طریقت میں ایک تجدیدی کارنامہ کر دکھایا۔

اللہ اللہ کرنے کا شوق تو حضور کو بچپن سے تھا اور تعلیم کے زمانے میں فارغ وقت گوشہ مسجد میں اللہ اللہ کرنے میں گزارتے اور رقت طبیعت میں اس قدر تھی کہ محبوب حقیقی کی یاد میں رونا گویا آپؒ کی گھٹی میں تھا طبیعت

ے اس زور نے وجد ذوق کی ایسی حالت پیدا کر لی تھی کہ زمانہ تربیت میں حضور کی طبیعت کا یہ خاصہ بن گیا اور معمولی سے داعیہ سے طبیعت بے قابو ہو جاتی اور وجد طاری ہو جاتا حضورؒ نے اپنے پیرو مرشد کی خدمت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی ہر طرح کی خدمت کی اور والہانہ جذبہ سے خدمت کی اور پیر و مرشد کی خدمت میں کثرت سے حاضری دی اور گاہے گاہے حضرت باباامیرالدینؒ بھی شرقپور تشریف لاتے اور آتش محبت کو اور بھڑکاتے مادر زاد اولیاء اللہ کو بھی ظاہری رسوم سے گزرنا پڑتا ہے حضرت میاں صاحبؒ نے جذب باطن اور سلوک الی اللہ کی دونوں منازل طے کر لیں تو حضرت مرشد نے اجازت طریقت عنایت فرمائی اور سلسلہ کی ذمہ داریاں آپؒ کے سپرد فرمائیں۔ قطب العالم شرقپوریؒ نے کیا کیا کارہائے نمایاں انجام دیئے اسی کا تذکرہ مقصود تھا۔ حضور سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا "جس نے میری سنت کو اس وقت زندہ کیا جب امت فتنہ و فساد کی نذر ہو گئی اس کے لئے ایک سو شہید کا ثواب ہے"۔

سنت عادات اخلاق و اطوار محمد ﷺ کا نام ہے اور یہ عادات اللہ کو بہت ہی عزیز ہیں۔ محبوب کی ہر ادا عزیز ہوتی ہے دراصل انہیں عادات کے مجموعے کا نام اسلام ہے محمد ﷺ کا باطن شرح صدر کا وہ مقام بلند ہے جہاں قاب قوسین او ادنیٰ کی حقیقت بول رہی ہے اور حضور کا ظاہر انس و محبت ذوق و مودت خیر خواہی اور خیر اندیشی رحمت اور شفقت سلامت روی اور امن طلبی کا ایک نہایت ہی حسین مجسمہ ہے کاش دنیا اس راز سے واقف ہوتی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا طوق پہن لیتی اور حضور کی

اطاعت کے زیور سے آراستہ ہو کر کائنات کی آفاقی کا شرف حاصل کرتی۔

محمدؐ کی غلامی میں اگر ہو جاتا میں کامل
تو دنیائے ملائک بھی میرے زیر نگیں ہوتی

ولایت نبوت و رسالت کا ظل ہے ظل وہی کامل ہے جس کے نقوش سب اجاگر ہوں جس ولی اللہ میں سنت حبیب کبریا کا جذبہ جتنا زیادہ ہو گا اتنا وہ بلند مرتبہ ولی ہو گا حضرت میاں صاحبؒ کو سنت رسولؐ سے عشق تھا آپؒ کی عادات واطوار' حرکات و سکنات سنت کا عین عکس تھیں گفتار' رفتار' لباس پوشاک' کھانے پینے میں سنت کی خوشبو آتی تھی اور سنت کا نقشہ ہر مقام پر دیکھنا پسند فرماتے تھے۔ خلاف سنت امور سے آپؒ کو سخت نفرت تھی اپنے والہانہ جذبہ محبت سے اور عشق رسولؐ سے ایک ذوق و شوق اور ایسا سوز و درد اور ایسی اتباع کامل کا ماحول پیدا ہو گیا تھا کہ شرقپور شریف آنے جانے والے اور حضرت اقدس سے تعلق رکھنے والے چہرے اپنی مثال آپ تھے نور کی تصویریں آسمانی سانچوں میں ڈھل کر زمین پر اتری تھیں سفید لباس ٹوپی اور دستار باوقار وجود کم بولنے والے اپنی غرض سے غرض رکھنے والے سینکڑوں نہیں بلکہ لاکھوں مقبولان بارگاہ الہی پنجاب کے گوشہ گوشہ میں پھیلے ہوئے تھے شرقپور شریف کا سکہ اتنا مقبول و معروف تھا کہ بہار کے ان موسموں کو گزرے ہوئے بھی سالہا سال ہو گئے لیکن عرس مبارک کے اجتماع کو ایک نظر دیکھا جائے تو ایسا عجیب نقشہ کہیں ڈھونڈے سے نہیں ملتا سنت کے مطابق داڑھیاں نور سے بھرپور چہرے خندہ پیشانیاں اطاعت کا رنگ لئے ہوئے برکت بھرے وجود ادھر ادھر نظر آئیں گے اور موسم گل کی یاد آنکھوں

کو دکھلائیں گے۔

۱۹۴۴ء کا واقعہ ہے حضرت صاحبزادہ محمد عمر صاحب بیربلویؒ کا ایک مرید ان کے بائیں پہلو میں بیٹھا ہے' عرس مبارک کا دن ہے' چھپر نورانی چہروں سے بھرا ہوا ہے جدھر دیکھو سنت کا نقشہ نظر آتا ہے بے ریش کی صورت ڈھونڈے نہیں ملتی قبلہ عالم نے اپنے خاص حال میں اپنے اس غلام سے فرمایا کہ مولوی صاحب صبغۃ اللہ کے کیا معنی ہیں؟ مرید کو سوال سے جواب اخذ کرنے کا ملکہ پہلے بھی تھا لیکن مرشد کی نظر رحمت نے اس کو اور بھی چمکا دیا اور راسخ فرما دیا تھا عرض کی حضور یہی تو صبغۃ اللہ ہے جو آنکھیں دیکھ رہی ہیں حضور نے مسرت اور خوشی سے اپنے خاص انداز میں سر ہلایا اور فرمایا بے شک یہی صبغۃ اللہ ہے۔

حضور شیر ربانیؒ خود تو مادر زاد ولی اللہ تھے جذب و سلوک کے دونوں شاہپر آپؒ صناع قدرت سے بنوا کر لائے تھے لیکن آپؒ جب تربیت کی مسند پر بیٹھے تو ہزاروں کی بگڑی بنا دی مجرم جرم سے لتھڑے آتے اور نور کا لباس پہن کر جاتے ایک ہی نظر میں دل کے سارے کھوٹ دھل جاتے اور بندہ اپنی حقیقی بندگی سے آشنا ہو جاتا۔

آ گئے جب موج میں قطرے سے دریا کر دیا
پڑ گئی جس پر نظر بندے سے مولا کر دیا

گستاخ اور بے باک آنکھیں آتیں اور حیا سے بھرپور ہو کر جاتیں۔ سنگ دل اپنی سنگ دلی کے چھرلاتے اور آنسوؤں کے موتیوں کی جھولیاں بھر بھر لے جاتے غافل اپنی غفلت کے نشے سے چور مجبور اور بے نصیب ہو کر

تے اور ذکر و فکر کے آسمانی نغمے زبان حال و قال سے الاپتے جاتے اور ایک دفعہ تو ایسے ڈھل جاتے کہ گویا مدینہ رسولؐ سے ہو کر آئے ہیں اور رسالت کے نور کی تازہ شعاعیں اپنے سینوں میں بھر لائے ہیں۔ جلال و جمال دو صفتیں ہیں جن کا ظہور صرف عالم ناسوت ہی میں نہیں بلکہ ملکوت سے بھی بالاتر عالم میں یہی ظہور جلوہ گر ہے رحمتہ للعالمین سے بڑھ کر اور کون ہو سکتا ہے جو شفقت اور محبت کی شیرینیاں تقسیم کرے لیکن صحابہ کرامؓ ہیں کہ دم نہیں مارتے اور ادھر نگاہ اٹھتی ہے ادھر وہ کانپ کانپ جاتے ہیں۔ کبھی جلال غالب اور کبھی جمال کا ظہور اور پاؤں مبارک چومے جا رہے ہیں۔

حضرت میاں صاحبؒ جلال و جمال کی ہر دو صفات کمال سے آراستہ تھے اور حضور کی تربیت میں یہ دونوں صفات کام کر رہی تھیں۔ صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی "انقلاب الحقیقت" میں تحریر فرماتے ہیں۔

"آپ کی ذات بابرکات میں یہ صفت ممتاز تھی جس سے کسی دوسرے کو کم حصہ ملا ہو گا آپ کا جلال کسی کو آگے نہ بڑھنے دیتا اور جمال کسی کو پیچھے ہٹنے نہ دیتا تھا جو ایک بار حاضر ہوا پھر عمر بھر اس در دولت کا غلام ہی رہا۔ کبھی جلال دل پر غالب ہوتا تو دل دھڑکتا اور کبھی جمال اپنا جمال دکھاتا تو طبیعت بے اختیار جذبہ الفت میں بے قرار ہوتی جو طبیعت خائف ہو کر سامنے ہوتی آپؒ کا جمال اس کی تواضع کرتا اور جو صورت متکبرانہ رنگ میں پیش ہوتی آپؒ کا جلال اس کی مدارات کرتا ادنیٰ و اعلیٰ کو دم مارنے کی مجال نہ تھی لیکن ساتھ ہی تمام وابستگان آپؒ کی محبت کے دعویدار تھے اور ہر ایک اپنے خیال میں فنا فی الشیخ کا مدعی تھا اور سچ تھا بھی ایسا ہی کہ وہ سراسر محبت تھے اور سرچشمہ

رحمت جمال آپ کا ذاتی تھا اور جلال صفاتی۔ کون ہے جو حاضر ہوا اور آپ کے جمال نے اس کے آنسو پھوڑ پھوڑ کر نہ گرائے ہوں اور کون ہے جو پیش ہوا اور ان کے جلال سے دم بخود نہ رہ گیا ہو کہ اب کیا پیش آئے اور کالے کوسوں دور دل پھڑکتا کہ کب دیدار نصیب ہو گا"۔

ولی اللہ کی ذات چشمہ شیریں ہوتی ہے۔ مہمان نوازی اور سخاوت ولایت کے خصوصی اوصاف ہیں۔ عموماً اولیاء اللہ کے لنگر جاری ہوئے اور مہمانوں کا تانتا بندھا رہا اور محتاج اور ضرورت مند بھی جن کو دنیا داروں کے ہاں رسائی نہ ہوتی وہ ان حضرات کے سامنے اپنی حاجات پیش کرتے ہیں۔ دعائے خیر تو ان کا منصب ہوتا ہی ہے۔ ظاہری اسباب سے بھی جو مدد فرما سکتے ہیں دریغ نہیں کرتے۔ حضرت میاں صاحبؒ بھی سخاوت میں اپنی مثال آپ تھے۔ اعلیٰ حضرت شرقپوریؒ بے حد مہمان نواز تھے اور آنے جانے والوں کی کمی نہ تھی جو آتا اس کو استطاعت کے مطابق کھانا کھلاتے عام لنگر بھی تھا اور خاص مہمان نوازی بھی۔

غیر مسلموں سے عموماً بیگانگی برتی جاتی ہے اور ان کی عزت افزائی کی طرف خاص توجہ نہیں دی جاتی۔ لیکن سنت سرور عالمؐ ہے کہ حضور غیر مسلموں پر بے حد شفقت فرماتے اور بعض اوقات اپنی چادر مبارک ان کے نیچے بچھا دیتے۔ حضرت میاں صاحبؒ نے سنت کی ہر ادا کو ایسا اپنایا کہ وہ ادا خلق ذاتی نظر آنے لگی۔ حضرت محمد عمر صاحبؒ انقلاب الحقیقت میں یوں رقم فرماتے ہیں۔ "غیر مذاہب کے لوگوں کے ساتھ ایسے طریقے سے حضور پیش آتے کہ دیکھنے والا حیرت میں آ جاتا لیکن حضور کو یہ حصہ خلق براہ راست

حضور انور (بابی انت و امی) نبی کریم ﷺ سے بلاواسطہ ملا ہوا تھا اس لئے اس کی نظیر اولیاء عظام کے حالات سے بہت کم ملتی ہے آپؒ کو جب کبھی وقت ناوقت کسی غیر مذہب والے کے آنے کی اطلاع پہنچتی تو فی الفور تشریف لاتے بسا اوقات جب آپؒ کمزوری یا علالت طبع کی وجہ سے نیچے تشریف نہ لا سکتے اور مخلصین انتظار میں بیٹھے گھنٹوں گزار دیتے تو اچانک کسی غیر مسلم کی آمد ہلال عید سے بڑھ کر ہوتی کیونکہ تمام خدام اور تمام زائرین کو یقین ہوتا کہ اب آپؒ ضرور تشریف لائیں گے خواہ طبیعت مبارکہ پر کتنا ہی شاق ہو اور چنانچہ آپؒ تشریف لاتے تو نہایت محبت سے گفتگو فرماتے اور معانقہ کرنے تک کی پرواہ نہ کرتے کبھی اسے دباتے کبھی اس کے چہرے کی طرف دیکھتے"۔

الٰہی حکمتیں کائنات کے افعال میں جلوہ گر ہیں جو کام بھی ظہور پذیر ہوتے ہیں خواہ بظاہر ان میں نفع ہو خواہ نقصان ہزاروں حکمتیں اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اولیاء اللہ کا وجود پھر ان پاک وجودوں کے افعال و کردار و اخلاق سراسر حکمت الٰہی کا مظہر ہوتے ہیں۔

تربیت سالک اولیاء اللہ کا فرض منصبی ہوتا ہے اور سالک کی تربیت میں تمام افعال خواہ جمال کا مظہر ہوں سراسر حکم الٰہی ہوتے ہیں۔

حضرت میاں صاحبؒ ناراض ہوتے تب بھی اصلاح مقصود ہوتی جس طرح لوہے کو گرم کرکے اسے نرم کیا جاتا ہے اور پھر موڑا جاتا ہے اور اگر محبت فرماتے تب بھی اس میں حکمت ہوتی۔

تربیت عمل : افعالی تربیت کے سلسلے میں صاحبزادہ محمد عمر صاحب بیربلویؒ "انقلاب الحقیقت" (صفحہ ۴۶) میں تحریر فرماتے ہیں۔

"تربیت افعالی کے متعلق آنحضور قبلہ میاں صاحبؒ کا معمول تھا کہ سر سے لے کر ایڑی تک آپؒ حاضرین کو دیکھتے اور تاڑ جاتے جو کوئی فعل یا معمول خلاف سنت نظر آتا بلا تردد بلاتحاشہ اسے جا پکڑتے جو آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے وہ پہلے اپنے آپ کو اس کے لئے تیار کر لیتے"۔

نماز میں جماعت کی سخت پابندی فرماتے کسی کی مجال نہ تھی خادم ہو یا زائر کہ شرقپور حضور کے لنگر میں حاضر اور جماعت سے غائب ہو۔ آداب جماعت کا خاص خیال رہتا اور صفیں اپنے ہاتھ سے درست فرماتے۔ قدموں کے فاصلے تک کا خیال ہوتا۔ خطبہ میں دوزانو بیٹھنے اور سینے کی طرف دیکھنے کے لئے ہمیشہ وعظ فرماتے۔ کوئی ننگے سر نہ ہوتا صرف ٹوپی بغیر دستار بھی پسند نہ فرماتے۔ مسجد میں بلند آواز میں کسی کا بولنا حضور کو ناپسند تھا۔ آداب طعام میں حضور کو خاص خیال تھا کہ دستر خوان پر ہاتھ دھونے کی تاکید ہوتی بایاں زانو لٹائے اور دایاں اٹھائے کھانا کھایا جاتا اور دو دو چار چار آدمی مل کر کھانا کھاتے۔ حقوق العباد کی طرف خاص توجہ تھی۔ آپؒ کا فرمان تھا جو کچھ ہیں معاملات ہی معاملات ہیں جو معاملات میں اچھا ہے وہی اچھا ہے۔ ارشاد فرماتے کہ میرے نزدیک تو معاملات کا درجہ دیگر اعمال صالحہ سے زیادہ بلند ہے۔ اصلاح احوال پر آپؒ کی توجہ بہت زیادہ تھی اپنے مخلصین کے فقر کے دیگر خانوادوں کی باہمی اصلاح بھی ہمیشہ آپؒ کو ملحوظ خاطر ہوتی فی الحقیقت اہل فقر کے باہمی نزاعات نے اصل فقیری کو بہت نقصان پہنچایا ہے چنانچہ آپؒ فقر کے بعض خاندانوں کا نام لے کر ان کی باہمی اصلاح کے لئے اپنی تعلیمی محبت صرف فرماتے اور ان کے افتراق سے آپؒ کو صدمہ ہوتا۔

تربیت روحانی: تربیت روحانی میں آپؒ کو ید طولیٰ حاصل تھا اور آپؒ کا کوئی وار خطا نہ جاتا تھا آپؒ کا ہاتھ ید موسیٰ تھا اور آپؒ کا دم دم مسیحا عوام کو اپنی زبان سے کچھ فرماتے جاتے اور باتوں ہی باتوں میں دنیا کا نقشہ بدل جاتا۔ ساری دنیا فنا ہی فنا نظر آتی لامذہبی کی جگہ مذہب اپنا نورانی چہرہ دکھاتا۔ رسوم بد کی حقیقت آنکھوں کے سامنے آ جاتی۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا عشق سینے میں جلوہ گر ہوتا اور آنکھیں ساون کا بادل ہو جاتیں۔

مجلس میں اکثر موجودہ تمدن کی حقیقت ظاہر فرماتے کہ "پیسے کے بتوں نے ہمارے اندر بہت بت پیدا کر دیے ہیں"۔ (ترجمہ = دنیا کی محبت برائی کی جڑ ہے) انگریزی کلوں نے ہمیں تباہ کر دیا وغیرہ وغیرہ۔ تاثیر اور روحانیت سے بھرے بھرے الفاظ سن کر آنکھیں برس پڑتیں اور دنیا کی حقیقت سامنے آ جاتی۔ کبھی اپنا دست شفقت طالب علم کے جسم پر رکھتے اور برقی لہریں سائل کو گھیر لیتیں اور وہ فی الفور بدل جاتا۔

خواص کے لئے اکثر آپؒ یہ مبارک عمل فرماتے کہ طالب علم کے زانو پر ہاتھ رکھا اور مراقبانہ صورت میں ہو گئے آپؒ کے وجود میں روحانی لہریں اٹھتیں اور ہاتھ مبارک کو آہستہ آہستہ جھٹکنے لگتے اور دل کے یہ جذبات معمول کے رگ و ریشہ میں اتر جاتے۔

شیر ربانیؒ اور اتباع سنت

قاضی ظہور احمد اختر

لفظ سنت کا اطلاق ہر اس قول فعل اور تقریر پر ہوتا ہے جو آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب ہو آپ ﷺ سے منقول ہو کر ہم تک پہنچا ہو اس معنی کی رو سے سنت لفظ حدیث کے مترادف ہے لیکن سنت کا ایک دوسرا مفہوم بھی ہے اور وہ یہ حضور ﷺ کی وہ روش اور عملی طریقہ جس پر عہد نبوی سے مسلسل عمل جاری ہے سنت کے معنی کی رو سے ایسا ممکن ہے کہ خاص حالات کے تحت خاص مدت کے لئے کسی حکم پر عمل ہوتا رہا ہو لیکن ان حالات کے دور ہو جانے پر وہ حکم منسوخ ہو چکا ہو۔

امت محمدیہ کے لئے طریق سنت اختیار کرنا لازمی ہے کوئی عمل اس وقت تک مقبول نہیں ہوتا جب تک کہ وہ سنت کے تابع نہ ہو سنت پر عمل کرنے والا فیضان نبوت سے سرشار ہوتا ہے کسی مسلمان کو فیضان نبوت ہی درجات خداوندی سے نوازتا ہے اور فیضان نبوت سے ہی کوئی مسلمان ولایت کے درجہ تک پہنچ سکتا ہے لیکن اگر وہ تارک سنت ہو تو پھر ولایت کا حاصل ہونا ناممکن ہے کیونکہ ولایت نبوت کی تابع ہے قرآن مجید میں خود اللہ تعالیٰ سنت رسول اللہ ﷺ کو اختیار کرنے کی تلقین فرماتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے "اے میرے محبوب ان لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے

محبت چاہتے ہو تو میری تابعداری کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا"۔ اور پھر ارشاد فرمایا "رسول ﷺ تمہارے لئے بہترین نمونہ ہیں اس نمونہ کے مطابق ڈھل جاؤ جو رسول ﷺ تمہیں دیں مضبوطی سے پکڑ لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ"۔ اس سے سنت کی اہمیت ہر مسلمان پر ظاہر ہوتی ہے۔

"صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے بعد تمام اولیائے کرام نے سنت رسول اللہ ﷺ پر خاصا زور دیا خود اپنی زندگی کو سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق بسر کرتے اور اپنے ملنے جلنے والوں کو سنت کی پیروی کی تلقین فرماتے رہے جب کوئی شخص خلاف سنت عمل کرتا تو ان کو دکھ ہوتا اور فوراً" اسے ٹوکتے تھے حضرت ابراہیم ادھم فرماتے ہیں تم نے رسول اللہ ﷺ کی محبت کا دعویٰ تو کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کو ترک کر دیا ہے۔ حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں کہ لوگوں نے اپنی خواہشات کی پیروی کی اور نبی کریم ﷺ کی سنت کو پس پشت ڈال دیا۔ بشر الحافی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کچھ معلوم ہے تمہیں اپنے زمانے کے لوگوں پر کیوں برتری حاصل ہے پھر خود ہی ارشاد فرمایا چونکہ تم میری سنت کی پیروی کرتے ہو اور اللہ کے نیک بندوں کا احترام کرتے ہو۔ حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے مخلوق کی تمام راہیں بند ہیں۔ اس کے لئے صرف ایک راستہ کھلا ہے جو سنت کی پیروی کرنا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں کہ ہر فضیلت

آنحضرت ﷺ کی سنت کی پیروی سے اور ہر کمال آپ ﷺ کی شریعت کے اتباع سے وابستہ ہے مثلاً" سنت نبوی ﷺ کی اتباع کے طور پر دوپہر کا سونا (قیلولہ کرنا) کروڑوں راتیں جاگنے سے بہتر اور افضل ہے اگر یہ شب بیداری سنت کے مطابق نہ ہو۔ جب سنت رسول اللہ ﷺ کی اتنی اہمیت ہے پھر یہ کیسے ممکن کہ شیر ربانی جنید ثانی حضرت میاں شیر محمد رحمتہ اللہ علیہ اس کو اوڑھنا بچھونا نہ بنا لیتے۔ اعلیٰ حضرت میاں صاحبؒ ان بزرگوں میں سے تھے جنہیں دیکھنا چشم فلک کو کبھی کبھی نصیب ہوتا ہے آپؒ سر تا پا سنت کا نمونہ تھے۔ آپؒ کا اٹھنا بیٹھنا' چلنا پھرنا' سونا جاگنا' کھانا پینا' لین دین اوڑھنا پہننا دیکھنا بھالنا نہانا دھونا غرض ہر عمل عین سنت کے مطابق تھا۔ بڑے علماء اور سنت کے دعویدار جب آپؒ سے ملتے تو پکار اٹھتے کہ ہمارے تو خالی دعوے ہی دعوے ہیں سنت کا صحیح نمونہ دیکھنا ہو تو شرقپور شریف میں جا کر دیکھیں۔ آپؒ کی اکسیر صحبت سے مسجدوں بازاروں دفتروں کھیتوں دکانوں کارخانوں حکومت کے ایوانوں اور غریبوں کی جھونپڑیوں میں آپؒ کے ملنے والے سنت کا چلتا پھرتا نمونہ بنے رہتے۔ آج تک بھی آپؒ کے ملنے والے ایک نظر میں پہچان لئے جاتے ہیں ان کے انداز ہی کچھ نرالے ہیں۔ اسے کہتے ہیں شیخ کی تربیت۔ وہ ایسی کٹھالی میں سے ہو کر نکلتے تھے جو ایک دفعہ ہی کندن بنا دیتی تھی ان کی مجلس میں جانے سے پہلے ہر شخص کو ایک تیاری کی ضرورت تھی۔ یہ صرف نئے آنے والوں پر ہی موقوف نہ تھی بلکہ ہر بار سنت نبویؐ کی کوئی نہ کوئی نئی جھلک نظر آتی سراپا سنت۔ جب کسی کی معمولی سی حرکت بھی خلافِ سنت دیکھتے تو فوراً" اس پر برس پڑتے اور اس حرکت

سے سخت نفرت کا اظہار کرتے۔ اس معاملہ مین چھوٹے بڑے ادنیٰ اعلیٰ کی کوئی تمیز نہ تھی۔

بلاشبہ ہر صاحب ارشاد کا طریق الگ الگ ہوتا ہے اور اس بارہ میں کسی پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ بہت جگہ معمولی معمولی باتوں پر گرفت کی جاتی اور بعض دفعہ بڑی باتوں کی اصلاح کے لئے بھی التوا سے کام لیا جاتا ہے اور آہستہ آہستہ راہ راست پر لانے کی سعی کی جاتی ہے۔ یہ درست بھی ہے اور زمانہ کے مطابق بھی مگر کچھ ہستیاں مستثنیٰ بھی ہوتی ہیں۔ حضرت میاں صاحبؒ بھی ان مستثنیٰ ہستیوں میں سے تھے۔ آپؒ نے بڑے بڑے فرعونوں کو انسان بنایا۔ بڑے بڑے منہ زوروں کو رام کیا۔ انتہا درجے کے گمراہوں کو سیدھی راہ دکھائی۔ خدا کے منکروں کو خدا پر ایمان بخشا۔ آپؒ کے ہاں التوا کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ ایک نظر اور پہلی صحبت کام کر جاتی تھی۔ سنت کے خلاف کوئی فعل دیکھتے تو تیغ بے نیام بن جاتے۔ پھر کون بڑا اور کون چھوٹا۔ ایک مولوی صاحب آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے فرمانے لگے کہ حدیث شریف کے مطابق سب کچھ ہی ہو گا آپؒ نے فرمایا مولوی صاحب اگر نہر جاری ہو اور اس میں جا بجا سوراخ ہو جائیں تو کدال لے کر ان سوراخوں کو بند کرنا چاہیے یا زیادہ کھول دینا چاہیے۔ مولوی صاحب نے حیران ہو کر جواب دیا اس حالت میں سوراخوں کو بند کر دینا چاہیے پھر آپؒ نے فرمایا اس وقت سنت کی نگرانی کی سخت ضرورت ہے۔ ایسے گئے گزرے زمانہ میں جو شخص سنت کی نگرانی کرے گا حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ قیامت کو میرے ساتھ ہو گا اور اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

راقم الحروف کی بدقسمتی ہے کہ میاں صاحبؒ کو نہ دیکھا ان کی صحبت مبارک سے فیضیاب نہ ہو سکا۔ اپنے والد صاحب کی زبانی آپؒ کے دیگر ملنے والوں سے اور مختلف کتابوں سے حضرت میاں صاحبؒ کے گفتار و کردار کے جو نوادر چنے ہیں ان کو اس مختصر سے مضمون میں سمونا میرے جیسے کم علم انسان کے بس کا روگ نہیں۔ میاں صاحبؒ کی زندگی مبارک کو بیان کرنا اور میرا قلم

؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک

فرنگی تہذیب کے زیر اثر داڑھی رکھنا آج کے زمانہ میں کتنا دشوار ہے بلکہ میرے خیال میں ایک بڑا جہاد ہے۔ بالخصوص ملازمین کے لئے تو سخت مشکل ہے داڑھی دیکھ کر ہی افسر بدک جاتا ہے۔ داڑھی کی بنا پر ترقیاں رک جاتی ہیں۔ سخت ست سننا پڑتا ہے۔ ایسے دور میں بھی آپؒ کے ملنے والوں کے چہروں پر نورانی داڑھیاں موجود ہیں اور یہ کسی خاص طبقے سے مخصوص نہیں جس کے چہرے پر داڑھی نہ ہو اسے نماز کی اگلی صف میں جگہ نہ ملتی تھی۔ اگر کوئی کھڑا ہوتا تب بھی پیچھے ہٹا دیا جاتا۔ داڑھی منڈوانے والوں میں ایسے لوگ بھی حاضر ہوتے تھے جو بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہوتے ان کے عہدوں کا خیال نہ کیا جاتا۔ کبھی تو زبانی نصیحت پر بھی بات ٹل جاتی مگر کبھی ایسا بھی ہوتا کہ زناٹے کا تھپڑ پڑتا۔ زبان درافشاں سے ارشاد فرماتے کہ سکھوں کے چہروں پر بھی تو داڑھیاں ہیں وہ بھی ملازمت کرتے ہیں۔ سکھ اپنے گرو کے کہنے پر اتنی سختی سے پابند ہیں مگر تمہیں اپنے پیغمبر علیہ السلام کے کہنے پر عمل کرتے ہوئے عار محسوس ہوتی ہے۔ وہی صاحب دوسری دفعہ تشریف

لاتے تو چہرے پر داڑھی ہوتی۔ مونچھوں کو دیکھ کر دونوں طرف سے پکڑ لیتے اور خوب ہلاتے اور فرماتے "یہ کیا بنا رکھا ہے؟" اگر کسی کے سر پر انگریزی فیشن کے بال ہوتے تو ان بالوں کو پکڑ کر خوب ہلاتے اور فرماتے "کیا تمہارے باپ دادا کی شکل بھی ایسی ہی تھی۔ تم کو اپنے باپ دادا کی شکل بری معلوم ہوتی ہے"۔

لباس سادہ اور موٹے کپڑے کو پسند فرماتے۔ سیاہ لباس اور سیاہ جوتے کو پسند نہ فرماتے۔ اگر کسی کے سر پر لال ٹوپی ہوتی تو فرماتے "صرف ٹوپی نصاریٰ کا شعار ہے اور صرف پگڑی یہود کا"۔ سر سے ٹوپی اور اس سے لپٹی ہوئی پگڑی کا حکم فرمایا۔ باریک کپڑا بھی پہننے سے منع فرماتے۔ انگریزی لباس سے سخت نفرت تھی قمیض کی آستین کھلی رکھتے اور دوسروں کو بھی تلقین فرماتے۔ بند بازوؤں والا قمیض ناپسند فرماتے اگر کوئی ملنے والا ایسی قمیض پہنتا تو قینچی منگوا کر آستین کاٹ دیتے اور فرماتے "اب کتنا اچھا لگتا ہے"۔ کالر والی قمیض کو سخت ناپسند فرماتے کالروں سے پکڑ کر فرماتے۔ یہ کیا ہے؟ کبھی انہیں اس کے منہ میں دیتے کہ ان سے دودھ تو نہیں نکلتا اور خود کاٹ دیتے پھر فرماتے "اب سنت نبوی کے مطابق ہوا"۔ بوٹ پہننے سے روکتے تھے۔ ایسے شخص کو اپنے ہاں سے جوتا دیتے۔

بیٹھنے کا طریقہ یہ تھا کہ ہمیشہ دو زانو بیٹھا کرتے۔ چوکڑی مار کر بیٹھنے سے منع فرماتے تھے۔ فرمایا کرتے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو دو زانو بیٹھتے تھے اور حضور علیہ السلام بھی دو زانو بیٹھا کرتے تھے۔

حضرت ہر ایک کے ساتھ برابر کا سلوک کرتے۔ اگر خود چارپائی پر بیٹھے ہوتے اور کوئی شخص تعظیما زمین پر بیٹھ جاتا تو اصرار سے اسے چارپائی پر بیٹھنے کو کہتے اگر وہ نہ بیٹھتا تو اس کے ساتھ زمین پر بیٹھ جاتے ارشاد فرماتے "بندہ یہ سمجھے کہ ہر وقت خدا کے حضور میں بیٹھا ہوں"۔ ننگے سر بیٹھنے سے سخت ناراض ہوتے۔ فرمایا کرتے اگر انگریز کے دربار میں جانا ہو تو خوب اہتمام سے جاتے ہو لیکن خدا کے حضور میں ننگے سر ہی آ جاتے ہو یعنی مسجد میں ننگے سر ہی چلے آتے ہو۔

سنت کے مطابق کھانا دسترخوان پر ہوتا تھا۔ فرمایا کرتے کہ اب تو مسلمان بھی انگریز کی طرح میز پر کھانا کھاتے ہیں۔ چھری کانٹے کا استعمال کرتے ہیں۔ ان کو ایسا کرتے ہوئے خیال نہیں آتا کہ یہ خلاف سنت ہے ان سے کوئی پوچھے کہ پیغمبر ﷺ کی سنت کے مطابق کھانا کھانے سے ان کی حیثیت میں کیا فرق پڑ جاتا ہے۔ سب نام کے مسلمان ہیں۔ مسلمان تو سنت رسول ﷺ کے خلاف ایک عمل کرتے ہوئے بھی شرم محسوس کرتا ہے۔ آپؒ کمال شفقت سے کھانا کھلاتے۔ کھانا کھلانے کے بعد برتن صاف کرنے کا حکم تھا۔ آپؒ فرماتے کہ سالن کے برتن کو صاف کرنا سنت ہے۔ کھانا ہمیشہ ہاتھ دھو کر کھایا جاتا۔ کھانا ملنے سے پہلے ہاتھ دھونے کو کہا جاتا اور پھر "بسم اللہ" پڑھ کر کھانا شروع ہوتا کھانے کے بعد دعا پڑھنے کو کہا جاتا۔

آداب مسجد کا خاص خیال رکھنے کو فرمایا کرتے۔ خود سختی سے عمل کرتے اور اپنے ملنے والوں کو تلقین فرماتے۔ جب مسجد میں داخل ہوتے تو ہمیشہ دایاں پاؤں رکھتے اگر کوئی بایاں پاؤں رکھتا تو منع فرماتے اور جب مسجد سے باہر

نکلتے تو ہمیشہ بایاں پاؤں باہر رکھتے۔ سنت رسول اللہ ﷺ کا اتنا خیال رکھا جاتا کہ مسجد سے نکلتے ہوئے بھی یہ نہ بھولتے کہ بایاں پاؤں باہر نکال کر پنجہ بائیں جوتے میں پھنسا لیتے اور پھر دائیں پاؤں کو باہر نکال کر دایاں جوتا اچھی طرح پہنتے بعد میں بایاں جوتا بھی پہن لیتے۔ اللہ اکبر اسے کہتے ہیں سنت رسول اللہ ﷺ کا ہر حالت میں خیال رکھنا۔ مسجد میں دو زانو بیٹھنے کی تاکید کرتے بات چیت سے منع فرماتے۔ نماز باجماعت کی تاکید فرماتے لوٹے کی ٹونٹی کا منہ قبلہ کی طرف رکھتے۔ اگر ادھر ادھر ہو جاتا تو خود اپنے ہاتھ سے سیدھا کر دیتے۔

آپؒ نہ صرف ان لوگون کو ہی ڈانٹتے جو سامنے کوئی خلاف سنت کام کرتا بلکہ دوران سفر میں بھی اگر کوئی خلاف سنت کام ہوتا تو فوراً" اس شخص کی توجہ اس طرف دلاتے اور آئندہ احتیاط کی تلقین فرماتے۔ میں نے اس مضمون میں عملاً ان باتوں کا ذکر کیا ہے جن کی طرف لوگوں کی توجہ بہت کم ہے وہ صرف سنت کی مناسبت کو عبادات تک ہی محدود کر دیتے ہیں۔ معاملات میں سنت کی چنداں پروا نہیں کرتے اور پھر اتباع سنت کے دعویٰ کی اہمیت سے غافل ہیں۔ اس کا ایک چھوٹا سا نمونہ ملاحظہ ہو ایک دفعہ ایک صاحب نے آپؒ کو اگالدان پیش کیا اور اس نے اگالدان دائیں طرف رکھا آپؒ نے فرمایا میرا بایاں تو اس طرف ہے۔ غور کا مقام ہے کہ میاں صاحبؒ کے دل میں سنت کی اہمیت تھی اور ان جیسا عامل سنت کب پیدا ہو گا۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

(اقبالؒ)

سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنے والے ناپید ہوتے جا رہے ہیں لیکن الحمدللہ شرقپور شریف میں آج بھی وہی طریق جاری ہے اور لوگ راہ ہدایت پر گامزن ہو کر سنت رسول اللہ ﷺ کے گراں مایہ خزانہ کو ہاتھوں ہاتھ لوٹ رہے ہیں۔ آج بھی شرقپور شریف میں سنت رسول اللہ ﷺ کی پیروی کی تلقین جاری ہے۔ وہی اٹھنے بیٹھنے کے انداز۔ وہی روک ٹوک۔ وہی کھانے کے آداب۔ وہی مسجد کے آداب۔ سنت رسول اللہ ﷺ کی وہی اہمیت و تبلیغ۔

حضور اصحاب رسول مقبول رضوان اللہ تعالےٰ عنہم

صدیق رضی عکس حسن کمال محمد است صلی اللہ علیہ وسلم

فاروق رضی ظل جاہ و جلال محمد است صلی اللہ علیہ وسلم

عثمان رضی ضیاء شمع جمال محمد است صلی اللہ علیہ وسلم

حیدر رضی بہار باغ خصال محمد است صلی اللہ علیہ وسلم

اِسمِ اعظم !

اے خدا سازندۂ عرش بریں . شام را تو دادی زلفِ عنبریں ،
روز را با شمعِ کافور اے کریم ! کردۂ روشن تر از عقلِ سلیم !
خود چہ شیریں است نامِ پاک تو خوشتر از آبِ حیات ادراکِ تو
نامِ تو چوں بر زبانم مے رود ! ہر بُنِ مُو از عسل جُوئے شود !
اللہ اللہ ایں چہ شیریں است نام شیر و شکر مے شود جانم تمام
اللہ اللہ ایں چہ نامِ خوش مذاق حرفِ حرفش مے دہد جاں را رواق
اللہ اللہ اَنْتَ لِیْ نِعْمَ الْوَکِیْل اَنْتَ رَبِّیْ اَنْتَ حَسْبِیْ یَا جَلِیْل
اللہ اللہ اسم ذاتِ پاکِ دوست اسمِ اعظم از برائے قربِ اُوست
اللہ اللہ گر بردتا سقفِ عرش پیشِ معراج تو گردد چرخ فرش
چوں برآرم دم بہ اللہُ الصَّمد چرخ نعرہ یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ زند!

اسمِ اعظم است اللہُ العظیم
جانِ جان محیٔ عظیم رحیم

اعلیٰ حضرت شیر ربانی رحمتہ اللہ علیہ
قرآن و سنت کی روشنی میں

محمد انور قمر شرقپوری نقشبندی مجددی

ہم نماز پڑھتے وقت ہر رکعت میں کہتے ہیں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (اے اللہ ہمیں سیدھی راہ پر چلا) جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ سیدھی راہ پر چلا دیتا ہے وہ پھر بھی اسی راہ پر چلنے کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ کیونکہ انہیں اس راہ کے فوائد نظر آجاتے ہیں اور اس راہ پر چلنے والوں کو جو مراتب ملتے ہیں وہ ان سے آگاہ ہو جاتے ہیں اور جو لوگ اس راہ پر نہیں ہیں، وہ بھٹکے ہوئے ہیں۔ وہ جس راہ پر بھی چلتے ہیں وہ محفوظ نہیں ہوتی۔ وہاں رہزنی اور ڈکیتی کا خطرہ ہر وقت لاحق رہتا ہے۔ (اللہ تعالیٰ انہیں بھی سیدھی راہ پر گامزن کرے)

جس سیدھی راہ کے لئے ایک انسان دعا کرتا ہے وہ یقیناً وہ راہ ہے جو اللہ اور اللہ کے حبیب ﷺ کی دکھائی ہوئی اور متعین کی ہوئی ہے۔ اور جو اس راہ پر گامزن ہے اس نے اطاعت اور تابعداری اپنا رکھی ہے۔

اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی تمام تر اتباع شریعت اور سنت کی پیروی میں گزری۔ آپ کا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، کھانا پینا، سونا جاگنا گویا کہ ہر فعل شرع شریعت کے عین مطابق تھا۔ آپ کے معمولات زندگی پر اسوہ حسنہ رسول اللہ ﷺ کا اتنا غلبہ تھا کہ آپ کا تمدن، طرز زندگی، بودوباش کے کسی بھی پہلو پر سے نقاب الٹو تو سراپا رنگ محمد ﷺ کے جلوے

دکھائی دیں گے۔

اتباع محمدی ﷺ میں تین پہلو بڑے واضح ہوتے ہیں۔

(1) حضور ﷺ کے ذاتی سراپا میں اپنے آپ کو ڈھالنا۔

(2) آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کے مطابق اپنی طرز حیات اپنانا۔

(3) آپ ﷺ کے ارشادات کے مطابق زندگی اختیار کرنا۔

حضور ﷺ کے ذاتی سراپا میں اپنے آپ کو ڈھالنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے جسم پر ان نقوش کی چھاپ لگائی جائے جو نقوش آپ کی ذات میں ہمیں دکھائی دیتے ہیں۔ آپ ﷺ کی طرح کی حجامت بنوائی جائے' آپ ﷺ کے لباس کی طرح کا لباس پہنا جائے' آپ ﷺ کا انداز گفتگو اپنایا جائے اور آپ ﷺ کا سا تبسم چہرے پر سجایا جائے۔

آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کو اپنانے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی عادات اور آپ کے اخلاق اپنی طرز زندگی میں شامل کئے جائیں۔ حق وصداقت' امانت' رحم' محبت' شفقت اور انصاف کو اپنایا جائے۔

اور ارشادات نبوی ﷺ کے مطابق زندگی بسر کرنے کا مطلب بڑا واضح ہے کہ حضور ﷺ نے جن کاموں سے منع فرمایا ہے ان سے کنارہ کشی اختیار کی جائے اور جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے ان پر عمل کیا جائے۔

ہم انہیں تینوں پہلوؤں کی روشنی میں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوریؒ کو دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حضور ﷺ کی داڑھی مبارک چار انگلی تھی اور مونچھیں ترشوائی

ہوئی ہوتی تھیں۔ کتابوں میں میاں صاحبؒ کے حلیئے کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ آپؒ کی داڑھی قبضہ بھر تھی اور مونچھیں تراشوائی ہوئی تھیں۔ آپؒ کے نزدیک یہ وہ پہلا رنگ تھا جس کو کسی بھی متبع رسول کو اختیار کرنا پڑتا ہے تاکہ اگر کوئی دور سے آتا ہوا دکھائی دے تو دیکھنے والا فوراً سمجھ جائے کہ کوئی مسلمان آرہا ہے۔ اس رنگ کو نہ صرف آپؒ نے خود اپنایا بلکہ اپنے مریدین کے چہروں کو اسی سنت نبویؐ سے مزین کیا۔

آپؒ کے نزدیک داڑھی کی پابندی اسی قدر اہم تھی کہ آپؒ کے پیچھے نماز پڑھتے وقت صف میں دائیں جانب کوئی بغیر داڑھی کے کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔

ایک دفعہ ایک زیلدار صاحب گلے میں پستول ڈالے حضرت صاحب قبلہؒ کو ملنے آئے۔ جب وہ نماز باجماعت پڑھنے کے لئے آپؒ کے داہنے ہاتھ کھڑے ہونے لگے تو ایک خادم نے انہیں روک دیا اور بائیں طرف کھڑا ہونے کو کہا۔ زیلدار صاحب بائیں طرف کھڑے تو ہو گئے لیکن انہوں نے اس بات کا بہت برا منایا اور کہنے والے کو سخت سست کہا۔ نماز سے فراغت کے بعد میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ اس کے پاس آبیٹھے اور مسکرا کر بڑے ناصحانہ انداز میں فرمایا۔ کیوں صاحبؒ آپ بتا سکتے ہیں کہ داڑھی کیوں منڈوائی جاتی ہے۔ پھر خود ہی جواب دیا اس لئے تاکہ آدمی کم عمر اور چھوٹا نظر آئے۔ میرے بھائی چھوٹا بننے کا ارمان ہو تو پھر کھڑا بھی چھوٹوں میں ہونا چاہئے اور چھوٹوں کا مقام بائیں طرف ہے یا پیچھے۔ یہاں تو شریعت مطہرہ اور سنت نبوی ﷺ پر عمل کرنے والے ہی کو بڑا مقام حاصل ہے۔ آپ کو رنج

نہیں کرنا چاہئے۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقَاکُمْ

سر میاں محمد شفیع اعلیٰ حضرت میاں صاحبؒ کے خالہ زاد بھائی تھے۔ وزارت قانون کا قلمدان ان کے سپرد تھا۔ بین الاقوامی شہرت کے حامل تھے۔ وضع قطع انگریزوں کی سی تھی۔ انگریزی سوٹ پہنتے تھے' داڑھی مونچھیں صفا چٹ تھیں' اعلیٰ حضرت نے دیکھا تو فرمایا:

"کیا ہی لطف ہوتا' شریعت کے مطابق اگر تمہاری اتنی لمبی داڑھی ہوتی' تم کونسل میں بیٹھے ہوتے اور غیر مسلمانوں پر تمہارا بڑا رعب ہوتا۔ وہ بھی سمجھتے کہ کونسل میں کوئی مسلمان بیٹھا ہے۔"

حضرت صاحبزادہ محمد عمر بیربلویؒ اپنی کتاب انقلاب الحقیقت میں لکھتے ہیں کہ حضرت قبلہ میاں صاحبؒ بالا خانہ سے تشریف لائے' مکان کا نچلا حصہ زائرین سے بھرا تھا' حضرت میاں صاحبؒ دوزانو بیٹھ گئے اور ایک طرف سے ملاقات فرمانے لگے۔ ایک صاحب قریب آئے اور پوچھا کیا نام ہے۔ عرض کیا بہاولا۔ فرمایا: "بہاوَلا کیا بہاوَالدین نام ہو گا' اس کی منڈھی ہوئی ٹھوڑی پر ہاتھ رکھ کر فرمایا بہاوَالدین یہ کیا ؟ بہاوَالدین اور چہرہ؟ مسلمان کے مسلمان اور بے ایمان کے بے ایمان۔" اس کی دونوں مونچھیں پکڑ کر زور سے کھینچنے لگے اور فرمانے لگے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ انگریز رَسُوْلُ اللّٰہ اور طمانچے بھی دیئے۔

سر کو ننگا رکھنا آج فیشن بن گیا ہے۔ حالانکہ قبل از اسلام بھی لوگ

ننگے سر نہ رہتے تھے۔ یہ لوگ سر ڈھانپنے کے لئے دو طریقے اپناتے یا تو صرف ٹوپی پہنتے یا صرف پگڑی باندھتے۔

حضور ﷺ نے ٹوپی اور عمامہ کا استعمال اکٹھا کیا۔ آپ ﷺ نیچے ٹوپی پہنتے اور اس کے اوپر عمامہ۔ اگرچہ یہ طریقہ مشرکین کے طریقے کی مخالفت میں اپنایا گیا مگر حقیقت میں عمامے کے نیچے ٹوپی پہننا اس حقیقت سے جدا نہیں ہے کہ سر پر جو تیل وغیرہ لگاتے ہیں وہ ٹوپی کے باعث عمامہ کو چکنائی آلود نہیں کرتا۔ اور عمامہ کو باندھنا بہت سے فائدوں کا حامل ہے۔

1- یہ ڈھال کا کام دیتا ہے۔

2- زخمی ہونے کی صورت میں اس کی پٹیاں بن جاتی ہیں۔

3- اور موت واقع ہونے کی صورت میں کفن بن سکتا ہے۔

حضور ﷺ نے زندگی بھر ٹوپی اور عمامے کا استعمال اکٹھا کیا۔ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد رحمتہ اللہ علیہ نے اسی طریقہ کو اپنایا اور مریدین میں بھی اسی کی ترویج فرمائی۔

چنانچہ ایک دفعہ پنجاب میں عقائد اہل سنت کے علمبردار عالم بے مثل مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب' حضرت میاں صاحبؒ کی ملاقات کے لئے شرقپور شریف میں تشریف لائے۔ حضرت میاں صاحبؒ بڑے خوش ہوئے اور مولانا موصوف کی بڑی خاطر مدارت کی اسی اثنا میں عصر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ آپؒ نے مولانا صاحب سے فرمایا کہ مولانا آپ نماز پڑھائیں۔

مولانا کے سر پر فقط ٹوپی تھی۔ آپؒ نے جو دیکھا تو آنکھ کے اشارے

سے ایک معتقد کو بازار سے تین گز ململ لانے کو کہا۔ چنانچہ ابھی تکبیر ہو رہی تھی کہ ململ آگئی۔ آپ نے مسکراتے ہوئے اپنے دست مبارک سے مولانا صاحب کی ٹوپی پر یہ پگڑی باندھ دی اور فرمایا مولانا ٹوپی سے نماز تو ہو جاتی ہے لیکن فضیلت یہ ہے کہ ٹوپی اور پگڑی دونوں ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے لباس میں قمیض اور تہبند استعمال کرتے تھے مگر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت کے مطابق یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار پانجامہ بھی پہنا تھا۔ اس پر اکثر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بطور سنت پانجامہ پہننا شروع کر دیا۔

اعلیٰ حضرت میاں صاحبؒ نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لباس پہنا۔ لمبی آستینوں والا کرتہ اور تہبند استعمال کرتے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے صرف ایک بار پانجامہ زیب تن فرمایا۔

کھانا کھانے کے مختلف طریقے لوگوں نے اپنا رکھے ہیں۔ کوئی چوکڑی مار کر کھاتا ہے' کوئی ٹیک لگا کر کھاتا ہے' کوئی دونوں گھٹنے کھڑے کر کے کھاتا ہے' کوئی میز کرسی بچھا کر کھانا کھاتا ہے' کوئی پیڑھی یا چوکی پر بیٹھ کر یا موجودہ رواج کے مطابق کھڑے ہو کر۔

ان طریقوں میں بعض تو طبی نقطہ نگاہ سے درست نہیں اور بعض میں تکبر اور غرور پایا جاتا ہے اور بعض انسانی وقار کے منافی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو طریقہ زیادہ پسند فرمایا ہے وہ ہے دائیاں گھٹنا کھڑا کیا جائے اور بائیں پاؤں پر بیٹھ کر کھانا کھایا جائے۔

اعلیٰ حضرت میاں صاحبؒ نے اسی طریقے کو اختیار کیا۔ فرمایا بلکہ لوگوں کو اسی طریقہ کو اپنانے کو فرمایا۔ آپؒ کے ہاں جو شخص بھی آتا وہ اسی طریقے سے بیٹھ کر کھانا کھاتا۔ آج بھی اس آستانہ کے لنگر خانے میں اسی طریقے سے کھانا کھلایا جاتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ تین ایسی چیزیں ہیں جو مجھ پر فرض ہیں لیکن میری امت کے لئے سنت ہیں۔

(1) وتر۔ (2) مسواک۔ (3) تہجد۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت کرنے والوں نے ان تینوں چیزوں سے اس طرح محبت کی جیسے ان پر بھی فرض کر دی گئی ہیں۔

ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت کرنے والوں میں اعلیٰ حضرت میاں صاحبؒ بھی شامل ہیں۔ آپؒ نے وتر، مسواک اور تہجد کو اپنے معمولات میں شامل رکھا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب بڑے خوش ہوتے تو بھی تبسم فرمایا کرتے تھے، قہقہ لگا کر بالکل نہیں ہنستے تھے۔۔ اعلیٰ حضرت میاں صاحبؒ کو بھی قہقہ لگا کر ہنستے نہیں دیکھا گیا۔ اگر کبھی کوئی مزاحیہ بات ہو جاتی تو بس تھوڑا تبسم فرمایا کرتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آواز بڑی شیریں تھی۔ ایک ایک لفظ جدا جدا

بولتے تھے اور زیادہ اونچی نہ ہوتی تھی کہ غصے کا اظہار ہو نہ ہی اتنی پست ہوتی تھی کہ سننے والے کو دوبارہ پوچھنے کی ضرورت پیش آئے۔

اعلیٰ حضرت میاں صاحبؒ کی گفتگو بھی بڑے سلجھے ہوئے انداز میں ہوتی تھی۔ بات کا کوئی لفظ الجھا ہوا نہیں ہوتا تھا نہ کرختگی ہوتی اور نہ ہی دھیما پن۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ 110:2- (اور نماز ادا کرو) اور پھر دوسرا حکم فرمایا:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا۔

103:4- (بے شک نماز مومنوں پر مقررہ اوقات میں ادا کرنا فرض ہے اور پھر تیسرا حکم یہ ہوا۔

نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے اور برائی کو دور کرتی ہے۔ ان واضح احکام پر جب عمل ہوا تو معاشرہ میں واقعتہً امن وسکون رہنے لگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو رات بھر نوافل میں مشغول رہتے۔ تبھی تو آپؐ نے فرمایا:

جُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ

نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک رکھی گئی ہے۔

اور پھر مزید فرمایا:

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ

نماز مومن کی معراج ہے۔

یعنی نماز پڑھنے سے مومن کے مراتب بلند ہوتے چلے جاتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نبوت سے پہلے عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے اور غار حرا میں جا کر مہینوں قیام اور مراقبہ کرتے تھے۔ نبوت کے ساتھ ساتھ آپؐ کو نماز کا طریقہ بھی بتایا گیا۔ نماز کا وقت جب بھی آتا آپ کسی پہاڑ کی گھاٹی میں چلے جاتے اور وہاں نماز پڑھ لیتے۔ چاشت کی نماز آپؐ سب کے سامنے حرم میں جا کر پڑھتے تھے۔

راتوں کو آپؐ اٹھ اٹھ کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس عبادت شبانہ کے متعلق مختلف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مختلف روائتیں ہیں۔ ایک راوی کا بیان ہے کہ آپ رات بھر نماز میں کھڑے رہتے تھے۔ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ آپ کچھ دیر رات کو سوتے بھی تھے۔

اعلیٰ حضرت میاں صاحبؒ کا نماز میں انہماک بڑا واضح ہے۔ ابتدائی زمانہ میں آپؒ جنگلوں میں، دریاؤں اور قبرستانوں میں چلے جایا کرتے اور نماز و عبادت میں وقت گزارا کرتے۔

حافظ حمید الدین کے انتقال کے بعد آپؒ نے مسجد میاں صاحب کا انتظام خود سنبھال لیا اور امامت کے فرائض آپؒ انجام دینے لگے۔ مگر قاری محمد ابراہیم صاحب کو جب فیضان نظر سے نوازا گیا اور ان کا دل نور ایمان سے منور ہو گیا تو آپؒ نے مسجد کا انتظام ان کے سپرد کر دیا۔ آپؒ نمازیں پڑھایا کرتے تھے اور حضور میاں صاحبؒ مختلف مساجد میں نمازیں باجماعت پڑھتے تھے اور ان میں سے زیادہ مساجد وہ تھیں جہاں نمازیوں کی رونق بہت تھوڑی ہوتی تھی۔ آپؒ کے وہاں نمازیں پڑھنے سے یہ مسجدیں آباد اور پر رونق ہو گئیں۔

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ محلّہ اور گھر کے نزدیک کی مساجد کے بہت سے حقوق ہیں۔ (اور یہ اس حدیث پر عمل تھا جس میں فرمایا گیا ہے کہ بے آباد مسجدوں میں نماز پڑھا کرو)

آپ فجر کی نماز عموماً ملکاں والی مسجد میں پڑھا کرتے۔ اشراق کی نماز کے آٹھ نفل مسجد لوہاراں والی میں پڑھتے تھے۔ جو آپؒ کے گھر کے زیادہ قریب ہے۔ چاشت کی نماز آپ عموماً ٹاہلی والی مسجد میں پڑھا کرتے۔ اس نماز کی بھی آپؒ آٹھ رکعتیں پڑھا کرتے۔

اکثر اوقات ظہر کی نماز آپ مسجد لوہاراں والی میں پڑھتے اور عصر کی نماز بڑی مسجد میں (موجودہ میاں صاحب والی مسجد) ادا فرماتے اور مغرب کی نماز بھی اسی مسجد میں پڑھا کرتے اور عشاء کی نماز کی امامت آپؒ خود بڑی مسجد میں فرماتے اور گھر تشریف لے جاتے۔

اب کون جانے آپؒ کب سوتے اور کب نوافل اور تہجد پڑھنے کو بیدار ہوتے ہیں۔ عام تاثر یہی ہے کہ آپؒ رات کا بہت تھوڑا حصہ بستر پر گزارتے تھے اور زیادہ حصہ قیام و سجود میں گزر جاتا۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ (توبہ: 18)

اللہ کی مسجدیں وہی بناتے ہیں جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔

اس آیت کریمہ سے دو باتیں بڑی عیاں ہیں کہ جو لوگ مسجدیں

. بناتے ہیں صحیح معنوں میں اللہ پر بھی اور یوم آخرت پر بھی ان لوگوں کا ایمان قابل یقین ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ جن لوگوں کا اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان ہے اس کا اظہار ان کی طرف سے مساجد کی تعمیر سے ہوتا ہے۔ مساجد اللہ کے ذکر اور عبادت کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ علوم کی تکمیل بھی یہاں سے کی جاتی ہے۔

یہی مقاصد حاصل کرنے کے لئے مساجد کی تعمیر کی جاتی ہے۔ پھر ان مساجد کو آباد کرنا' یعنی لوگوں کا یہاں باجماعت نماز پڑھنا' اس کی صفائی' اس کی روشنی اور دنیوی باتوں سے محفوظ رکھنا بھی اسی میں شامل ہے۔

مسجد نہ صرف ایک عبادت خانہ ہے بلکہ دین متین کی اصل اور مستقل بنیادیں یہیں استوار ہوتی ہیں۔ قوانین شرعیہ اور احکام ربانی کا اعلان مسجد ومنبر سے عموماً" جاری ہوتا ہے تو قرآنی تعلیم اور اسلامی درس و تدریس کا سلسلہ اور مخزن اول یہی مسجد ہے۔ مختصر یہ کہ اسلامی تبلیغی سرگرمیاں مسجدوں کے تعلق کے بغیر نہ صرف نامکمل ہوتی ہیں بلکہ بے روح اور پھیکی بھی۔

مسجدیں تعمیر کرنے والوں کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

مِنْ بِنَا مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہ لَہٗ بَیْتًا" فِی الْجَنَّتَہ

جس نے مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

اور مسجد میں آکر نماز پڑھنے والوں کے بارے میں فرمایا:

اِذُرَا تِیْتُمُ الرَّجُلَ یَعْتَادَ الْمَسْجِدَ فَاشْہَدُ وَالَا بِالْاِیْمَانِ۔ (ترمذی شریف)

جب تم دیکھو کہ ایک آدمی مسجد میں پابندی سے نماز پڑھنے کو آتا ہے تو تم اس کے ایمان کی گواہی دو۔

میاں صاحبؒ نے انہیں آیات ربانی اور احادیث نبوی کی روشنی میں اپنی زندگی میں بعض مساجد تعمیر کی تھیں۔ جن میں سے ان مساجد کے نام ہر ایک کی زبان پر ہیں۔

مسجد محلہ نبی پورہ

مسجد محلہ دھدلپور (اب اس کا نام مسجد شیر ربانی ہے)

مسجد ڈوہرانوالہ قبرستان دربار میاں صاحب والی مسجد۔ اب اس کا نام مسجد سائیں شہاب الدین والی ہے۔

مسجد کوٹلہ شریف والی (کوٹلہ شریف میاں صاحبؒ کا پیرخانہ ہے)

مسجد میاں صاحب (یہ وہ مسجد ہے جہاں آپؒ زندگی بھر نمازیں اور خطبات جمعہ شریف پڑھتے رہے)

مسجد میں آذان ہوتی تو آپؒ ہمہ تن گوش ہو جاتے۔ اور آذان کے الفاظ موذن کے ساتھ ساتھ دوہراتے جاتے۔ اس طرح ایک طرف آپؒ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی پر عمل پیرا ہوتے اور دوسری طرف موذن کے کلمات کی تائید کرتے چلے جاتے۔ یعنی موذن کہتا اللہ اکبر یعنی اللہ سب سے بڑا ہے۔ آپؒ بھی اس کی تائید میں کہتے کہ ہاں اللہ سب سے بڑا ہے۔

اعلیٰ حضرت میاں صاحبؒ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیر ربانیؒ

شرقپور شریف بھی بے شمار مساجد تعمیر کرا رہے ہیں۔ مصدقہ معلومات کے مطابق ان کی تعداد 62 سے متجاوز ہے۔ چند ایک کے نام یہ ہیں۔

1- جامع مسجد شیر ربانی محلہ شیر ربانی شرقپور شریف۔ 2- جامع مسجد شیر ربانی عقب سول ہسپتال' شرقپور شریف۔

3- جامع مسجد شیر ربانی اکبر روڈ وسن پورہ لاہور۔

4- جامع مسجد شیر ربانی غوث پارک' باغبانپورہ لاہور۔

5- جامع مسجد قادریہ شیر ربانی 21 ایکڑ سکیم' نیو مزنگ' سمن آباد لاہور۔

6- جامع مسجد شیر ربانی ساندہ کلاں لاہور۔

7- جامع مسجد شیر ربانی چونگی امرسدھو لاہور۔

8- جامع مسجد شیر ربانی موضع گیڈری نزد کھڑیانوالہ' ضلع فیصل آباد۔

9- جامع مسجد شیر ربانی' سلطان ٹاؤن' فیصل آباد۔

10- جامع مسجد شیر ربانی' شاہدرہ ٹاؤن' لاہور۔

11- جامع مسجد شیر ربانی' نزد چونگی نمبر9' خانیوال روڈ' ملتان۔

12- جامع مسجد شیر ربانی' محلہ منیر آباد' گلزار کالونی' فیصل آباد۔

13- جامع مسجد شیر ربانی' چک نمبر23' ضلع وہاڑی۔

14- جامع مسجد شیر ربانی' فیصل آباد۔

15- جامع مسجد شیر ربانی' گرہ کوڑا' تحصیل ٹانک' ضلع ڈیرہ اسماعیل خان۔

16- جامع مسجد شیر ربانی' پھالیہ گجرات۔

17- جامع مسجد شیر ربانی' 9 چک' لیاقت پور' ضلع رحیم یار خان۔

18- جامع مسجد شیر ربانی' چک نمبر8' نزد اڈہ تیرہ ہزاری۔

19- جامع مسجد شیر ربانی' گیائیں گجراں' ضلع کوٹلی' آزاد کشمیر۔

20- جامع مسجد شیر ربانی' سیکٹر ایف 9' اسلام آباد۔

21- جامع مسجد شیر ربانی' الامین پلازہ' صدر راولپنڈی۔

22- جامع مسجد شیر ربانی' عقب گورا قبرستان' نزد ملٹری ہسپتال راولپنڈی۔

23- جامع مسجد شیر ربانی' قلعہ سوجان سنگھ' نزد خانقاہ ڈوگراں' ضلع شیخوپورہ۔

24- جامع مسجد شیر ربانی' جھبر' ضلع شیخوپورہ۔

25- جامع مسجد شیر ربانی' محلّہ رسول پورہ' شیخوپورہ۔

26- جامع مسجد شیر ربانی' اڈہ شیرپاک' صادق آباد۔

27- جامع مسجد شیر ربانی' سمندری' ضلع فیصل آباد۔

28- جامع مسجد شیر ربانی' موہلن وال' لاہور۔

29- جامع مسجد شیر ربانی' پشاور۔

30- جامع مسجد شیر ربانی' بھوئے وال' نزد شرقپور شریف۔

قرآن پاک نے فرمایا ہے۔

يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّ أُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (الحجرات: 13)

"اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور مختلف قومیں اور خاندان بنادیا ہے تاکہ ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بے

شک تم میں سے پرہیز گار اللہ کے نزدیک معزز تر ہے' بے شک اللہ خوب جاننے والا اور پورا خبردار ہے۔"

اور نبی ﷺ نے فرمایا سن لو کہ عجمی پر عربی کو یا گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔ فضیلت اسے حاصل ہے جو پرہیزگار ہے۔

تو ہم سوچنے لگتے ہیں تفریق کرنے سے بڑے بڑے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ خدا ایک ہے' اس کا رسول ایک ہے۔ تو گویا ساری انسانیت ایک جڑ سے ہے نہ کوئی چھوٹا ہے نہ کوئی بڑا ہے۔ سب ایک آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے تھے۔

اب حضرت میاں صاحبؒ کا اسوہ دیکھئے کی 525 سے ایک میراثی اپنے نمبرداروں سردار محمد اور اس کے بھائی برکت علی کے ہمراہ آتا ہے۔ میاں صاحبؒ نے ان کے لئے کھانا منگوایا تو سردار محمد نمبردار نے کہا میاں صاحبؒ اس کمے میراثی کے لئے کھانا الگ لانا ہے ہمارا کمی ہے۔

میاں صاحبؒ نے کھانا الگ الگ منگوایا۔ نمبرداروں کا کھانا ان کے آگے رکھ دیا اور ان کے میراثی کا کھانا اس کے آگے رکھا اور ساتھ ہی آپؒ بیٹھ گئے۔ فرمایا بیلیا تو نمبرداراں دا کمی ایں تے میں مصطفیٰ ﷺ دا کمی آں' آ اسیں دونویں کمی کمی رل کے کھانا کھایئے۔"

سارے لوگ اس طرز عمل سے حیران رہ گئے۔ نمبردار تو نمبردار ہی رہے مگر بکا میراثی صوفی برکت علی بن گیا۔ اسے بندگان خدا کی صف میں جگہ مل گئی۔ ان کا ایک وسیع حلقہ مریدین (واربرٹن میں) بن گیا۔

حضور ﷺ کے زمانہ نبوت کے ابتدائی ایام کا یہ واقعہ بڑا مشہور ہے کہ آپؐ نے ایک بڑھیا کو دیکھا جس کی کمر جھکی ہوئی تھی اس کی گٹھڑی کا بوجھ اس کی قوت سے زیادہ تھا وہ مکہ کے باہر ایک پگڈنڈی پر کبھی چلتی کبھی بیٹھ کر ستانے لگتی۔ حضور ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے۔ فرمایا:

"اماں جی! لائیں اپنا بوجھ مجھے دے دیں' میں آپ کو منزل مقصود تک پہنچا دوں گا۔" چنانچہ وہ بڑھیا آپؐ کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ حضور ﷺ نے اس سے پوچھا کہ وہ مکہ کو چھوڑ کر کیوں باہر جارہی ہے؟

بڑھیا نے عرض کیا' سنا ہے مکہ میں کوئی محمدؐ نامی شخص ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اس کا جادو ہر شخص پر چل رہا ہے۔ وہ جس سے بھی بات کرتا ہے وہ اسی کا ہو جاتا ہے۔ میں اس سے اپنے ایمان کو بچانے کی غرض سے جارہی ہوں۔

جب آپ ﷺ اسے اس کی منزل تک لے گئے تو بڑھیا نے کہا بیٹا آپؐ تو بڑے اچھے ہیں آپؐ کا نام کیا ہے؟ مکے کے اس جادوگر سے بچ کے رہنا۔

حضور ﷺ نے فرمایا: "اماں جی میں وہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں' جسے لوگ جادوگر کہتے ہیں"۔

بڑھیا نے کمر سیدھی کی اور غور سے حضور ﷺ کو دیکھا اور کہا اگر آپؐ ہی نبوت کا دعویٰ کرنے والے ہیں تو میں آپؐ پر ایمان لاتی ہوں۔ بڑھیا نے کلمہ پڑھا اور مسلمانوں میں شامل ہو گئی۔

بڑھیا نے کلمہ اس لئے پڑھا کہ وہ آپ ﷺ کے اخلاق کریمانہ

سے بے حد متاثر ہو گئی تھی۔ کسی کو متاثر کرنے والا اخلاق واقعتہ" بڑی اچھی صفت ہے۔ اس سے دل جیت لئے جاتے ہیں۔

اب میاں صاحب کے اخلاق کا ایک واقعہ پڑھیے کہ ایک دفعہ آپؒ قبرستان (ڈوہراں والا) کی طرف جا رہے تھے۔ رستے میں ایک لنجا (لولا) لڑکا دیکھا۔ وہ جسمانی طور پر کمزور بھی تھا۔ وہ سڑک (کچی سڑک) کے کنارے بیٹھا ہوا تھا۔ عام لوگوں کا خیال یہی تھا کہ وہ کوئی بھکاری ہے۔ مگر اس نے کسی سے کوئی سوال نہیں کیا۔

میاں صاحبؒ پاس سے گزرے تو اس لڑکے نے بڑی للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا۔ آپؒ اس کے قریب گئے' پوچھا کہ بیٹا آپ نے کہاں جانا ہے۔ اس کے جواب میں عرض کیا کہ سکھانوالہ میں۔ (سکھانوالہ کی بستی یہاں سے کوئی دو میل کے فاصلے پر ہے)

آپؒ نے اسے کندھوں پر بٹھایا اور سکھانوالہ لے چلے۔ راستہ چلتے کئی لوگوں نے دیکھا تو عرض کیا۔ سرکار آپؒ کیوں تکلیف کرتے ہیں اسے ہم اٹھا لیتے ہیں۔ لیکن آپؒ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا:

میرا بھی دل ہے' مجھ پر بھی کچھ فرائض عائد ہوتے ہیں۔ وہ بھی کوئی انسان ہے جو دوسروں کے کام نہ آئے۔ یہ میرا کام ہے لہذا اسے میں ہی انجام دوں گا' چنانچہ آپؒ اسے سکھانوالہ میں لے گئے اور کچھ رقم سے اس کی مدد بھی کی۔

جنگ احد میں مسلمانوں کا بہت جانی نقصان ہوا کئی عورتیں بیوہ ہو گئیں

اور کئی بچے یتیم ہو گئے۔ حضرت عقربہ جہنی بڑے بہادر سپاہی تھے۔ وہ اس معرکہ میں بڑی مسرت کے ساتھ شامل ہوئے تھے۔ اپنے بچوں سے گلے مل مل کر لشکر اسلام میں شریک ہوئے۔

جنگ ختم ہوئی تو ان کے بیٹے بشیر ابن عقربہ جہنی میدان احد میں پہنچے' تاکہ کامیاب والد کا استقبال کر سکیں مگر انہیں سپاہیوں کی قطاروں میں اپنا باپ دکھائی نہ دیا۔ چلتے چلتے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچ گئے۔

عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' آپؐ پر صلوٰۃ و سلام ہو' میرے باپ کا کیا حال ہے؟"

آپؐ کی نگاہیں جھک گئیں۔ فرمایا: "بیٹے! وہ تو شہید ہو گئے' ان پر خدا کی رحمت ہو۔"

بشیر بن عقربہ جہنی کا مستقبل تاریک ہو گیا۔ ان کا باپ ہمیشہ کے لئے ان سے جدا ہو گیا۔ پہاڑ جیسی زندگی وہ کیسے گزاریں گے۔ اب سر پر کون ہاتھ رکھے گا۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش ہونے لگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بشیر بن عقربہ جہنی کی یہ حالت دیکھی نہ گئی۔ آپؐ اٹھے اور بشیر کو سینے سے لگا لیا۔

فرمایا: "بشیر کیا تجھے پسند نہیں کہ آج کے بعد میں تیرا باپ ہوں' عائشہ رضی اللہ عنہا تیری ماں ہو۔"

بشیر خوش ہو گئے' جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا باپ مل جائے اسے اور کیا چاہئے۔

اب شرقپور شریف کے بازار میں دیکھیں ایک لڑکا نور محمد تھڑے پر

بیٹھا رو رہا ہے۔ اس کی عمر بمشکل چار پانچ سال کی ہو گی۔ اس کا باپ دو دن قبل فوت ہو گیا تھا۔ باپ کا نام شیر محمد تھا۔

میاں صاحب ؒ گزرتے ہیں۔ اس بچے کو روتا ہوا دیکھتے ہیں آپ ؒ اس کے پاس گئے اور بچے کو اٹھا کر سینے سے لگا لیا۔ کہا نور محمد! تیرے باپ کا کیا نام شیر محمد تھا' میں بھی شیر محمد ؒ ہوں۔ آج سے میں تیرا باپ ہوں۔

پھر کیا تھا آپ ؒ نے زندگی بھر اس نور محمد کو باپ والا پیار دیا اور نور محمد سے خواجہ نور محمد بنا دیا۔ اللہ نے ان کی زبان میں یہ تاثیر رکھی کہ وہ جس کو دم کرتے اللہ اسے صحت دے دیتا۔ یہ خواجہ عطا محمد' خواجہ دل محمد' خواجہ احمد نور اور خواجہ غلام جیلانی اسی خواجہ نور محمد کی اولاد ہیں۔ خواجہ غلام جیلانی بھی جب سے والد ماجد کے سائے سے محروم ہوئے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری کے سایہ عاطفت میں رہ گئے ہیں آپ کو ان سے بے پناہ پیار مل رہا ہے۔

بابو محمد دین (شرقپوری) نے جب نوکری کے لئے ٹیسٹ میں کامیابی حاصل کر لی تو میڈیکل ٹیسٹ میں ناکام ہو گئے۔ ڈاکٹر نے کہا تمہارے دل کی دھڑکن بہت تیز ہے۔ اس کا علاج کروائیں۔ ورنہ تم چھ ماہ کے بعد مر جاؤ گے۔

بابو محمد دین اعلیٰ حضرت میاں صاحب ؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ساری روداد سنائی۔ جب انہوں نے ڈاکٹر کی یہ بات بتائی کہ ڈاکٹر کہتا ہے کہ اگر تم نے علاج نہ کروایا تو تم چھ ماہ تک زندہ رہ سکتے ہو۔

یہ بات ایک مسلمان کے عقیدے کو کمزور کرتی ہے کہ مارنے اور زندہ رکھنے کا اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور کسی کی موت کا وقت بھی اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ مگر اس ڈاکٹر نے چھ ماہ کا عرصہ بتا کر یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ ایک بندہ بھی اس بات کو جانتا ہے' جسے خدا جانتا ہے۔

آپؒ نے فوراً" محمد دین سے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر کے ساتھ مل کر مشورہ کیا تھا کہ محمد دین چھ ماہ کے بعد مر جائے گا۔

آپؒ نے فرمایا اللہ ہو کا ذکر کیا کرو۔ سانس لو تو اللہ کہو اور سانس چھوڑو تو ھو کہو۔ اس نے یہ وظیفہ اختیار کیا تو چھ ماہ کے بعد اسی ڈاکٹر نے سرٹیفکیٹ دیا کہ محمد دین کا دل بالکل صحیح حرکت کر رہا ہے چنانچہ محمد دین ضعیف العمری میں یعنی سو سال کی عمر پا کر فوت ہوا۔

لوگ میاں صاحبؒ کے پاس دعا کروانے کے لئے حاضر ہوتے۔ آپؒ دعا فرماتے تو اللہ ان کے کام کر دیتا۔ مگر بعض اوقات ایسے لوگ بھی آتے جو اسباب ظاہری کو چھوڑ کر صرف دعا پر انحصار کرتے' آپؒ انہیں وہ اسباب اختیار کرنے کی ہدایت فرماتے۔ مثلاً" طالب علم اگر امتحان میں کامیابی کی دعا کرواتا تو آپؒ اسے پہلے پڑھائی کرنے کا مشورہ دیتے۔ فرماتے جہاں تک تمہارے بس میں ہے وہ کوشش تم کرو اور جو تمہارے بس میں نہیں اس کے لئے اللہ سے دعا کرو۔

چنانچہ جب محمد بوٹا کمہار (طالب علم) لاہور سے حاضر ہوا تو آپؒ نے اسے ایسے ہی فرمایا تھا اور یہ بھی فرمایا تھا کہ اسباب ظاہری کو اختیار کر کے اترانا نہیں چاہئے۔ بلکہ عاجزانہ لہجے میں اللہ سے التجا کرتے رہو' کیونکہ:

لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی

انسان کو وہی کچھ ملتا ہے جس کے لئے وہ جتنی کوشش کرتا ہے۔

میاں صاحبؒ جو اسباب ظاہری اختیار کرنے کا فرماتے تو آپؒ کے پیش نظر یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیش نظر یہ بات ہوتی کہ ذرا ان چڑیوں کو دیکھو جو صبح سویرے بالکل خالی پیٹ نکلتی ہیں اور شام کو بھرے ہوئے پیٹوں سے واپس آتی ہیں۔ وہ اپنے گھونسلوں سے نکل کر دور کھیتوں تک جانے کے اسباب اختیار کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو خوراک میں کام آنے والے کیڑے مکوڑوں کو جمع کر دیتا ہے۔

عاشقانِ اُو زخوباں خوب تر

خوش تر و زیبا تر و محبوب تر

(اقبالؒ)

بوبکرؓ ہم چو کعبہ عمرؓ در طوافِ اُو

عثمانؓ آبِ زمزم علیؓ حجِ اکبر است

اقوال زرّیں

اعلحضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ

۱۔ ہر کام بسم اللہ شریف پڑھ کر شروع کیا کرو۔ کیونکہ جس کام سے پہلے بسم اللہ شریف نہ پڑھی جائے اس سے برکت اٹھ جاتی ہے۔

۲۔ سود خوری سب سے بڑی لعنت ہے اس سے بچئے۔

۳۔ مردے کو دیکھ کر اپنی موت یاد کرو۔

۴۔ جو اپنے کاموں میں خدا اور رسول کو بھلا دیتا ہے وہ ہمیشہ ذلیل و خوار ہوتا ہے۔

۵۔ قرآن اور سنت پر عمل کرو۔

۶۔ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کریم سے محبت پیدا کرو۔

۷۔ اپنے فیصلے شریعت کے مطابق خود کر لیا کرو۔ اور کچہریوں میں جاکر ذلیل و خوار نہ ہوا کرو۔

۸۔ ہر بستی میں تبلیغ دین کے لئے جماعت تیار کر کے برائی کو روکو۔

۹۔ حلال روزی کھاؤ۔ رشوت ستانی اور دوسروں کا حق کھانے سے باز آؤ۔

۱۰۔ حقّہ نوشی چھوڑ دو جس جگہ حقّہ پیا جاتا ہے۔ اس جگہ رحمت کے فرشتے نازل نہیں ہوتے۔

تصرفات حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ

قاضی ظہور احمد اختر

تصرف کے لغوی معنی اپنے قبضے یا ماتحت کر کے اپنی مرضی کے مطابق ہیر پھیر کے ہیں اور صوفیاء کے نزدیک تصرفات کائنات کی چیزوں میں کوئی ایسی تبدیلی پیدا کرنا ہے جس کے لئے اس وقت وہ چیز فطرتاً" عادتاً" تیار نہ ہو۔ تصرف سے کسی انسان کی فطرت بھی بدلی جا سکتی ہے اور حالات بھی' یعنی جو شخص فطرتاً" برا ہو نیک فطرت بن سکتا ہے اسی طرح اگر کسی کے حالات درست نہ ہوں تو تصرف سے اس کے معاشرتی' اخلاقی اور اقتصادی یا روحانی حالات بدلے جا سکتے ہیں۔

تصرف کی بڑی اقسام یہ ہیں: نفسی: جس سے فطرتی حالت بدل جائے' حالی: جس سے حال بدل جائے اور القائی: جس کی وجہ سے اپنے کیفیات سے دوسرے کو بہرور کر لیا جائے یا اپنے خیال کو دوسرے پر ظاہر کر دیا جائے۔

تصرفات کا ظہور قوت ارادی پر منحصر ہے جتنی قوت ارادی کسی کے اندر ہو گی اتنے ہی تصرفات کثیرہ اور تصرفات عظیمہ کا مالک ہو گا جس طرح انسانی فطرت مختلف ہے اسی طرح فطرت ولایت بھی مختلف ہے ایک ولی تصرف نفسانی پر زیادہ توجہ دیتا ہے۔ دوسرا ولی تصرف حالی پر زیادہ توجہ دیتا ہے اور کوئی تصرف القائی پر۔ تصرف سے دل کی کیفیت بالکلیہ بدل دی جاتی

ہے اور اس میں ایک تازہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے ار دل کی ظلمت ہٹا کر ایک نورانی مشعل کا چشمہ بنا دیا جاتا ہے۔

حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ اس باب کے شاہ بااختیار تھے ہر طرح کے تصرفات آپ کی طبیعت مبارکہ کر سکتی تھی بدکاروں کو نیکوکار بنایا مفلسوں کو غنی کیا اور تنگ دلوں کو فراخ دل بنایا۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"حضرت قبلہ مرشدم میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی ذات بابرکات میں قوت ارادی اپنے انتہائی درجہ پر تھی اور ہر درجہ کے تصرف کے مالک تھے انہیں کسی تصرف کے پیدا کرنے کے لئے زیادہ توجہ درکار نہ تھی بلکہ ایک جانب خیال نے قدم رکھا دوسری طرف اجابت نے ہاتھ بڑھایا"۔

پھر فرماتے ہیں کہ زیادہ میلان آپؒ کا تصرف نفسی کی جانب تھا اور ہر وقت خلق اللہ کی رہبری منظور تھی یہی وجہ تھی کہ ہر وقت مجلس شریف گرم رہتی تھی اور ہر گھڑی آنکھوں سے ندامت کے آنسو گرتے ہوئے آپ کے دربار میں نظر آتے تھے اور کوئی متنفس ایسا نہ ہوتا کہ اس آب حیات کی لذت نہ اٹھاتا بلکہ جو بھی آیا آپؒ کے قلبی تصرف نے اسے حیوان لا یعقل کے درجہ سے نکال کر انسانیت کے منصب پر سرفراز فرمایا بلکہ عبودیت کی شان دکھا دی اور اپنی آنکھوں اور کانوں سے وہ سنا اور دیکھا جس کی کیفیت تحریر میں نہیں آ سکتی۔

عارف کامل بعض دفعہ بے اختیاری میں کچھ کہہ دیتا ہے جو ہونے والا ہوتا ہے ایسے لوگوں کو صاحب الفظ کہا جاتا ہے حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ

علیہ جہاں بعض اوقات صاحب تصرف نظر آتے تھے وہاں بعض اوقات وہ صاحب لفظ بھی دکھائی دیتے تھے۔

صوفی صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت قبلہ مرشدم میاں صاحب علیہ الرحمتہ ان ہر دو کمالات ولایت کے مالک تھے جہاں آپ تصرف میں ید طولیٰ رکھتے تھے وہاں صاحب لفظ کی مسند پر بھی تکیہ زداز تھے بسا اوقات آپ کی زبان سے وہ کچھ نکل جاتا جس کو آپ کی ذات ہرگز ہرگز پسند نہ کرتی لیکن وہی ہو کر رہتا۔

اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ ہمہ وقت جہتی تصرف کے مالک تھے جانوروں' غیر مسلموں اور اپنے ملنے والوں پر آپ کے تصرفات کے ان گنت واقعات موجود ہیں۔ ان میں سے چند ایک کا ذکر اصلاح احوال کے لئے کیا جاتا ہے۔

درختوں پر تصرف : ملک حسن علی شرقپوری نے لکھا ہے کہ شرقپور شریف میں چاہ تپھیانوالہ پر ایک آم کا درخت قطعاً" پھل نہ دیتا تھا میاں اللہ بخش کاشتکار چاہ مذکورہ نے جبکہ ایک بار آپ" کا چاہ مذکورہ کی طرف گزر ہوا۔ آپ سے اس کے متعلق گزارش کی۔ آپ نے دعا کی اس وقت سے برابر ہر سال پھل دیتا ہے۔

جانوروں پر تصرف : صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کو بچپن کی عمر سے گھوڑے کی سواری کا بہت شوق تھا۔ آپ جس گھوڑی پر سوار ہوتے وہ آپ کی مطیع ہو جاتی۔ شرقپور شریف کے باشندے کہتے تھے کہ یہ تو گھوڑوں کی وحی (ملک الموت) ہیں۔ ایک دفعہ

شرقپور شریف میں بارات آئی جن کے ساتھ بہت سی گھوڑیاں تھیں انہوں نے سنا کہ شرقپور شریف میں ایک ایسا لڑکا ہے خواہ کیسی ہی چالاک اور سرکش گھوڑی ہو اس کے اس پر سوار ہونے سے مطیع ہو جاتی ہے برات کے ہمراہ ایک گھوڑی بدخو بھی تھی انہوں نے آپ کو بلا کر کہا کہ اس گھوڑی پر سواری کیجئے۔ حضرت میاں صاحبؒ نے فرمایا کہ جب میں اس پر سوار ہوا جس طرح اسے چلاتا وہ چلتی جس طرح دوڑاتا وہ دوڑتی یہ معاملہ دیکھ کر تمام بارات والے حیران رہ گئے۔

قاضی ضیاء الدین صاحب لاہوری روایت کرتے ہیں کہ مولوی یار محمد صاحب مرحوم نے فرمایا کہ حضرت میاں صاحب علیہ الرحمتہ ایک مرتبہ چونیاں تشریف لے گئے واپسی کے وقت ایک گھوڑی آپ کی سواری کے واسطے کوئی شخص لایا۔ وہ گھوڑی نہایت تیز اور منہ زور تھی آپؒ نے کچھ پرواہ نہ کی جب آپؒ کے نزدیک لائی گئی تو آپؒ نے اس پر ہاتھ پھیرا اور سوار ہو گئے گھوڑی نے ذرا کان تک نہ ہلایا اور باآرام چلتی گئی اور کسی قسم کی بدمستی وغیرہ نہ کی۔

صوفی صاحبؒ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ کے پیر حضرت اعلیٰ کوٹلہ شریف والے شرقپور شریف تشریف لائے آپ ایک گھوڑی بھی ہمراہ لائے تھے حضرت میاں صاحبؒ نے کسی یار کو کہیں بھیجنا تھا حضرت قبلہ صاحب سے گھوڑی مانگی انہوں نے انکار کر دیا آپ چپ ہو گئے گھوڑی کہیں بھاگ کر شرقپور کے ارد گرد پھرنے لگی جب کوئی اسے پکڑنے جاتا تو بھاگ جاتی اور قابو میں نہ آتی حتیٰ کے آٹھ روز گزر گئے آٹھویں روز

حضرت خواجہ صاحبؒ نے ایک درویش کو حضرت میاں صاحبؒ کے پاس بھیجا کہ ان کی گھوڑی پکڑوا دیں آپ کے پاس جس وقت درویش گیا تو آپ نے فرمایا جا کر خود پکڑ لو جب درویش پکڑنے گیا تو گھوڑی کھڑی رہی اور پکڑ کر حضرت کی خدمت میں لے گیا۔

ملک حسن علی نے اپنی کتاب حیات جاوید میں لکھا ہے کہ ایک شخص کی بھینس کے تھنوں سے بجائے دودھ کے خون نکلتا تھا جب ہر جگہ سے لاچار ہو گیا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ماجرہ بیان کیا۔ آپؒ نے اپنے دستر خوان سے ایک روٹی عنایت کی اور فرمایا اسے بھینس کو کھلا دو چنانچہ اس نے ویسا ہی کیا تو خدا کے فضل سے اس کے تھنوں سے دودھ جاری ہو گیا۔

میاں احمد دین شاہ پوری آپ کے خادم کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ شاہ پور میں تشریف لائے۔ ان دنوں میں یہاں کے کھیتوں کو چوہے بہت خراب کر رہے تھے ہم نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ فصل کو چوہے بہت خراب کر رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ تمہاری فصل کہاں ہے میں آپ کو اپنے کھیت میں لے گیا آپ میرے کھیت میں ایک طرف سے داخل ہوئے اور دوسری طرف نکل گئے اس دن کے بعد ہماری کھیتی کو چوہے کچھ نہ کہتے تھے ہمارے ساتھ کے دوسرے کھیتوں کا نقصان اسی طرح چوہے کرتے رہے۔

جنات پر تصرف: ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ فیروز دین مدان قصور سے اپنی ہمشیرہ کو ہمراہ لے کر شرقپور شریف گیا اور حاضر خدمت ہو کر عرض کی کہ اس

کو آسیب وغیرہ کا اثر ہے اس لڑکی کو آپ" نے اپنے گھر ٹھہرایا اور تشریف لے جا کر آپ" نے لڑکی سے دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ ایک عورت ہے جو میرے روبرو آتی ہے اور مجھے طرح طرح کی تکلیف دیتی ہے یہ کہتے ہی لڑکی بول اٹھی کہ وہ آ گئی وہ آ گئی حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا آئی ہے تو اس کے سر کے بال پکڑ کے نوچ دے اس لڑکی کو آپ کے فرمانے سے جرات ہو گئی اس پر کود پڑی اس کے سر پر زور سے ہاتھ مارا اور ایک چوٹی یا میڈہی اس کے سر سے اکھاڑ لی۔ جو مولی کے دھاگے سے گندھی ہوئی تھی اور گکے یا بھورے رنگ کے بال تھے آپ" اس بالوں کی چوٹی کو پکڑ کر مردانے مکان میں لے آئے اس وقت مردانہ بیٹھک میں بہت سے آدمی موجود تھے اور بندہ نے بھی وہ بالوں کا گچھا ہاتھ میں لے کر دیکھا جب وہ لڑکی قصور آ گئی تو پھر آسیب نے خلل کیا لڑکی مذکورہ کا بیان ہے کہ اس شیطان عورت کے ہمراہ اور بھی بہت سے ساتھی آئے اور یہ بھی اس کا بیان ہے کہ اسی حالت میں ادھر سے میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ بھی تشریف لائے اور آپ نے آ کر ایک تنور لوہے کا لگایا اور اس میں آگ جلائی اور میں دیکھ رہی ہوں کہ حضرت میاں صاحب علیہ الرحمتہ ان آسیبی عورتوں کو پکڑ پکڑ کر تنور میں پھینک رہے ہیں۔

روح پر تصرف: میاں قادر بخش صاحب للیانی والے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ میری صبح آنکھ نہیں کھلتی آپ نے فرمایا کہ رات کو سوتے وقت کہہ دیا کرو کہ قادر بخش مجھے صبح جگا دینا میں نے اس پر عمل کیا اور جس وقت میرے اٹھنے کا وقت ہوتا تھا کبھی کوئی

شخص میرے پاؤں کو پکڑ کر اور بازو کو کبھی سر کو ہلا کر جگا دیتا اگر کسی دن زیادہ غافل ہو جاتا تو توپ کے گولے چلنے کی سخت آواز آتی جس سے گھبرا کر اٹھ بیٹھتا۔

طعام پر تصرف : صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوریؒ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ تقریباً" بیس مہمان آئے ہوئے تھے انہی کے لئے کھانا تیار کروایا مگر کھانا کھلانے کے وقت بیس کے قریب آدمی اور آ گئے آپ نے درویشوں کو فرمایا کہ گھر سے اور روٹیاں لے آؤ درویش چلا گیا جب تھوڑی دور گیا تو آپ نے بلا لیا کہ اچھا آ جاؤ اتنا ہی کافی ہے اور آپ نے کھانا کھلانا شروع کیا سب یار کھا چکے اور باقی بچ بھی کافی رہا کھانا بچنے پر آپ بہت متعجب ہوئے (تعجب کرنا دوسروں کے لئے تھا کہ اسے اتفاق سمجھا جائے مولف)

سید امین الدین فرماتے ہیں کہ آپ کے کھیت سے بیس من غلہ آیا وہ آپ نے گھر میں ڈال لیا اور اس سے مہمانوں کے لئے روزانہ بہت معقول مقدار میں غلہ خرچ ہوتا رہا لیکن جب آپ کی والدہ غلہ کی تعداد کو دیکھتیں تو ہمیشہ جوں کا توں پاتیں اور اس میں کمی کے آثار نظر نہ آتے۔

صوفی محمد ابراہیم قصوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت میاں صاحب علیہ الرحمتہ قصور میں تشریف لائے ہوئے تھے آپ کے مخلص مریدوں میں سے حضرت مولانا مولوی فضل حق مرحوم تحصیلدار ان ایام مین قصور میں نائب تحصیلدار کے عہدے پر متعین تھے اور حضور ان کے مکان پر جو مسجد قاضی محمد سلیم صاحب کے سامنے پیرانوالہ طویلے کے نام سے مشہور ہے رونق افروز تھے خاکسار نے تحصیلدار صاحب

کے روبرو حضور کی خدمت میں عرض کی کہ آج دن کا کھانا اس عاجز کا منظور فرما دیں آپ نے فرمایا مولوی صاحب ہی میزبان ہیں ان سے اجازت حاصل کرو مولوی صاحب نے جو حضور پر دل و جان سے نثار تھے اور آپ کی خدمت کو ایمان کامل سمجھتے تھے بصد مشکل اجازت عطا فرمائی اس وقت حضور کے پاس تین آدمی تقریباً" موجود تھے۔ خاکسار نے چاول بیگمی سوا گیارہ سیر زردہ پلاؤ کی قسم سے تیار کرائے۔ کھانا کھانے کے وقت قصبہ کھیم کرن و للیانی و فیروزپور اور دیگر دیہات سے اس قدر لوگ جمع ہو گئے کہ موجودہ کھانا نصف آدمیوں کے لئے بھی کافی نہ تھا میں دیکھ کر سخت گھبرایا حضور نے میرے دل سے آگاہ ہو کر فرمایا کہ حکیم صاحب کھانا لے آؤ تاکہ کھلانا شروع کیا جائے حضور نے دونوں دیگچے چاولوں کے اپنے آگے رکھوائے اور حکم دیا کہ کھانا کھلانے کو بٹھاؤ اور آپ دیگچوں میں سے چاول اپنے دست مبارک سے برتنوں میں ڈالتے جاتے تھے اور خوش ہو ہو کر فرماتے تھے کہ چاول تو بڑے لمبے ہیں جب تمام یاران طریقت اور مہمان بیرونی کھانا کھا کر فارغ ہو چکے تو آپ نے فرمایا کہ قصور والے یار ڈیرے میں بیٹھے ہیں ان سب کو بھی بلا لاؤ وہ بھی تقریباً" بیس آدمی ہوں گے ان کو بھی آپ نے کھانا کھلایا پھر خاکسار کو حکم دیا کہ مولوی صاحب کے گھر بھیجنا چاہیے مجھے ایک پلیٹ چاولوں کی بھر دی اور میں مولوی صاحب کے گھر پہنچا آیا اور قریباً" دو سو یا اس سے زیادہ آدمیوں کو کھلا چکے تو آپ نے فرمایا اب تم اور ہم اطمینان سے کھائیں کیونکہ اب تم کو کوئی پریشانی نہیں ہے کھانا کھانے کے بعد آپ نے فرمایا کہ دونوں دیگچوں میں جو چاول بچے ہیں (تبرکاً) گھر میں لے جاؤ میری خوشی کی کوئی انتہا

نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ چاول جتنے دیگچوں میں لائے گئے تھے ان میں سے کوئی کمی نہیں معلوم ہوتی تھی۔

امراض پر تصرف : سید امین الدین احمد بیان فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کے ہاتھ کی انگلی میں چوٹ لگ گئی چھ سات ماہ تک علاج کرایا مگر کچھ افاقہ نہ ہوا اور انگلی سوکھ کر ٹیڑھی ہو گئی وہ آدمی شرقپور شریف میں حضرت میاں صاحبؒ کے پاس آیا آپ نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر انگلی سیدھی کر دی اور وہ بالکل ٹھیک ہو گئی۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کے تصرف کا ایک عجیب واقعہ بیان کیا ہے فرماتے ہیں کہ آپ کے خادم میاں دین محمد صاحب کا بیان ہے حضرت میاں صاحبؒ کے ہمراہ ایک دفعہ سید نوالحسن شاہ صاحب مکان شریف گئے وہاں ایک شخص کو زنجیروں سے جکڑا ہوا چارپائی پر کچھ آدمی لے کر حاضر ہوئے حضرت میاں صاحب علیہ الرحمتہ ایک مسجد (یا مکان) کے اندر تشریف فرما تھے کسی کو جرات نہ ہوئی کہ آپ کی خدمت میں عرض کرے انہوں نے اس شخص کی چارپائی جس کو دیوانے کتے نے کاٹا تھا اور وحشت کی حالت میں جکڑ کر چارپائی سے باندھا ہوا تھا وہ چارپائی حضورؒ کے باہر آنے سے پہلے ہی مسجد کی دیوار کے ساتھ لا کر رکھ دی۔ جب آپؒ باہر تشریف لائے تو اسے دیکھ کر فرمایا اس کو چارپائی پر کیوں جکڑا ہوا ہے آپ کا یہ فرمانا تھا کہ اس شخص کی وحشت جاتی رہی اور تندرست ہو کر کہنے لگا مجھے کیوں باندھا ہوا ہے مجھے کھول دو جب اسے کھولا گیا تو وہ اپنی چارپائی خود اٹھا کر چلا گیا۔

حکیم صاحب محمد علی صاحب سکنہ بلوکی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ایک مریض مخبوط الحواس کو اس کے وارث حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی بیٹھک پر چھوڑ کر چلے گئے جب آپؒ حسب دستور تشریف لائے اور موافق معمول ایک ایک کر کے سب کی احوال پرسی کی تو مریض نے سوائے سکوت کے کوئی جواب نہ دیا آپؒ نے اس کے وارثوں کو تلاش کیا وہ نہ ملے آخر آپؒ نے اس پر چند یوم توجہ فرمائی اور اپنے ہاتھوں کھانا کھلا دیتے چنانچہ وہ چند یوم میں بھلا چنگا ہو گیا۔

مستری کرم دین شرقپوری المشہور سکھری کا بیان ہے کہ میں نے آپؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ دعا فرمایئے کہ خداوند کریم مجھے لڑکا عطا فرمائے آپؒ نے دعا فرمائی خدا کے فضل و کرم سے لڑکا پیدا ہوا جب لڑکا تین سال کا ہوا تو معلوم ہوا کہ لڑکے کی آنکھوں میں بینائی نہیں ہے اور کانوں سے بھی بہرہ ہے اور زبان بھی نہیں چلتی۔

آپؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ لڑکا تو خدا نے دیا ہے مگر نہ سنتا ہے نہ بولتا ہے نہ دیکھتا ہے۔ آپؒ نے فرمایا کہ جو کچھ ہونا تھا ہو گیا پھر ایک دن آپ قبرستان ڈہرانوالہ میں تشریف لے گئے ہوئے تھے جس جگہ آپؒ کا مزار ہے اس جگہ ایک درخت کے تلے آپؒ تشریف فرما تھے میں لڑکے کو لے کر حاضر ہوا اور عرض کی حضرت! یہ لڑکا خدا نے آپ کی دعا سے عطا کیا ہے مگر ایک پتھر ہے آپؒ نے لڑکے سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا میاں تو کیوں ماں باپ کو ڈراتا ہے دیکھا کر اور سنا کر اور بولا بھی کر اس دن دے لڑکا دیکھنے سننے اور بولنے بھی لگا۔

غیر مسلم پر تصرف: صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک سکھ حاضر خدمت ہوا اور آپؒ کی خدمت میں چپکا بیٹھا رہا آپؒ بھی اس کی طرف خیال کر کے چپکے بیٹھے رہے۔ گھنٹہ بھر کے بعد اس نے کہا دھن مہاراج میرا دو تین سال کا کام کر دیا۔ اب مجھے حاجت نہیں اس کے بعد پھر ایک اور سکھ حاضر ہو کر خدمت میں بیٹھا رہا جب اٹھا تو کہا دھن مہاراج میری عمر درست کر دی اب مجھے کسی جگہ آنے جانے کی حاجت نہیں۔

صاحبزادہ محمد عمر بیربلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں حاضر ہوا تو آپؒ نے فرمایا ایک بار میں امرتسر گیا تو چند سکھ مجھے دیکھ کر کہنے لگے کہ تمہاری چپ (خاموشی) ہمیں کھائے جاتی ہے تم کچھ بولو میں نے ان سے دو چار باتیں کیں تو وہ زار و زار رونے لگے لیکن اصل بات تو یہ ہے کہ ان کو اپنے گورو کسے ساتھ محبت ہے اور ہمیں گورو کے ساتھ محبت نہیں ورنہ میں یہاں کتنی باتیں کرتا رہتا ہوں۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت میاں صاحبؒ کی خدمت میں کوئی سکھ یا ہندو حاضر ہوتا تو آپؒ اکثر فرمایا کرتے کہ اول کچھ نہ تھا نرنکار تھا وہ عالم کا پیدا کرن ہار تھا وہ لوگ بڑے ہی متاثر ہوتے اور پھر بھی خدمت میں حاضر ہوتے ان میں سے بعض مسلمان بھی ہو گئے اور اپنے مذہب باطلہ کے عقائد بت پرستی' تناسخ وغیرہ سے توبہ النصوح کر گئے۔

خواص پر تصرف: سید نور الحسن شاہ صاحبؒ (خلیفہ حضرت میاں صاحبؒ)

کا بیان ہے کہ ایک روز اپنے بھائی حسین شاہ صاحب کے ہمراہ کسی دنیاوی کام کے لئے گئے جب شرقپور شریف میں داخل ہوئے تو حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ بازار میں تشریف لا رہے تھے آپؒ نے آ کر میرا گریبان پکڑ لیا اور دریافت فرمایا کہ تمہارا نام کیا ہے میں نے عرض کیا نور الحسن آپؒ نے فرمایا تجھے نور الحسن بنا دیں۔ میں خاموش ہو گیا آپؒ نے فرمایا افسوس کہ تم میری بات کو ہنسی سمجھا۔ خیر جب ہم واپس اپنے گاؤں میں آئے تو بھائی صاحب نے والدہ صاحبہ سے ذکر کیا تو والدہ صاحبہ بہت ناراض ہوئیں اور فرمایا کہ پیر کا ہونا ضروری ہے ہمارے خاندان میں سب کا طریقہ ایسا ہی چلا آیا ہے تو نے سخت غلطی کی ہے جس کے جواب میں عرض کیا کہ فی الحال میرے پیر آپؒ ہی ہیں جس کے جواب میں انہوں نے صاف صاف فرما دیا کہ آج سے میں تمہارا پیر نہیں ہوں۔ خیر قصہ مختصر چھ ماہ تک کوئی خیال نہ آیا مگر ان مہینوں میں کئی مشکلات اور کار دنیاوی میں الٹ پلٹ کا سامنا کرنا ہوا ویسے طبیعت اداس اور پریشان ہی رہتی تھی آخر آپؒ کی غلامی میں داخل ہو گیا۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوریؒ فرماتے ہیں کہ حاجی عبدالرحمان صاحب سید عبدالحق شاہ صاحب قصوری کے شاگرد ہیں۔ ایک دفعہ حضرت میاں صاحب علیہ الرحمتہ قصور تشریف لائے بڑی مسجد میں قیام فرمایا۔ جب حاجی صاحب کو آپؒ کے آنے کا علم ہوا تو اللہ دین آہنگر کو ہمراہ لے کر بڑی مسجد میں حاضر ہوئے اور درخواست داخل طریق ہونے کی کی۔ آپؒ نے بندہ کو علیحدہ ہو کر فرمایا کہ تم غلام اللہ کی شادی پر آؤ گے تو عبدالرحمان کو ہمراہ لے آنا بندہ جب میاں غلام اللہ صاحب کی برات پر لاہور گیا اور حاجی صاحب

مذکور بھی آپؒ کی خدمت میں پہنچ گئے آپؒ نے حاجی صاحب کو قبول فرمایا اور ذکر قلبی اور درود شریف کی اجازت فرمائی حاجی عبدالرحمان صاحب پر جذب طاری ہو گیا پھر تو حاجی صاحب میاں کریم بخش کلال کو ہمراہ لے کر جلدی جلدی تشریف لانے لگے۔ (آخر حاجی صاحب نے شرقپور شریف میں آپ کے ہاں ہی رہنا شروع کر دیا اور آخری بیماری تک اونچی مسجد میاں صاحبؒ میں رہائش پذیر رہے۔ مولف)

محمد اکرام ایم اے لکھتے ہیں ان دنوں شہر لاہور سے جنوب مغرب کی جانب قصبہ شرقپور شریف میں شبلی دوراں' جنید زماں' قدوۃ العارفین' زبدۃ الواصلین محبوب حبیبؐ رب العالمین حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ نقشبندیہ کے آفتاب عالم تاب بن کر آسمان طریقت پر چمک رہے تھے شمالی ہندوستان میں آپ کے تقویٰ اور علم و عرفان کی دھوم مچی ہوئی تھی چنانچہ جذبہ شوق آپ (حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاریؒ المعروف بہ حضرت کرمانوالے) کو بھی کشاں کشاں حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں لے آیا۔ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے بوقت ملاقات فرمایا "شاہ جی! کچھ علم بھی پڑھا ہے؟" آپؒ نے عرض کیا حضور پڑھا تو ہے لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ قبلہ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ کریم سمجھ بھی عطا فرما دیں گے۔ اس پہلی ہی ملاقات میں حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے نسبت نقشبدیہ القاء فرمائی اور دیر تک توجہ عالیہ سے مستفیض فرمایا۔ یہ فضل الٰہی ہے جسے چاہے عطا کرے"۔ شیخ کامل کی پہلی ہی نظر کیمیا اثر نے آپ کے دل کی دنیا میں انقلاب عظیم برپا کر دیا۔

صاحبزادہ محمد عمر صاحب بیربلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنی پہلی حاضری کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قاری صاحب واپس مکان جانے لگے تو کہا آپ فرماتے تھے کہ دال دلیا ہو ہی جاویں گے میں نے عرض کی کہ دال دلیا پر ہی اکتفا نہ ہو کچھ کرنا۔ بچ وہی بات ہو نکلی ہم دال دلیا ہی رہ گئے طبیعت زیادہ موزوں نہیں تھی ورنہ

اس کے الطاف کے تو ہیں عام شہیدی لیکن
مجھ سے کیا بخل تھا گر میں کسی قابل ہوتا

آہ ذاتی طبیعت کچھ نہ تھی۔ مولف کا خیال ہے کہ دال دلیا آپ کے جد امجد حضرت غلام مرتضیٰ رحمتہ اللہ علیہ بیربلوی کے مرتبہ کے حساب سے تھا ورنہ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ شرقپوری کے خلفاء تو اعلیٰ مرتبہ والے نفوس تھے حضرت صاحبزادہ محمد عمر صاحب بیربلوی خود فرماتے ہیں کہ حقیقی جانشین اور سب سے اعلیٰ مجاز اور صاحب خلافت وہ ہے جو استعداد نسبتی بلند رکھتے ہوئے اپنے شیخ کے جذبات کاملہ سے بھرپور ہوں اور ہو بہو آپ شیخ کی نظیر ہو کیا ظاہرا" اور باطنا" دوسرے درجہ پر پھر وہ بلند استعداد ہے کہ ظاہری تشابہ تو کم ہو لیکن باطنی مشابہت میں اپنے شیخ سے زیادہ مماثل ہو اور تیسرے درجہ پر وہ بلند فطرت ہے کہ باطنی تشابہ تو بہت کم لیکن شیخ کی ظاہری متابعت میں سر مو فرق نہ آنے دے بلکہ ظاہرا" اپنے شیخ سے یکساں نظر آئے اور اپنے شیخ کی ہر حرکت اور ادا اپنے لئے راہ ہدایت جانے۔

صاحبزادہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کہ جب میرا رفیق

(میاں کرم دین صاحب پنڈی لالہ گجرات) مجھ سے لالہ موسیٰ سے آکر جدا ہوا تو میں نے اپنے اندر نظر دوڑانی شروع کی لیکن میں تمام تبدیل ہو چکا تھا میری تمام خواہشات میرے خیالات میرے اطوار حتیٰ کہ میرا جسم سب نے ایک دوسرا رنگ لے لیا جس نے مجھے دیکھا کچھ اور ہی دیکھا اجنبی لوگوں نے تعظیم شروع کر دی۔

پھر فرماتے ہیں کہ کئی بار خیال آیا کہ کس طرح اس سرکش گھوڑے (نفس) پر چپکے سے بیٹھ گئے جو کہ ایک مکھی سے بھی بدکتا تھا اور کسی کو پاس آنے تو کجا قریب سے گزرنے بھی نہ دیتا تھا آخر ہوا کیا سوائے اس کے کہ شاہ سوار کے مال پر نظر پڑے اور کچھ سمجھ میں نہ آیا میں وہی تھا اور نفس امارہ وہی تھا کس نرمی سے کس محبت سے کس جادو سے قید کیا۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت مظہر قیوم صاحب مدظلہ سجادہ نشین مکان شریف شرقپور تشریف لائے بندہ بھی وہاں حاضر تھا صاحبزادہ صاحب مدظلہ نے بندہ سے فرمایا کہ تم بھی اتفاقیہ آئے ہو میری سفارش حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں کرو کیونکہ ہمارے خاندان عالیہ کی نسبت اس وقت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پاس ہی ہے اگر میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ اس جہان فانی سے تشریف لے گئے تو یہ نسبت چونکہ اور کسی کے پاس نہیں ہے میں چاہتا ہوں کہ یہ نسبت آپ مجھے القاء فرمائیں۔ بندہ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ شرقپور شریف سے نبی پور جا رہا تھا کہ آپؒ کی خدمت میں عرض کی صاحبزادہ صاحب مدظلہ نے مجھے فرمایا ہے کہ میری

سفارش کرو آپؒ نے جواب میں فرمایا کہ میں نے تو یہ نسبت انہیں القا کر چھوڑی ہے مگر صاحبزادہ صاحب کو پتہ نہیں لگا ہو گا خوابوں میں کچھ دیکھتے ہیں یا نہیں بیشک آگے خیال کر کے دیکھ لیں اثر ظاہر ہوتا ہے یا نہیں۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت شیر محمد صاحب کھوسوی رحمتہ اللہ علیہ خلیفہ حضرت غلام نبی للہی رحمتہ اللہ علیہ کے تھے اور بڑے پرہیزگار صاحب مجاہدہ تھے آپ حلقہ میں توجہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ بندہ (صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری رحمتہ اللہ علیہ) بھی آپؒ کے حلقہ میں شامل ہوا تھا ایک دفعہ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ قصور تشریف لائے اور ان کو ملنے کے واسطے تشریف لے گئے جب آپ نے توجہ فرمائی تو تمام یارلوٹن پوٹن ہونے لگے حضرت مولانا شیر محمد صاحب کھوسوی رحمتہ اللہ علیہ اپنی نشست چھوڑ کر دو زانوں ہاتھ باندھ کر بیٹھ گئے اور اچھی ارادت سے پیش آئے۔

عوام الناس پر تصرف: حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ ہر انسان کی استعداد کے مطابق تصرف فرمایا کرتے تھے جو بھی حاضر ہوا اس کی اصلاح کو فرض جانتا۔ اعلیٰ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا یہ اعجاز تھا کہ جو بھی گیا خالی ہاتھ واپس نہ ہوا۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک ڈاکو آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؒ نے دیکھ کر فرمایا جاؤ تم یہاں کیوں آئے ہو۔ تم ڈاکے مارو اور خلق خدا پر ظلم کرو تمہیں یہاں آنے سے کیا فائدہ ہے اس ڈاکو کے دل پر آپؒ کے فرمان کا ایسا اثر ہوا کہ اسی وقت توبہ نصوح کر

لی۔ نماز پنج گانہ اور تہجد اور ذکر و مراقبہ میں مصروف ہو گیا نہیں معلوم زندہ ہے یا مر گیا عرصہ ہوا ہے اس کو دیکھا تھا۔

صوفی صاحبؒ ہی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مولوی اصغر علی صاحب روحی پروفیسر عربی اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور کا ایک شاگرد جو کہ تعلیم عربی میں فاضل اور انگریزی میں ایم اے جس کے خیال کے بدل کر دہریہ ہو گئے تھے اور خداوند کریم کی ہستی سے بھی انکار کرنے لگا تھا تقریر اور گفتگو میں ایسا کہ بڑے بڑے مولوی صاحبان بھی جواب میں عاجز آ گئے ایک دن مولوی صاحب کے ارشاد کے مطابق وہ شرقپور شریف گیا۔ مولوی صاحب بھی ہمراہ گئے تھے اور اس کا تذکرہ حضرت میاں صاحب علیہ الرحمتہ کی خدمت میں کیا آپ نے ایسا تصرف فرمایا اور اس کے دل پر ایسی تجلی روحانی گری کہ اسے سب کچھ بھول گیا اور ایمان لے آیا داڑھی منڈوانی چھوڑ دی اور اس پر جذب طاری ہوا کرتا تھا۔

صوفی صاحب ایک اور واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حافظ خیرالدین صاحب سکنہ تنگاں (علاقہ امرتسر) کی کیمیا گری کا بہت شوق تھا بندہ نے کئی دفعہ اس کو سمجھایا مگر وہ نہ سمجھا بندہ شرقپور شریف آپؒ کی خدمت میں پہنچا اور عرض کی کہ خیرالدین کو کیمیا کا سودا ہو گیا ہے آپؒ نے خیال فرمایا چھ ماہ کے بعد مکان شریف کے راستہ میں حافظ خیرالدین مل گئے اور بندہ سے کہا کہ تم نے نہ چھ ماہ سے کوئی خط بھیجا نہ خود ملے بندہ نے جواب دیا آپؒ ہی کے علاج میں رہا ہوں اس سے پھر پوچھا اب کیمیا گری کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا اب تو میرے دل سے بالکل خیال اٹھ گیا اور نسخہ بھی کوئی یاد

نہیں رہا۔

صوفی صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپؒ موضع برج اٹاری تشریف لے گئے وہاں چراغ دین صاحب مدرس کو مدرسے میں جا کر ملے اس وقت میاں چراغ دین صاحب کی عمر اکیس برس کی تھی۔ رات کو مسجد میں بہت یار جمع ہوئے آپؒ نے توجہ فرمائی تو بہت یاروں کو جوش و خروش ہوا وہاں کا نمبردار میاں اللہ بخش بھی آپؒ کا ارادت مند ہو گیا پھر صبح آپؒ شرقپور شریف تشریف لے گئے حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ اکثر اٹاری آیا جایا کرتے تھے اور اٹاری کے بہت سے آدمی آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے جن میں ابھی تک چند آدمی موجود ہیں باقی بہت سے فوت ہو گئے ہیں۔

ایک شخص مسمی مردان علی آزاد خیال کا آدمی تھا کچھ نیچری خیال بھی رکھتا تھا اور قادیاں بھی جانے لگا تھا کسی نے اس سے کہا تم شرقپور شریف بھی جاؤ مردان علی کا اپنا بیان ہے کہ میں جب شرقپور شریف پہنچا تو جناب میاں صاحب علیہ الرحمتہ کی خدمت میں عرض کیا مجھے بیعت کر لیا جائے آپؒ نے انکار کیا میں نے کہا میں تو قادیاں جانے لگا تھا کسی نے کہا کہ شرقپور شریف سے ہو آؤ اگر آپؒ قبول نہیں فرماتے تو میں قادیاں چلا جاتا ہوں بس میرا یہ کہنا ہی تھا کہ آپؒ نے چپکے سے کچھ تصرف فرمایا کہ میرے ہوش و حواس جاتے رہے کچھ عرصہ بعد ہوش آیا تو میرے وہ آزاد خیال سب جاتے رہے۔

یوں تو آپؒ کے تصرف کے بارے میں بے شمار واقعات ہیں لیکن طوالت کے خوف سے انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

کشف و کرامات حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ

قاضی ظہور احمد اختر

کشف : کشف ایک ایسی کیفیت کا نام جس کے ذریعے کوئی نامعلوم چیز معلوم ہو جاتی ہے ظاہری حس کی بجائے باطنی حس سے احساس پیدا ہوتا ہے اور کشف کی کیفیت ظاہر ہوتی ہے۔ صوفی محمد ابراہیم قصوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں کئی صورتیں ہیں خواب کے ذریعے' قلبی کیفیت کے واسطے سے' فراست صادقہ سے پھر کبھی عینی نمونہ دکھائی دیتا ہے اور کبھی حقیقی نمونہ کے سوا ایک دوسرا نمونہ پیش آ جاتا ہے۔ لیکن حقیقت اصلیہ پر کامل انطباق رکھتا ہے اور پھر بعض اوقات منطبق کرنے میں تامل کی ضرورت نہیں ہوتی اور بعض اوقات بلا تامل پتہ نہیں چلتا چنانچہ بعض غلط نتیجہ نکالنے کی وجہ سے ایسے مغالطے میں پڑتے ہیں کہ بعید از عقل و نقل ہوتے ہیں۔ عام طور پر جو کشف قلبی کیفیت سے معلوم ہوتا ہے کشف کہلاتا ہے اور اکثر صوفیائے کرام اسی آئینہ جہاں نما سے کام لیتے ہیں اور دنیا کی باریک سے باریک چیز اس میں اپنے اصلی رنگ و روپ میں دکھائی دیتی ہے کشف صدور' کشف قبور' کشف حقائق و معارف تمام اسی کے حصے بخرے ہیں اور عام سا لکین اسی حصے میں ہوتے ہیں لیکن فراست صادقہ قلبی کیفیت سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ حس ہائے ظاہرہ میں اتنی قوت آ جاتی ہے کہ ظاہری آنکھوں کے ذریعے دور

کی چیز قریب اندر کی چیز باہر بلکہ روح جیسی لطیف چیز اپنی پوری صورت میں سامنے آ کھڑی ہوتی ہے اور خد و خال حقیقت تک کا شائبہ نہیں رہتا عارف کامل کے سوا یہ درجہ کسی دوسرے کو بمشکل حاصل ہوتا ہے۔

کشف اللہ کے خاص بندوں کو ہوتا ہے ایسے لوگ جن کے قلوب صاف اور محبت الٰہی میں ڈوبے ہوتے ہیں۔ امام رازی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ مکاشفات کا دروازہ اللہ کے ان خاص بندوں پر کھلتا ہے جن کو شیخ کامل میسر آ جائے۔ طلب صادق اور عزم و استعداد ہو تو اللہ تعالیٰ انہیں اس اعلیٰ رتبہ پر پہنچا دیتا ہے۔

امام غزالی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ کشف کا دروازہ اس کے لئے کھلتا ہے جو تقویٰ کے وصف کے ساتھ ذکر الٰہی پر مواظبت کرے۔

غوث اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کا ایمان قوی ہو جاتا ہے اور یقین جم جاتا ہے وہ قیامت کے معاملات (جن کی حق تعالیٰ نے خبر دی ہے) قلب کی آنکھوں سے دیکھتا ہے وہ دیکھتا ہے جنت اور دوزخ کو' وہ دیکھتا ہے صور کو اس فرشتے کے پاس جو اس پر تعینات ہے وہ دیکھتا ہے تمام چیزوں کو جیسی کہ وہ حقیقت میں ہیں۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت قبلہ میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ جہاں اپنے اندر لاکھوں کمال ذاتیہ اور واہبیہ رکھتے تھے ان کا کشف اعلیٰ ترین مراتب سے بھی ممتاز تھا اور فراست صادقہ کے نور سے آپ کی آنکھیں وہ کچھ پاتی تھیں جو سینکڑوں کوس دور یا جنہیں صدیوں کا زمانہ گزرے ہوتا آپؒ کو کسی کے سینے کی تلاش کے لئے اپنے سینہ

بے کینہ کی کیفیت دیکھنے کی نوبت بہت کم آتی بلکہ ہر "سوالے را جوابے" کے مطابق تمام خیالات گزشتہ و آئندہ کا جواب دھڑا دھڑ فرماتے جاتے خواہ سننے والا جانے یا نہ پہنچانے مگر آپ سرپٹ گھوڑے کی طرح وہاں جا کے دم لیتے جہاں تخیل کا میدان ختم ہو جاتا یا جس کے ظہور کے لئے کارکنان قضا کی مصلحت نہ دیکھتے متاخرین میں سے کسی کو اس درجہ کا مکاشفہ نہیں ملا۔ البتہ متقدمین میں ایسے بزرگ ہو گزرے ہیں جو اس دولت سے ممتاز تھے جو سلوک کی تمام منازل کو سالک کے بیان کرنے کے سوا حرف بحرف دیکھ پاتے اور باریک سے باریک لغزش کو دیکھ کر تنبیہہ فرماتے۔

اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کے چند مکاشفات ملاحظہ فرمائیں۔

صوفی صاحب محمد ابراہیم قصوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دو شخصوں نے بندہ سے بیان کیا کہ ہم جب شرقپور شریف روانہ ہوئے تو جب لاہور میں اڈا متصل ہیرا منڈی پہنچے اس وقت کوئی موٹر تیار نہ تھی ہم ٹبی بازار چلے گئے اور وہاں بازاری عورتوں کی طرف دیکھتے رہے اور آپس میں مذاق اڑاتے رہے اتنے میں موٹر تیار ہو گئی سوار ہو کر شرقپور شریف حاضر خدمت ہوئے وہاں آپؒ کی بیٹھک میں پہنچ کر دو زانو مودب سر جھکا کر بیٹھ گئے آپؒ تشریف لائے اور ہمارے سروں کو اٹھا کر آنکھوں کی پلکیں الٹ کر دیکھا اور غصہ سے فرمایا وہاں کیا دیکھتے آئے ہیں اور یہاں مکر بنا کر کس طرح بیٹھے ہیں یہ آپؒ کا فرمانا ہی تھا کہ ہم دونوں کے بدن میں لرزہ ہو گیا اور چھکے چھوٹ گئے اور سینہ بھی ہلنے لگا۔

صاحبزادہ محمد عمر صاحب بیربلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار مسجد سے حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو پہلا لفظ آپؒ کی زبان نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ مسجد کے تنکوں کو توڑنا خلاف ادب ہے واقعہ یہ تھا کہ میں اکثر الگ بیٹھتا تھا اور کسی خیال میں غرق ہو کر ایسا ہو جاتا تھا چنانچہ اس دن بھی یہ توڑ موڑ رہی سبحان اللہ کتنا کشف بلند ہے۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک روز بندہ شرقپور شریف حاضر خدمت ہوا۔ آپؒ سخت بیمار تھے اور چارپائی پر لیٹے ہوئے ہاتھ میں تسبیح لئے آہستہ آہستہ کچھ پڑھ رہے تھے بندہ کو خیال ہوا ایسی کمزوری میں نہ پڑھیں تو کیا حرج ہے آپؒ نے بندہ کے خیال سے واقف ہو کر فرمایا حضرت جنید علیہ الرحمتہ جب ضعیف ہو گئے تو کسی نے عرض کی آپؒ اب اذکار چھوڑ دیں آپؒ نے فرمایا جو کچھ ہم نے حاصل کیا ہے انہی اذکار سے حاصل کیا ہے اب کیسے چھوڑیں۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری رحمتہ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے بندہ کے بھائی نے صلاح دی کہ لائل پور (فیصل آباد) چل کر دوکان کریں بندہ نے بھی ارادہ کر لیا اور تیار ہو گیا رات کو خواب میں آپؒ نے فرمایا لائل پور نہیں جانا بندہ نے ارادہ ملتوی کر دیا۔

صاحبزادہ محمد عمر صاحب بیربلویؒ فرماتے ہیں کہ ایک بار مجھے آٹے کی مشین لگانے کا جنون سوار ہو گیا حاضر ہوا تو کسی سے مخاطب ہو کر انگریزی کلوں کی بے انتہا برائی فرمائی آخر فرمایا کہ ہمارے خراسوں کو بھی لوہے کی مشینوں نے بند کر دیا جو دیکھو اسی خیال میں غرق ہے لیکن مجھے بالکل یہ اپنا

خیال نہ آیا بلکہ سمجھتا رہا کسی غیر سے آپؒ مخاطب ہیں لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ درحقیقت مجھ سے ہی خطاب تھا۔

صاحبزادہ صاحبؒ ہی فرماتے ہیں کہ ایک دن آپؒ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ آپؒ کے حضرت کس طرف منہ کر کے بیٹھتے تھے میں نے عرض کیا شمال کی طرف۔ اس پر آپؒ نے فرمایا کہ جانب شمال۔ میں نے کہا جی ہاں۔ آپؒ نے فرمایا مجھے ایسا دکھائی دیتا ہے اور ہاتھ سے شمال مغرب کے گوشہ کی طرف اشارہ فرمایا اور فرمایا تم بھی اسی طرف رخ کر کے بیٹھا کرو اس میں بڑی برکت ہے جب میں نے گھر آ کر حضرت صاحبؒ کے خاص خادموں سے معلوم کیا تو آپؒ کا فرمانا مجھے ایسا دکھائی دیتا ہے کہ صحیح ہو نکلا اور اس ارشاد سے پیشتر مجھے اس سمت سے روحانی تعلق خود بخود پیدا ہو چکا تھا۔ اس قصہ سے آپؒ کا کشف عیانی کتنا عیاں ہے گو آپؒ کتنا ہی اس امر کو چھپاتے تھے لیکن بات بات پر صاحب نظر کو دکھائی دیتا تھا آپؒ کشف میں کشف عیانی کا درجہ رکھتے تھے اور ایسا ہی دیکھتے تھے جیسے ہم اپنے سامنے اشیاء کو دیکھتے ہیں۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوریؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت میاں صاحب علیہ الرحمہ قصور تشریف لائے اور بندہ کے مکان پر اترے اس وقت قحط بہت پڑا ہوا تھا بندہ گھر سے ثابت موٹھ پکے ہوئے بجائے روٹی کے لے آیا۔ آ کے دیکھا تو میاں نبی بخش سدانہ کھانا لایا ہوا تھا اور روٹی وغیرہ سب کچھ پر تکلف تھا بندہ نے آپؒ کی نظر بچا کر دوسرے کمرے میں وہ موٹھوں والی تھالی رکھ دی جب روٹی کھانے لگے تو آپؒ نے فرمایا کہ دوسرے کمرے کے طاق میں جو کچھ رکھا ہوا ہے پہلے لاؤ۔ حسب حکم

وہ تھالی طاق سے اٹھا کر آپؒ کے آگے رکھی گئی آپؒ نے اسے پہلے تناول فرمایا پھر سب نے مل کر دوسری روٹی کھائی۔

ملک حسن علی جامعی لکھتے ہیں کہ موضع پھریانوالہ میں ایک شخص محمد علی ولد رمضان نامی بہشتی رہتا ہے وہ اپنی زبان سے قصہ بیان کرتا ہے کہ میں اپنے والد سے لڑ جھگڑ کر گھر سے بھاگ گیا میرے والد نے مجھے بہت تلاش کیا مگر میں کہیں اسے نہ ملا آخر وہ میاں صاحبؒ کی خدمت میں گیا اور ان سے دعا کی درخواست کی میاں صاحبؒ نے فرمایا جاؤ اور اطمینان سے بیٹھے رہو اگر خدا کو منظور ہوا تو تمہارا بیٹا آ جائے گا میں رات کے وقت کسی مسجد میں سو رہا تھا۔

اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ میاں صاحبؒ مجھے رات کے وقت خواب میں ارشاد فرما رہے ہیں کہ بیٹا اپنے وطن باپ کے پاس چلے جاؤ دوسری رات بھی یہی واقعہ ہوا آخر تیسری رات جب یہ ماجرا دیکھا تو صبح اٹھتے ہی اپنے گاؤں میں پہنچ کر دم لیا۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مستری دین محمد کا بیان ہے کہ ہم ایک دفعہ اپنے امام مسجد کے ہمراہ شرقپور شریف روانہ ہوئے امام مسجد نے کہا کہ ہم براستہ لاہور جائیں گے کیونکہ خرچ ہمارے پاس کم ہے خیر جب جائیں گے تو حضرت میاں صاحبؒ خرچ دیں گے اور ایک رات وہاں ٹھہریں گے جب ہم شرقپور شریف پہنچے اور آپؒ کا نیاز حاصل کیا تو آپؒ نے فرمایا کتنے روز ٹھہرو گے۔ عرض کی جتنے دن آپؒ فرمائیں آپؒ نے فرمایا ایسا نہیں ہو سکتا تمہارا ارادہ تو ایک رات رہنے کا ہے پھر ایسا

کہنے کی کیا ضرورت تم چلے جاؤ پھر آپؒ نے گھر سے پوچھا کہ روٹی تیار ہے جواب ملا روٹی تیار ہے مگر سالن تیار نہیں پھر آپؒ نے فرمایا خیر لاہور جا کر کھانا اس کے بعد آپ ہمارے ہمراہ شہر کے دروازے تک تشریف لائے اور جیب سے دو چونیاں نکالیں اور اصرار کر کے ہم کو دیں اور واپس تشریف لے گئے ہم موڑ پر پہنچے تو بعدہ' روشن دین آیا جو آپؒ نے ہی بھیجا تھا اس نے آ کر دو روپے میرے ہاتھ میں دے دیئے ہم نے پوچھا کچھ منگوانا ہے اس نے کہا نہیں میاں صاحب (رحمتہ اللہ علیہ) نے یہ تم کو لاہور تک کا کرایہ بھیجا ہے۔ سبحان اللہ۔

قاضی ضیاء الدین سلمہ اللہ لاہوری فرماتے ہیں کہ انہیں ایام میں آپؒ کی والدہ صاحبہ رحمتہ اللہ علیہا کا وصال ہوا تھا ہمارا خیال تھا کہ فاتحہ حسب رواج حضور سے عرض کر کے پڑھیں گے مگر آپؒ نے پہلے فرمایا دیا کہ جب ہم کہتے ہیں کہ ہمارا کوئی فوت ہی نہیں ہوا تو آپؒ فاتحہ کس کا پڑھیں گے اور آپ بڑی خوشی اور تبسم سے گفتگو فرما رہے تھے اور ظاہرداری اور رسمی باتوں کو بہت معیوب جانتے تھے۔

حضرت صاحبزادہ محمد عمر صاحب بیربلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار مجھے خیال آیا کہ آپ نے دوسرے نوافل کا ارشاد کبھی نہیں فرمایا تو آپ (خیال کو معلوم کر کے) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرائض پر تو یہ نہیں فرمایا کہ میں آنکھ اور کان بندے کا ہو جاتا ہوں یہ صرف نوافل کا ہی درجہ ہے کہ انسان کو اس درجہ پر پہنچاتے ہیں نوافل پر ہی عنایت کہ جس طرف چاہو منہ کر کے پڑھتے جاؤ اور جو چاہو بتکرار کثیر پڑھو۔

صاجزادہ صاحبؒ ہی فرماتے ہیں کہ مجھ سے اور بعض دیگر احباب سے ذکر فرمایا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت (غلام مرتضٰی رحمتہ اللہ علیہ) نے نہاتے وقت بھی ٹوپی سر سے کبھی نہیں اتاری تھی۔ جس دوست نے پہلے ذکر مجھ سے کیا اس کو حقیقت کا پتہ نہ چلا آپؒ کا مطلب فوراً میرے دل میں اتر آیا کہ آپؒ نے حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے شہود کا ذکر فرمایا کہ وہ اس درجہ شہود میں غرق تھے کہ ٹوپی سر مبارک سے نہ اتار سکتے تھے اور ہر وقت زیر تجلی تھے۔

میاں عبداللہ سکنہ ہرچوکی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں ایک طالب علم کے ہمراہ شرقپور شریف جا رہا تھا۔ طالب علم کا دل مکی کا کھیت دیکھ کر چھلیوں اور سٹوں کو للچایا میں نے کہا یہاں کھیت کا مالک نہیں ہے ورنہ لے لیتے خیر حاضر خدمت ہوئے اور بیٹھک پر پہنچے تو آپؒ ایک برتن مکی کی چھلیوں کا بھرا ہوا جو پکائی ہوئی تھیں لے آئے اور فرمایا اس کو کھالو طالب علم دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اس کے دل کی مراد پوری ہوئی کھانے کے دوران میں پاس گلی میں ایک جامن فروش نے آواز دی طالب علم نے کہا کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر جامن بھی اس وقت موجود ہوتے اس کا یہ کہنا تھا کہ آپؒ نے تھالی جامنوں کی بھری ہوئی گھر کی کھڑکی سے نکال کر دے دی اور کھانے کا حکم بھی دیا بعد میں حضرت میاں صاحبؒ نے فرمایا کہ آدمی کو ہر وقت کھانے کا خیال ہی نہیں کرنا چاہیے کچھ اللہ اللہ کی طرف بھی خیال کرنا چاہیے۔

میاں امام الدین صاحب سکنہ موہلن وال کا بیان ہے کہ آپؒ ایک دفعہ قصبہ موہلن وال تشریف لائے اور بیٹھے بیٹھے شرقپور شریف بھاگ کر چلے

گئے بعد میں معلوم ہوا کہ آپؒ کی دادی صاحبہ کا انتقال ہو گیا تھا اور انہی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ جو پھر آپ موہلن وال تشریف لائے اور بیٹھے ہی تھے کہ بے قرار ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے دریافت کیا تو فرمایا کہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ (بابا امیر الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ) نے یاد فرمایا ہے اور یہ کہہ کر تشریف لے گئے۔

حکیم احمد علی صاحب کا بیان ہے کہ خاکسار ایک دفعہ شرقپور شریف میں حضور کی خدمت میں مراقب بیٹھا ہوا تھا اسی نیم خوابی کی حالت میں کیا دیکھتا ہوں کہ میری بیوی زینہ میں سے بہت بری طرح گری ہے اس واقعہ کو دیکھ کر سخت گھبراہٹ کی حالت میں اٹھا اور آپؒ نے فوراً" فرمایا حکیم صاحب گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں خدا کا فضل ہے کوئی چوٹ نہیں آئی جب میں قصور آیا تو معلوم ہوا کہ ٹھیک اسی وقت زینہ پر سے اترتے ہوئے درمیان سے پاؤں اکھڑا اور گرتے ہوئے آٹھویں سیڑھی سے نیچے آ گری تھی مگر انہوں نے بیان کیا کہ میں گرنے کی حالت میں بے ہوش ہو گئی اور جب میں نیچے کے زینہ پر آ کر پڑی تو ایسا معلوم ہوا کہ جس طرح کسی نے اوپر سے اٹھا کر نیچے لا رکھا ہے۔

میاں محمد جعفر علی صاحب ولد میاں ولی محمد صاحب سکنہ اچے لدھیکے علاقہ قصور ہیڈ ماسٹر مڈل سکول لدھیکے کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں حسب عادت گاؤں سے شرقپور شریف کے لئے تیار ہوا اور دل میں مصمم ارادہ کر لیا کہ جا کر حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے جمعہ کے مسائل مفصل دریافت کروں گا جب وہاں حاضر خدمت ہوا تو باوجود دو روز حاضر خدمت رہنے کے بھی وہ

خیال بالکل بھول گیا۔ رخصت کرتے وقت حضرت صاحبؒ نے بندہ کو جتلایا کہ وہ کیا بات تھی جو تم گاؤں سے چلتے وقت کہتے تھے کہ دریافت کروں گا آپؒ کے جتلانے پر بھی مجھے یاد نہ آئی آپؒ نے فرمایا اچھا پھر سہی جب دوسری دفعہ بندہ حاضر خدمت ہوا تو بندہ کو وہ خیال یاد تھا لیکن بندہ کے بیٹھک میں پہنچتے ہی حضرت صاحبؒ نے ایک دوسرے کے ساتھ مخاطب ہو کر جمعہ کے متعلق تمام مسائل فرما دیئے بندہ کے دل کو پوری پوری تسلی ہو گئی۔

صوفی محمد ابراہیم قصوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم دس بارہ آدمی گاؤں سے تیار ہو کر شرقپور شریف جا رہے تھے جب موضع چوہنگ پر پہنچے تو سورج غروب ہو چکا تھا ہمارا خیال ہوا کہ یہیں ٹھہر جائیں کیونکہ یہاں ہر آدمی کے بہت رشتہ دار رہتے تھے آپس میں بطور مذاق یہ خیال کرنے لگے کہ آج اس کے گھر میں مہمان رہنا چاہیے جو سب سے اچھی طرح خاطر مدارات کرے چنانچہ اسی خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک رشتہ دار کے گھر چلے گئے اور رات گزاری صبح اٹھ کر شرقپور شریف پہنچ گئے حضرت قبلہؒ نے بندہ کو علیحدہ بلا کر سخت تنبیہہ کی کہ آئندہ ایسا کھانے اور پینے کا خیال راستے میں مت کرنا۔ سیدھے گاؤں سے چل کر یہاں پہنچ جایا کرو اور یہاں سے واپس گاؤں چلے جایا کرو۔ راستے میں ٹھہر کر ایسے خیال مت کیا کرو۔

میں (مضمون نگار) نے والد گرامی قبلہ و کعبہ حکیم مولانا ظہور ربی رحمتہ اللہ علیہ کی زبانی اعلیٰ حضرت میاں صاحبؒ کے کشف کا ایک واقعہ سنا تھا کہ والد صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میرے ایک رشتہ دار مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب کہ

گورداسپور شہر میں خطیب تھے اور مثنوی مولانا روم بہت خوش الحانی سے پڑھتے تھے میرے ہمراہ شرقپور شریف حضرت میاں صاحبؒ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔ انہوں نے اس زمانے کی فیشن ایبل جیکٹ پہن رکھی تھی دوران سفر مجھے احساس ہوا تو میں نے مولانا صاحب سے عرض کیا کہ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ آپ کی جیکٹ کو دیکھ کر بہت ناراض ہوں گے بہتر ہے اسے اتار کر شہر کے باہر کسی کماد میں رکھ جائیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب حاضر خدمت ہوئے تو حضرت میاں صاحبؒ نے مولانا عبدالعزیز صاحب سے دریافت فرمایا کہ کہاں سے تشریف لائے ہیں۔ مولانا نے جواب میں فرمایا کہ گورداسپور میں خطیب ہوں مرزائیوں کے خلاف مناظرے کرتا ہوں۔ حضرت صاحبؒ خاموش رہے اور پھر دوسرے آدمی کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا لوگ ہمارے پاس آتے ہیں اور اپنی قابل اعتراض چیزیں کمادوں میں چھپا دیتے ہیں اور یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ کوئی اسے لے بھی جا سکتا ہے۔ پھر ہم دونوں کو اجازت مل گئی جب آ کر کماد میں دیکھا تو وہاں جیکٹ موجود نہیں تھی اور کوئی اسے اٹھا کر لے جا چکا تھا۔

کرامات : ایسے خرق عادت واقعات جو ایک ولی اللہ سے صادر ہوتے ہیں کرامت کہلاتے ہیں۔ امام رازی رحمتہ اللہ علیہ نے کرامت کو تقویٰ سے مشروط کر دیا ہے یعنی کرامات صرف ایسی برگزیدہ ہستیوں سے ظاہر ہوتی ہیں جو تقویٰ میں کامل ہوں۔ فرماتے ہیں کہ ہم کہتے ہیں کہ تقویٰ افضل ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ تم میں سے سب سے افضل وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے ولی کی کرامت کا مقرون بالتقویٰ ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ بغیر

متقی صالح کے کرامات کا صدور محال ہے جہاں تقویٰ زیادہ ہو گا وہاں کرامت و فضیلت بھی زیادہ ہو گی۔

کرامات کی دو قسمیں ہیں اول "معنوی" جسے اہل دانش و بینش سمجھتے ہیں اور اس سے متاثر ہوتے ہیں اور یہی حقیقی کرامت ہے۔ مولانا اللہ یار خان اس کی تشریح یوں فرماتے ہیں کہ خوب سمجھ لو کہ اولیاء اللہ کی سب سے بڑی اور عظیم کرامت شریعت کی کامل اتباع' اس پر استقامت اور خلاف شرع امور سے بچ کر رہنا ہے۔

کرامت کی دوسری قسم حسی ہے یہ عوام کے ذہنوں کو متاثر کرتی ہے چونکہ ان کی ذہنی سطح پست ہوتی ہے اس لئے معنوی کرامت کو وہ لوگ سمجھ نہیں پاتے اور ان کی نگاہیں حسیات اور مادیات میں ہی اٹک کر رہ جاتی ہیں چنانچہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک شخص ان کی خدمت میں دس برس رہا آخر مایوسی کی کیفیت کے ساتھ واپس ہونے لگا آپؒ نے وجہ پوچھی کہنے لگا بڑی شہرت سنی تھی کہ جنید بڑا ولی اللہ ہے مگر دس برس میں ایک کرامت بھی نہیں دیکھی۔ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس عرصہ میں جنید کا کوئی کام ایسا بھی دیکھا جو سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ہو کہنے لگا نہیں ایسا تو نہیں۔ فرمایا یہی سب سے بڑی اور حقیقی کرامت ہے۔

کرامت کے لئے ضروری ہے کہ صاحب کرامت متقی ہو اور سنت نبوی کا عامل ہو اسی لئے فرمایا گیا کہ اگر کوئی شخص ہوا میں اڑتا ہو اور پانی پر چلتا ہو آگ میں گزرتا ہو تو ایسے شخص کو ولی اللہ نہ مانا جائے جب تک وہ

شخص صاحب ایمان، متقی اور ظاہری طور پر سنت نبویؐ کا پابند نہ ہو۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اکثر لوگ ایسے کاموں (خرق عادات) کو دیکھ کر اسے کرامات کہہ دیتے ہیں جس شخص سے ایسا فعل سرزد ہو اسے بزرگ خیال کرتے ہیں وہ اس لئے کہ عوام کو کرامت اور استدراج میں فرق کرنے کی تمیز نہیں اسی وجہ سے گمراہی میں پڑ جاتے ہیں۔ کرامات اولیاء اللہ سے صادر ہوتی ہیں اور استدراج کافر یا فاسق سے سرزد ہوتے ہیں۔

کرامت اور استدراج میں یہی فرق ہے کرامت اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں سے ظاہر ہوتی ہے اور جب کوئی کافر یا فاسق آدمی کوئی ایسا خرق عادت واقعہ ظاہر کرے تو اسے کرامت نہیں بلکہ استدراج کہا جاتا ہے۔

یہ بات بھی ذہن نشین کرنی چاہیے کہ کرامات کا اظہار ہر وقت نہیں ہوتا رہتا بلکہ کسی خاص وقت میں کسی خاص مقصد کے لئے خرق عادت واقعہ کا اظہار ہوتا ہے اور یہ بھی اصلاح احوال کے لئے ایسا ہوتا ہے۔

صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت قبلہ عالم میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی بتمامہ کرامات تھی ہر واقعہ میں کوئی نہ کوئی کرامتی صورت موجود ہے لیکن اس میں خودی یا خود نمائی کا دخل نہ تھا بلکہ بعض اوقات محبت کا جذبہ صادقہ آپؒ کو کسی خاص امر میں منہمک کر دیتا تھا اور بعض اوقات کسی کی بے کسی پر اضطرار پیدا ہو جاتا تھا جس کی وجہ سے کرامات ظہور میں آ جاتی تھیں مگر دل کو ذاتی طور پر اس کمال سے نفرت تھی بلکہ کرامت کا نام سننا بھی گوارہ نہ فرماتے تھے کبھی کسی مجلس میں عام طور پر کسی

کی کرامت کا ذکر نہ فرماتے بلکہ بعض اوقات بے ساختہ وعظ میں یہ الفاظ نکل جاتے کہ ہم تو فقر و قر جانتے نہیں (یعنی پسند نہیں کرتے) بلکہ ہم تو مسلمان ہیں اور اسلام رکھنا پسند کرتے ہیں اور نہ معلوم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ مسلمان نہیں بنتے اور خواہ مخواہ فقیر بنے پھرتے ہیں اس میں کیا رکھا ہے کہ اس کے پیچھے بھاگے پھرتے ہیں۔

میاں نور حسن صاحب عطار قصوری بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک مرتبہ حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر معروض ہوئے کہ کاروبار میں سولہ سترہ ہزار کا نقصان ہو گیا ہے فرمایا میں کب چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کا نقصان ہو؟ یہ التفات کرم کے ملتجی ہوئے فرمایا اچھا جاؤ تم سے کوئی نہ پوچھے گا اور نہ بلائے گا صوفی محمد ابراہیم قصوری فرماتے ہیں کہ دوست مذکور سے قرض خواہ نے اتنی بڑی رقم کا کبھی تقاضا نہیں کیا اور کافی عرصہ بھی گزر چکا ہے مگر طرفین خاموش ہیں۔

صوفی ابراہیم صاحب قصوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپؒ قصور تشریف لائے۔ بارش نہیں ہوتی تھی خلقت تنگ آ گئی تھی بلکہ آپؒ کے آنے سے تین روز قبل نماز استسقاء بھی عیدگاہ میں پڑھی گئی تھی آپؒ جب قصور میں تشریف لائے تو سیدھے عید گاہ تشریف لے گئے بندہ نے عرض کی کہ یہاں تین دن نماز برائے بارش پڑھی گئی ہے لیکن بارش نہیں ہوئی آپؒ نے تکیہ منبر سے لگالیا۔ کبھی آپؒ کے چہرے کی رنگت زرد ہو جاتی اور کبھی سرخ ہو جاتی تھی۔ آنکھوں کی رنگت بھی متغیر ہو گئی وجود پر نہایت بے قراری کا عالم تھا۔ ادھر مشرق کی طرف سے غبار اٹھا اور ہم جب

مسجد سے باہر نکلے اور مزار حضرت عبدالخالق صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو برائے زیارت جا رہے تھے کہ راستے میں اس قدر بارش ہوئی کہ جب ہم واپس آئے تو پل پر سے گزرنا پڑا کیونکہ راستہ میں جو گڑھا آتا تھا پانی سے لبریز تھا اور تمام طرف پانی ہی پانی نظر آتا تھا۔

ایک شخص نے ذکر کیا کہ میں نے حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہو کر گھر واپس جانے کا ارادہ کیا اس وقت آفتاب غروب ہونے کو تھا اور سفر بھی دور کا تھا آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ وقت تو تنگ ہے اگر جانا ہے تو فلاں اسم پڑھتے جانا خداوند تعالیٰ کے دست قدرت میں سب کچھ ہے وہ پہنچا دے گا۔ اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے اس سرعت سے وہ سفر طے کیا کہ تیز رو سواری بھی اتنی جلدی نہیں کر سکتی۔

محمد امین صاحب شرقپوری لکھتے ہیں کہ ایک عورت حضرت کی خادمہ شرقپور شریف کے قریب ایک گاؤں میں رہتی تھی نیک بخت ہر روز حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوتی اور اندرون خانہ کے کام کاج میں ہاتھ بٹاتی ایک مرتبہ اس کا سوتیلا بیٹا بیمار ہو گیا سوکن نے اسے حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں دعا کے لئے کہا یہ بیمار کو گود میں اٹھا کر در دولت پر لے آئی جب حضرت ممدوح زنان خانے میں آئے تو بیمار بچے کے لئے دعا کی درخواست کی۔ حضرت قبلہ نے مریض کے رخ سے کپڑا ہٹا کر دیکھا اور بولے۔ "اسے گھر لے جاؤ ابھی"۔ عورت نے جب بچے کو گود میں لیا تو ٹھنڈا ہو چکا تھا وہ گھبرائی اور حضرت قبلہ سے معروض ہوئی کہ سوکن تو اسے زندہ نہیں چھوڑے گی یہ تو.... حضرت قبلہ بولے ہاں بچہ زندہ ہے ابھی جلدی سے گھر لے جاؤ۔ خادمہ

نے دیکھا تو بچہ بچ مچ زندہ ہے وہ خدا تعالیٰ کا شکر بجا لائی اور جلدی جلدی اسے گھر سوکن کے پاس لے آئی جہاں وہ ایک روز یا دو روز کے بعد فوت ہو گیا۔

صوفی محمد ابراہیم قصوری رحمتہ اللہ علیہ اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے آدمی سے یہ کتاب لکھوائی جو ایک سطر بھی بلکہ ایک حرف بھی سجائے خود نہیں لکھ سکتا ۔ یہ کام اللہ تعالیٰ کے فضل اور مہربانی سے اور آپ کی روحانی مدد سے سرانجام ہوا۔

اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی سراپا کرامت تھی آپؒ کی ذات مبارکہ سے ہر وقت کرامت کا ظہور ہوتا رہتا آپؒ کی تمام کرامات کو احاطہ تحریر میں لانا مشکل ہے۔ اس لئے تبرکاً" چند کرامات کا ذکر کر دیا ہے۔

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

شاہِ جیلاں غوثِ اعظم شیخِ انس و سما
گفت در جمعِ مریداں از کرامت بارہا
ہم زمانہ گر ہمی بودم علی ہجویر را
تا زہ بیعت کردمے بر دستِ آں بعینا لقا

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

انوار شیر ربانیؒ

ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری

اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی کے روز و شب عشق رسول ﷺ اور اتباع رسول ﷺ سے معمور رہے آپؒ کی روز مرہ زندگی حضور اکرم ﷺ کی سنت اور اتباع شریعت کی جیتی جاگتی تصویر تھی۔ حضرت میاں صاحب قبلہ حق سبحانہ و تعالیٰ کے سچے عاشق تھے اور ان کی زندگی کا کوئی لمحہ معبود حقیقی کے ذکر سے خالی نہ گزرتا تھا مگر اس عشق کی تکمیل کیونکر ہو؟ حق سبحانہ و تعالیٰ سرکار دو عالم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہیں کہ اے میرے حبیب ﷺ سب میرے محب ہیں اور میں آپ ﷺ کا شیدا ہوں۔ سب میری رضا کے طالب ہیں اور میں آپ ﷺ کی رضا چاہتا ہوں۔ اور قرآن پاک میں عشاق سے اپنے محبوب کی زبانی خطاب فرماتے ہیں کہ اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔ گویا حق سبحانہ و تعالیٰ نے عشاق کے لئے حضور نبی کریم ﷺ کا واسطہ اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری کو لازم و ملزوم قرار دیا ہے اور اطاعت کا یہ جذبہ حضور نبی کریم ﷺ سے کمال محبت کئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا جس کے لئے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سوز' سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

کا حوصلہ اور سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایثار اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلم درکار ہے اور محبت کا تقاضا یہ ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جان و مال اور اولاد بیوی اور ماں باپ غرضیکہ دنیا کی ہر چیز پر مقدم سمجھا جائے۔

جو شخص حق سبحانہ و تعالیٰ کی محبت کا داعی ہے اس پر لازم ہے کہ محبوب حق تعالیٰ کے اتباع میں کوشش کرے تاکہ محب کی نظروں میں پسندیدہ ہو۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ نے فرمایا ہے کہ "محب دیوانہ محبوب است تاب مخالفت نہ دارد"۔ یعنی محب اپنے محبوب کا دیوانہ ہوتا ہے اور اس کی مخالفت کی تاب نہیں رکھتا۔ اس لئے جو محبت کا دعویٰ کرتا ہے' اس پر لازم ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی پابندی کرے۔ یہی لوگ انوار الہیہ کے جواہر اور اسرار ربانی کے گوہر محمدی حاصل کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقبول اور خادم رب العالمین کی درگاہ عالی کا مقبول ہے اور دونوں جہاں کا مخدوم ہے۔ عزت و اقبال کا تاج محض حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی سے ملتا ہے اور عام لوگوں میں جو خاص کا درجہ حاصل کرتا ہے اور نیکو کاروں میں جو مرتبہ ولایت کو پہنچتا ہے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایت اور وساطت سے ہی یہ اعزاز پاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبوبوں کی مجلس کے سردار اور مقبولوں کے دفتر کے صدر اعظم ہیں جو محب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کی صفات میں خود کو فنا کرتا ہے وہ محب کے رتبہ سے محبوبیت کے منصب کو پہنچتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ متبع جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں ایک نور پیدا کرتا ہے اور اس

کے ظاہر و باطن میں صفائی اور روشنی بخشتا ہے اس کے برے اعمال کو نیک اعمال سے بدل دیتا ہے اگر کوئی سالک بغیر اتباع نبی کریم ﷺ خدا رسیدہ ہونا چاہے تو ہرگز نہیں ہو سکتا اور یہی وہ اتباع ہے جسے قرآن حکیم نے راہ نجات قرار دیا ہے۔

حق سبحانہ و تعالیٰ کی محبت کو جیتنے اور حبیب رب العالمین جناب سرور کائنات ﷺ کے اتباع میں کاملیت حاصل کرنے کے لئے سالک کو ایک ہادی اور رہبر کامل کی ضرورت پیش آتی ہے جو اسے اندرونی اور بیرونی خدشات و خطرات سے بچا کر منزل مقصود تک لے جائے۔ ظاہری طور پر ایسا رہبر حق سبحانہ و تعالیٰ کے عشق میں دل گرفتہ اور اتباع سنت نبی پاک صاحب لولاک ﷺ میں کامل اور منزل آشنا ہو گا اور اس کا ظاہر و باطن حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کے اسوۂ حسنہ میں رنگا ہوا ہو گا۔ حق سبحانہ و تعالیٰ اس کا مقصود اس کی رضا اور اس کا مطلوب ہو گا۔

متوسلین آستانہ عالیہ شرقپور شریف بڑے ہی خوش نصیب ہیں کہ ان کی ایک ایسے آستانہ عالیہ سے وابستگی ہے جہاں اس پرفتن دور میں بھی رسول مقبول ﷺ کی سنت کا اتباع پابندی سے کیا جاتا ہے اور غیر شرعی رسومات سے سختی سے روکا جاتا ہے۔

جب آدمی بیعت ہو جائے تو اس کو بیعت کا حق ادا کرنا چاہیے اور اس کو بیعت کے معانی اور مطالب کا پتہ ہونا چاہیے تاکہ وہ حق بیعت ادا کر سکے۔

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کا

حکم دیا ہے چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ پیرو مرشد کے آداب کے بارے میں اپنے ایک مکتوب شریف میں یوں رقم طرزا ہیں۔

ترجمہ "اور اگر اللہ جل شانہ اپنی عنایت سے کسی طالب کو اس طرح کے پیر کامل کی طرف رہنمائی کر دیں تو چاہیے کہ اس کے وجود شریف کو غنیمت سمجھے اور اپنے تئیں بالکلیہ اس کے حوالے کر دے اور اپنی سعادت کو اس کی مرضیات میں جانے اور اپنی بدبختی کو اس کی مرضیات کے خلاف سمجھے۔ حاصل کلام یہ کہ اپنی نفسانی خواہشات کو اس کی رضا کے تابع کر دے۔ حدیث نبوی علیہ و علی وآلہ الصلوۃ و التسلیمات میں ہے کہ تم میں سے کوئی ایمان نہیں لاتا یہاں تک کہ اس کی نفسانی خواہش میرے دین و شریعت کے تابع ہو اور جان لے کہ آداب صحبت کی رعایت اس راہ کی ضرورت ہے تا کہ فائدہ اٹھانے اور فائدہ پہنچانے کا راستہ کھل جائے اور بغیر ان کی محبت کے کوئی نتیجہ نہیں اور نہ مجلس کا کوئی ثمرہ ہے۔ آداب و شرائط سے بعضے بیان کئے جاتے ہیں۔ گوش ہوش سے سننے چاہئیں۔

جان لے کہ طالب کو چاہیے کہ اپنے دل کی توجہ تمام اطراف سے پھیر کر اپنے پیر کی طرف کر لے اور اس کی اجازت کے بغیر نوافل و اذکار میں مشغول نہ ہو اور اس کے حضور میں سوائے نماز فرض و سنت کے نہ پڑھے اور جہاں تک ہو سکے مرید ایسی جگہ کھڑا نہ ہو کہ اس کا سایہ پیر کے کپڑے یا پیر کے سایہ پر پڑے اور پیر کے مصلی پر پاؤں نہ رکھے اور اس کے وضو کی جگہ میں وضو نہ کرے اور اس کے برتنوں کو استعمال نہ کرے اور اس کے سامنے پانی نہ پیئے اور کھانا نہ کھائے اور کسی کے ساتھ بات نہ کرے بلکہ کسی اور کی

طرف توجہ بھی نہ کرے اور پیر کی غیر حاضری میں جس طرف کہ وہ ہو اس طرف پاؤں دراز نہ کرے اور لعاب دہن اس جگہ نہ پھینکے اور جو کچھ پیر سے صادر ہو اسے درست سمجھے خواہ ظاہر میں درست معلوم نہ دے۔ پیر جو کچھ کرتا ہے الہام سے کرتا ہے اور باذن الٰہی کرتا ہے اس صورت میں اعتراض کی گنجائش نہیں۔ اگر بعض صورتوں یں اس کے الہام میں خطا واقع ہو جائے تو یہ الہامی خطا مثل خطا اجتہادی کے ہے اس پر ملامت و اعتراض جائز نہیں اور نیز چونکہ مرید کو پیر سے محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ محب کی نظر میں محبوب سے جو کچھ صادر ہوتا ہے محبوب کو معلوم ہوتا ہے۔ پس اعتراض کی گنجائش نہیں اور کلی و جزوی امور کھانے پینے اور سونے اور طاعت کرنے میں پیر کی پیروی کرے پیر کی طرز پر نماز کو ادا کرنا چاہیے اور فقہ کو اس کے عمل سے سیکھنا چاہیے۔

پیر کی حرکات و سکنات میں کسی اعتراض کو دخل نہ دے خواہ وہ اعتراض رائی کے دانے کی مقدار کے برابر ہو کیونکہ اعتراض کا نتیجہ سوائے محرومی کے نہیں ہے اور تمام مخلوقات میں سب سے بدبخت اس طائفہ عالیہ کا عیب بین ہے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ ہم کو اس بڑی بلا سے نجات دے اور اپنے پیر سے خوارق و کرامات طلب نہ کرے۔ اگرچہ وہ طلب بطریق خطرہ و وسوسہ دل میں آئے۔ کیا تو نے کبھی سنا ہے کہ مومن نے کسی پیغمبر سے معجزہ طلب کیا ہو۔ کفار و منکر ہی معجزے کے طالب ہوا کرتے تھے۔

اگر دل میں شبہ پیدا ہو تو بغیر توقف کے عرض کرے۔ اگر حل نہ ہو تو اپنا قصور سمجھے اور کوئی نقصان پیر کی طرف سے عائد نہ کرے اور جو واقعہ

پیش آئے پیر سے پوشیدہ نہ رکھے اور واقعات کی تعبیر اسی سے طلب کرے اور جو تعبیر کا طالب ظاہر ہو اسے بھی عرض کرے اور صواب و خطا کو اس سے دریافت کرے اور اپنے مکاشفات پر ہرگز اعتماد نہ کرے کیونکہ اس دنیا میں حق و باطل اور صواب و خطا ملے جلے ہیں اور بغیر ضرورت اور اذن کے پیر سے جدا نہ ہو کیونکہ غیر کو اس پر اختیار کرنا ارادت کے خلاف ہے اور اپنی آواز کو اس کی آواز پر بلند نہ کرے اور بلند آواز سے اس سے بات نہ کرے کیونکہ یہ بے ادبی ہے اور جو فیوض و فتوحات حاصل ہوں ان کو پیر کی وساطت سے تصور کرے اور اگر واقعہ میں دیکھے کہ کوئی فیض دوسرے مشائخ سے پہنچا ہے تو اس کو بھی اپنے ہی پیر کا فیض سمجھے اور جان لے کہ چونکہ پیر کمالات و فیوض کا جامع ہے وہ خاص فیض پیر سے مرید کی خاص استعداد کے مناسب مشائخ میں سے ایک شیخ کے کمال کے موافق کہ جس سے ظاہر افاضہ ظہور میں آیا ہے مرید کو پہنچا ہے اور پیر کے لطائف میں سے ایک لطیفہ جو اس فیض سے مناسبت رکھتا ہے اس شیخ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے لیکن مرید نے بسبب ابتلاء کے اس لطیفہ کو دوسرا شیخ خیال کیا ہے اور فیض کو اس کی طرف سے سمجھا ہے یہ بڑی غلطی کھانے کی جگہ ہے۔ حق سبحانہ قدم کی لغزش سے بچائے اور پیر کے اعتقاد و محبت پر قائم رکھے۔ بحرمت سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ حاصل کلام الطریقہ کلہ ادب مثل مشہور ہے کوئی بے ادب خدا تک نہیں پہنچتا اور اگر مرید آداب میں سے بعض کی رعائت میں اپنے تئیں کوتاہ جانے اور اسے کما حقہ ادا نہ کرے۔ اگر کوشش سے بھی اسے پورا نہ کر سکے تو معاف ہے لیکن کوتاہی کا اقرار ضروری ہے۔ اگر پناہ بخدا

آداب کی رعایت نہ کرے اور اپنے تئیں کوتاہی بھی نہ جانے تو ان بزرگوں کی برکتوں سے محروم رہے"۔ (مکتوبات امام ربانیؒ دفتر اول حصہ پنجم مکتوب ۲۹۲)

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ متوسلین کو رزق حلال کی تلقین فرمایا کرتے تھے اور اس کی برکات سے لوگوں کو متعارف کرایا کرتے تھے۔ بقول عبدالرب ساجد جن کے والد گرامی گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے۔ اور اعلیٰ حضرت شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے ایک دن انہوں نے نماز فجر حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی اقتداء میں پڑھی اور نماز کے بعد حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ آپؒ دعا فرمائیں کہ میرا قلب روشن ہو جائے۔ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے نہ تو دعا فرمائی اور نہ ہی کوئی جواب دیا۔ عبدالرب ساجد کے والد صاحب نے نماز ظہر' نماز عصر' نماز مغرب اور نماز عشاء اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کی اقتداء میں ادا کی اور ہر نماز کے بعد قلب کے روشن ہونے کی دعا کے بارے مین عرض کرتے رہے جب ان کو حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے نہ تو کوئی جواب دیا اور نہ دعا فرمائی تو انہوں نے حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضرت! بندہ نے پانچ مرتبہ ہر نماز کے بعد دعا کے لئے عرض کیا نہ تو آپؒ نے دعا فرمائی ہے اور نہ ہی میرے سوال کا جواب دیا ہے۔ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا نماز تہجد کے وقت مسجد میں آنا۔ وہ مسجد میں آئے اور حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے نماز تہجد سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا۔ بیلیا! اپنی

آنکھیں بند کرو اور جب میں کہوں اس وقت کھول دینا۔ اس آدمی نے آپؒ کے فرمان کے مطابق اپنی آنکھوں کو بند کیا اور جب آپؒ نے فرمایا آنکھیں کھول دو تو اس نے اپنی آنکھوں کو کھولا تو حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کیا آپ کو کوئی چیز نظر آئی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا یا حضرتؒ مجھے کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ آپ نے دوبارہ اور سہ بارہ آنکھیں بند کرنے اور کھولنے کے لئے ارشاد فرمایا اور ہر بار یہ ارشاد فرمایا کہ کیا کوئی چیز نظر آئی ہے؟ تو انہوں نے تیسری مرتبہ بھی جواب دیا کہ مجھے کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ۔بیلیا! برا نہ منانا اور ناراض نہ ہونا یا تو آپ حرامی ہیں یا رزق حرام سے آپ کی پرورش ہوئی ہے۔ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان سن کر وہ آدمی زار و قطار رونے لگا اور اس نے عرض کیا کہ حضرتؒ میں حرامی تو نہیں ہوں لیکن میری پرورش رزق حرام سے ہوئی ہے کیونکہ میرے باپ کی کمائی حلال نہیں تھی۔ اعلیٰ حضرت شرقپوری رحمتہ اللہ نے اس کا جواب سن کر ارشاد فرمایا کہ آپ کی زندگی تو سنت اور شریعت کے مطابق گزر جائے گی لیکن آپ کے قلب کو روشن کرنا میرے بس کی بات نہیں۔ (بحوالہ؟)

حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ جیسے ولی کامل جن کی نگاہ کرم سے چور قطب بن جاتے تھے اور گنہگاروں کی تقدیریں بدل جاتی تھیں انہوں نے ایک حرام خور آدمی کے قلب کو منور کرنے سے بے بسی کا اظہار فرما دیا۔ اس سے ہمیں سبق سیکھنا چاہیے کہ حرام رزق سے جو دلوں میں تاریکی پیدا ہو جاتی ہے اور دل سیاہ ہو جاتے ہیں ان کا کوئی علاج نہیں۔ اس لئے رزق حلال

کمانے اور کھانے کی کوشش کرنی چاہیے اور رزق حرام سے بچنا چاہیے کیونکہ رزق حلال انسان کو نیکی کی طرف مائل کرتا ہے اور رزق حرام برائی کی طرف ۔ نیکی انسان کو جنت میں لے جاتی ہے اور برائی دوزخ میں ڈال دیتی ہے۔

حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ لوگوں کو نماز باجماعت پڑھنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے اور قرآن و سنت کی روشنی میں نماز کے فضائل بھی بھی بیان فرماتے تھے۔ جیسا کہ حدیث نبویؐ ہے کہ عشاء اور فجر کی نمازیں منافق پر بڑی وزنی (بوجھل) ہوتی ہیں (بخاری شریف، مسلم شریف) اور جو شخص عشاء کی نما باجماعت پڑھتا ہے وہ ایسا ہے کہ گویا آدھی رات تک عبادت میں مصروف رہا (مسلم شریف) اور جس نے نماز فجر باجماعت ادا کی وہ گویا ایسا ہے جیسا کہ وہ ساری رات عبادت میں مصروف رہا۔ ہم کتنے بدبخت ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی برکتیں رم جھم برستی ہیں لیکن ہم ان سے فائدہ نہیں اٹھاتے ہمیں نماز باجماعت ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

محفل ذکر کے فیوض و برکات کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ فرشتوں کی ایک جماعت ہے جو راستوں وغیرہ میں گشت کرتی رہتی ہے اور جہاں کہیں ان کو اللہ کا ذکر کرنے والے ملتے ہیں تو وہ آپس میں ایک دوسرے کو بلا کر سب جمع ہو جاتے ہیں اور ذکر کرنے والوں کے گرد آسمان تک جمع ہوتے رہتے ہیں۔ جب وہ مجلس ختم ہو جاتی تو وہ آسمان پر جاتے ہیں۔ اللہ جل جلالہ باوجودیکہ ہر چیز کو جانتے ہیں پھر بھی دریافت فرماتے ہیں کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ وہ

عرض کرتے ہیں اے اللہ ہم تیرے بندوں کی فلاں جماعت کے پاس سے آئے ہیں جو تیری تسبیح، تکبیر اور تحمید (بڑائی بیان کرنے اور تعریف کرنے) میں مشغول تھے۔ ارشاد ہوتا ہے کیا ان لوگوں نے مجھے دیکھا ہے؟ عرض کرتے ہیں یا اللہ دیکھا تو نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو کیا حال ہوتا؟ عرض کرتے ہیں وہ اور بھی زیادہ عبادت میں مشغول ہوتے اور اس سے بھی زیادہ تیری تعریف اور تسبیح میں منہمک ہوتے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ وہ کیا چاہتے ہیں؟ عرض کرتے ہیں کہ وہ جنت چاہتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ عرض کرتے ہیں کہ جنت کو دیکھا تو نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اگر وہ دیکھ لیتے تو کیا ہوتا؟ عرض کرتے ہیں کہ اس سے بھی زیادہ شوق اور تمنا سے اس کی طلب میں لگ جاتے۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ عرض کرتے ہیں کہ جہنم سے پناہ مانگ رہے تھے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟ عرض کرتے ہیں دیکھا تو نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے اگر دیکھتے تو کیا ہوتا؟ عرض کرتے ہیں اور بھی زیادہ اس سے بھاگتے اور بچنے کی کوشش کرتے۔ ارشاد ہوتا ہے اچھا تم گواہ رہو میں نے ان سب مجلس والوں کو بخش دیا۔ ایک فرشتہ عرض کرتا ہے یااللہ فلاں شخص اس محفل میں اتفاقاً" اپنی کسی ضرورت سے آیا تھا وہ اس مجلس کا شریک نہیں تھا ارشاد ہوتا ہے کہ یہ گروہ ایسا مبارک ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی بدبخت نہیں ہوتا۔ (لہٰذا اس کو بھی بخش دیا)۔ (بخاری، مسلم، مشکوۃ شریف)

مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں محفل ذکر کے فیوض و برکات واضح ہو رہے ہیں کہ جہاں پر محفل ذکر منعقد ہوتی ہے اس جگہ کو فرشتے زمین سے

آسمان تک اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں۔ محفل ذکر میں شامل ہوتے ہیں اور دعا میں شریک ہوتے ہیں۔ ایسی بابرکت مجالس میں شریک ہونا انسان کے لئے بخشش اور نجات کا ذریعہ بن جاتا ہے اور بس محفل ذکر میں ولی کامل تشریف فرما ہو اس کی صحبت کی برکات سے اللہ تبارک و تعالیٰ ایک ایسے شخص کو بھی بخش دیتا ہے جو اپنی ضرورت سے آیا تھا اور چند لمحے نیک بندوں کی صحبت اس نے اختیار کی۔ اس لئے محفل ذکر کا اہتمام کرنا اور اس میں شریک ہونا اور نیک بندوں کی صحبت اختیار کرنا باعث خیرو برکت ہے اور نیک بندوں کی صحبت میں بیٹھنے والا بدبخت نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ اس کی شقاوت کو سعادت میں بدل دیتا ہے اور جب ایسی مجلسیں انعقاد پذیر ہوں تو ادھر ادھر چلنے پھرنے کی بجائے محفلوں میں باوضو' دوزانو اور سر ڈھانپ کر توجہ سے ذکر میں مصروف ہونا چاہیے اور ذکر کی محفلوں میں بیٹھنا ایسا ہے جیسا کہ انسان جنت کی کیاریوں (باغوں) میں بیٹھا ہوا ہو۔

حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ قدرت اور طاقت بخشی تھی کہ آپ نباتات اور حیوانات کے ذکر اور گفتگو کو سن سکتے تھے۔ ایک روز آپؒ ایک درخت کے تنے سے کان لگائے بڑے غور سے سن رہے تھے۔ دوستوں نے عرض کیا کہ حضرتؒ کیا بات ہے؟ آپؒ درخت کے تنے کے ساتھ کان لگائے ہوئے ہیں۔ آپؒ نے ارشاد فرمایا یہ درخت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف ہے اور میں اس کا ذکر سن کر مسرور ہو رہا ہوں۔ دوستوں نے عرض کیا یا حضرت یہ درخت کیا ذکر کر رہا ہے؟ آپؒ نے ارشاد فرمایا یہ درخت "یا کریم یا رحیم" کی

تسبیحات پڑھ رہا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (التغابن: ۱) "کہ زمین و آسمان میں ہر (زندہ اور بے جان) چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔

ایک دن حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ جانوروں کو دانے ڈال رہے تھے سب جانور دانے کھا رہے تھے لیکن ایک فاختہ چپ چاپ بیٹھی تھی حاضرین نے حضرت میاں صاحبؒ سے عرض کیا کہ حضرت صاحبؒ سب جانور دانہ کھا رہے ہیں لیکن یہ فاختہ دانہ نہیں کھا رہی۔ وہ فاختہ اڑی اور حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے کندھے پر آ کر بیٹھ گئی اور تھوڑی دیر کے بعد پھر دوسرے جانوروں میں جا کر بیٹھ گئی۔ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا "بیلیو! جس کا گھر برباد ہو رہا ہو اس کو کھانا کیسے سوجھتا ہے"۔ یہ فاختہ کہتی ہے کہ فلاں جگہ پر بڑھئی ایک درخت کاٹ رہا ہے اس پر میرا گھونسلہ ہے جس پر میرے بچے ہیں اگر اس نے درخت کاٹ لیا اور درخت زمین پر گر گیا تو میرے بچے مر جائیں گے۔ آپؒ نے ارشاد فرمایا اس بڑھئی کو بلاؤ۔ آپؒ کے حکم کے مطابق بڑھئی کو بلایا گیا۔ بڑھئی حاضر خدمت ہوا۔ آپؒ نے بڑھئی سے فرمایا کہ وہ درخت جس کو آپ کاٹ رہے ہیں اس کی آپ نے کتنی قیمت ادا کی ہے؟ اس نے عرض کیا حضرتؒ میں نے وہ درخت دس روپے میں خریدا ہے۔ آپؒ نے دس روپے بڑھئی کو دیے اور بڑھئی کو تلقین فرمائی کہ وہ درخت اس وقت تک نہ کاٹے جب تک اس فاختہ کے بچے بڑے نہ ہو جائیں اور اڑ نہ جائیں۔

(یہ واقعہ شرق پور شریف کے دو بھائیوں بابا کرم دین اور بابا لدھا (ترکھان) کے ساتھ پیش آیا تھا۔ یہ دونوں بھائی ماجھے سے آتے تھے۔ ان کی رشتہ داری حاجی محمد ترکھان (ایچی پوری) کے ساتھ تھی۔ اور حاجی محمد میاں محمد شیر صاحب کے مرید تھے۔ ایک دن میاں صاحبؒ گزر رہے تھے کہ یہ تینوں سلام و آداب کی غرض سے آگے بڑھے۔

آپؒ نے کرم دین اور لدھے سے پوچھا۔ بیلیو! آپ کیا ہیں؟ (آپ کیا کام کرتے ہیں؟) انہوں نے عرض کیا حضور! ہم کاریگر ہیں۔ فرمایا۔ ماشاء اللہ آپ کاری گری ہیں۔ یہ دیکھیں میری انگلی آپ کاری گر ہیں مجھے اس طرح کی انگلی چاہیے۔ کیا آپ بنا کے دے سکتے ہیں۔ وہ عرض کرنے لگے "نہیں حضور! ہم ایسی انگلی نہیں بنا سکتے"۔ فرمایا۔ اچھا چیچی تو بالکل چھوٹی ہوتی ہے۔ اس جیسی ہی بنا دیں۔ بیچارے بڑے شرمندہ ہوئے عرض کیا نہیں حضور! ہم چیچی بھی نہیں بنا سکتے۔ آپؒ نے فرمایا۔ پھر کاری گر ہونے کا دعویٰ نہ کریں بس یہ کہیں ہم مستری ہیں۔ یاد رہے کہ بابا کرم دین صاحب کا ایک بیٹا چراغ دین لاہور میں آباد ہو گیا تھا۔ جبکہ بابا لدھا کے دو بیٹے جن کے نام گلاب دین اور معراج دین تھے۔ آگے گلاب دین کی ایک بیٹی تھی۔ اور معراج دین کے تین بیٹے (اقبال اور اکبر علی اور.....) ہیں اور تینوں حیات ہیں۔ میاں صاحبؒ کے دور میں بابا لدھا اور بابا کرم دین نے شرقپور شریف میں کیکر کا ایک درخت دس روپے میں خریدا تھا جس پر ایک فاختہ نے بچے دے رکھے تھے۔ ان بزگوں نے درخت کاٹنے کا ارادہ کیا تو وہ فاختہ پریشانی کے عالم میں فریادی بن کر میاں صاحبؒ کے پاس حاضر ہوئی اور اپنی بپتا سنائی۔ تو اللہ کے کامل ولی نے اس کی مشکل آسان کر دی جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔) (محمد انور قمر شرقپوری)

اس واقعہ سے بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نیک بندے اللہ کی مخلوق پر کس قدر شفیق اور مہربان ہوتے ہیں کہ انسان تو انسان وہ جانوروں کے ساتھ بھی رحم فرماتے ہیں ان کی مصیبت اور دکھ درد میں ان کے کام کرتے ہیں لیکن آج کے اس پرفتن دور میں انسان انسان کا دشمن ہے اور بھائی بھائی کا قاتل اور معاشرے میں ایسی برائیاں جنم لے چکی ہیں جن کا اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم اور رسول اکرم ﷺ کی تعلیمات اور اولیاء کاملین کے عمل سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے متوسلین کو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ ایک ایسے ولی کامل سے وابستہ ہیں جو جانوروں پر رحم فرماتے تھے لیکن وہ ان کے طریقے پر چلنے کی بجائے آپس میں لڑتے ہیں جھگڑتے ہیں' مقدمے بازیوں میں ملوث ہوتے ہیں ایسے لوگوں کو حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات پر غور و فکر کرنا چاہیے اور آپس میں مل جل کر امن و سلامتی کے ساتھ زندگی گزارنا چاہیے۔

اولیائے کاملین صاحب نظر ہوتے ہیں۔ وہ ملاقات کرنے والے لوگوں کو بڑے آسان انداز میں مشکل سے مشکل مسائل سمجھا دیتے ہیں اور عملی صورت میں اس کا حل پیش کر دیتے ہیں۔ ایک عالم دین حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور رخصت کے وقت حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضرت آپؒ مجھے کوئی اچھی سی نصیحت فرمائیں۔ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا مولوی صاحب آپ پڑھے لکھے ہیں۔ عالم دکھائی دیتے ہیں۔ ہم کم پڑھے لکھے آپ کو کیا نصیحت کر سکتے ہیں۔ اس عالم دین نے آپؒ سے دوبارہ نصیحت کی

درخواست کی تو حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ''مولوی صاحب اللہ تعالیٰ کو اپنے سے بہتر نہیں تو اپنے جیسا ہی سمجھا کرو''۔ وہ عالم دین بڑے حیران ہوئے اور عرض کیا یا حضرت (رحمتہ اللہ علیہ) بھلا یہ بھی کوئی نصیحت ہے اللہ تعالیٰ کو ہر کوئی اپنے سے بہتر جانتا ہے۔ حضرت میاں صاحب شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ) نے فرمایا اگر آپ اللہ تعالیٰ کو بہتر سمجھتے ہیں تو اور بہتر سمجھا کرو اور رات میرے پاس گزارو چنانچہ انہوں نے رات حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پاس قیام کیا۔ جب صبح ہوئی تو حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی معیت میں نماز باجماعت ادا کی اور آپؒ کی بیٹھک میں جا کر تشریف فرما ہو گئے۔ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ گھر سے خود ناشتہ لے کر تشریف لائے اور ناشتہ ان کے سامنے رکھ کر واپس گھر تشریف لے گئے۔ جب مولوی صاحب کھانا تناول فرمانے لگے تو کھانے میں دو پراٹھے اور ان کے نیچے رات کی خشک روٹی تھی۔ ایک سائل آیا اور اس نے اللہ کے نام پر روٹی کا سوال کیا۔ مولوی صاحب نے خشک روٹی اٹھائی اور سائل کو دے دی اور پراٹھے خود تناول فرمانا شروع کر دیے۔ اتنے میں اعلیٰ حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ گھر سے واپس بیٹھک میں تشریف لائے اور مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر آپ اللہ تعالیٰ کو بہتر سمجھتے تو دونوں پراٹھے اللہ کی راہ میں سائل کو دے دیتے اور اگر برابر سمجھتے تو ایک پراٹھا خود کھاتے اور ایک اللہ کی راہ میں دے دیتے لیکن آپ نے رات کی سوکھی روٹی اللہ کی راہ میں دے کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کو اپنے سے کمتر سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ (لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی

تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ (سورہ آل عمران:۹۲) تم اس وقت تک نیکی کو ہرگز نہیں پا سکتے جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔

آج مسلمان معاشرہ جب اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو ناپسندیدہ اور حقیر چیزیں اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے اور پسندیدہ اور عمدہ چیزیں اپنی ضروریات زندگی میں صرف کرتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ سے مال و دولت اور کاروبار میں برکت کی تمنا رکھتا ہے۔ مقام غور ہے جب تک مسلمان اللہ اور رسول ﷺ کے ساتھ اپنی جان مال اور اولاد سے زیادہ محبت نہیں کریں گے وہ کامل مومن نہیں ہو سکتے اور جب تک پسندیدہ اور عمدہ چیز اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں سے کماحقہ بہرہ ور نہیں ہو سکیں گے۔

اولیائے کرام کی زیارت سے گنہگار لوگ فیضیاب ہو کر گناہوں سے توبہ کر لیتے ہیں اور ان کی نگاہ کرم کا صدقہ وہ نمازی پرہیزگار اور تہجد گزار بن جاتے ہیں۔ حضرت مولانا محمد بخش مسلمؒ بی اے نے روایت کیا ہے کہ میرے ایک دوست جن کا نام قمردین تھا ان کی رہائش کشمیری بازار لاہور میں تھی۔ شراب کا دلدادہ تھا اور بازاری عورتوں سے گانے وغیرہ سننے کا شوقین تھا۔ ایک دن میں ان کے پاس گیا۔ قمردین کو سمجھانے کی کوشش کی اور اس سے عرض کیا کہ قمردین شراب کو چھوڑ دو۔ جوئے اور بدکاری کو چھوڑ دو اور نیکی کا راستہ اختیار کرو۔ قمردین نے بڑی سختی سے حضرت مولانا محمد بخش مسلمؒ بی اے کو کہا کہ مسلم صاحب" آپ کو قمردین کے علاوہ کوئی اور آدمی نہیں ملتا

جس کو آپ تبلیغ کریں آج کے بعد آپ مجھے اس قسم کی تبلیغ نہ کرنا۔ حضرت مولانا محمد بخش مسلمؒ واپس گھر تشریف لائے۔ چھ ماہ کا عرصہ گزر گیا قمر دین جو کہ ان کے بچپن کا دوست اور ساتھی تھا اس کی محبت نے جوش مارا اور حضرت مولانا موصوف اپنی تمام ناراضگی کو بھلا کر اپنے دوست قمر دین کے گھر تشریف لے گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ فرماتے ہیں بیٹھک کی کھڑکی کھلی تھی۔ میں نے دیکھا قمر دین مصلے پر بیٹھا ذکر میں مصروف ہے اور اس کے ہاتھ میں تسبیح تھی اور قمر دین کے چہرے پر داڑھی بھی تھی۔ قمر دین کا یہ حلیہ دیکھ کر وہ حیران ہو گئے اور قمر دین سے بڑے تعجب سے پوچھا کہ آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ قمر دین نے عرض کیا کہ مسلم صاحبؒ جس دن آپ کے ساتھ میرا جھگڑا ہوا تھا اور آپ ناراض ہو کر چلے گئے تھے اسی روز آپ کے جانے کے بعد میں بازاری عورت کا گانا سن رہا تھا کہ بازار سے آوازیں آ رہی تھیں اور لوگ کہہ رہے تھے چلو شرقپور شریف چلیں۔ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پاس چلیں۔ میں نے گانے والی عورت کو کہا کہ گانا بند کرو میں بھی آج شرقپور شریف جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ حضرت میاں صاحبؒ ان لوگوں کو کیا دیتے ہیں۔ قمر دین نے حضرت مولانا محمد بخش مسلمؒ سے کہا کہ میں شرقپور شریف گیا باہر گلی میں کھڑے ہو کر حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کی اور واپس گھر آ گیا۔ گھر آ کر شراب پینے کی کوشش کی۔ شراب پیتا تھا الٹی آ جاتی تھی۔ میں نے کئی بار شراب پی لیکن شراب ہضم نہ ہوتی تھی۔ تو میں نے شراب سے توبہ کی اور اپنی والدہ محترمہ سے نماز سیکھی اور اب میں نماز پڑھتا ہوں اور اپنی والدہ محترمہ سے قرآن حکیم پڑھنا بھی شروع کر دیا

ہے۔ قمر دین نے کہا چند روز ہوئے حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ آپؒ نے ارشاد فرمایا قمر دین جہاں شراب چھوڑنے اور دوسرے برے کاموں کو ترک کرنے کی آپ نے تکلیف برداشت کی ہے ایک تکلیف اور برداشت کرو۔ داڑھی بھی رکھ لو۔ قمر دین نے کہا مسلم صاحب اب میں نے داڑھی بھی رکھ لی ہے۔

دیکھئے اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی نگاہ اور زیارت میں اللہ تعالیٰ نے کتنی تاثیر رکھی ہے کہ ان کی زیارت کرنے والا ان کی نگاہ کرم میں آنے والا آدمی کس طرح شراب' جوئے اور بدکاری سے توبہ کر جاتا ہے اور بے نماز نمازی بن جاتا ہے اور قرآن حکیم کی تلاوت اس کا شعار بن جاتی ہے اس لئے جو لوگ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے اپنا روحانی تعلق رکھتے ہیں اور ان کے تصرفات کے قائل ہیں ان کو چاہیے کہ وہ شراب' جوئے اور بدکاری جیسی لعنتوں سے توبہ کریں اور نماز' قرآن حکیم کی تلاوت اور درود شریف کے ورد کی پابندی کریں ذکر کی کثرت کریں کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جس گھر میں قرآن مجید پڑھا جاتا ہے۔ اس کے اہل و عیال کثیر ہو جاتے ہیں۔ اس میں خیر و برکت بڑھ جاتی ہے ملائکہ اس میں نازل ہوتے ہیں اور شیاطین اس گھر سے نکل جاتے ہیں اور جس گھر میں تلاوت نہیں ہوتی اس میں تنگی اور بے برکتی ہوتی ہے۔ ملائکہ اس گھر سے چلے جاتے ہیں۔ شیاطین اس گھر میں گھس آتے ہیں اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جس شخص کے قلب میں قرآن حکیم کا کوئی حصہ بھی محفوظ نہیں وہ

بمنزلہ ویران گھر کے ہے۔ (ترمذی شریف) حضرت عبداللہ ابن مسعودرضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے اور بعض لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ خالی گھر وہی ہے جس میں تلاوت قرآن حکیم نہ ہوتی ہو۔ غور فرمائیں جس گھر میں شیطان مسلط ہو گا وہاں پر سکون نہیں ہو گا۔ آپس میں محبت نہیں ہو گی۔ گھر میں لڑائی رہے گی۔ حسد اور بغض عام ہو گا۔ بھائی بھائی کا دشمن ہو گا۔ اچھے برے کی تمیز ختم ہو جائے گی اور وہ گھر ویرانے کا سماں پیش کر رہا ہو گا۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہمارے گھر پر جادو کا اثر ہے۔ آسیب کا اثر ہے اور جنات کا قبضہ ہے۔ حالانکہ تمام گھروں میں یہ تخریب کاریاں گھر والوں کی بد عملی اور دین سے دوری کا نتیجہ ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہمارے گھر آباد رہیں ان میں سکون ہو اور حسد و بغض کی آگ سے محفوظ رہیں تو عہد کر لو ہم نماز ترک نہیں کریں گے اور اپنے گھر میں قرآن حکیم کی تلاوت باقاعدگی سے کریں گے اور حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات کے مطابق درود شریف اور ذکر و اذکار سے غفلت نہیں برتیں گے۔

حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پاس آنے جانے والے لوگ جو کچھ دلوں میں خیال کرتے تھے حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو تصرف سے معلوم ہو جاتا تھا اور آپؒ ان کے دلوں کے حالات سے واقف ہو جاتے تھے۔ حاجی دین محمد صاحب خوشنویس جنھوں نے سو سال کی عمر میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کے مزار اقدس کے گنبد میں قل شریف' اللہ تعالیٰ کے اسمائے گرامی اور سورہ یٰسین کی چند آیات اپنے دست مبارک سے نہایت خوش خط تحریر فرمائیں اور اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت

میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کے دست مبارک کا رقم شدہ قطعہ "اسم ذات" سب سے پہلے چھپوانے کا شرف حاصل کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے گاڑی بھیجی اور شرقپور شریف آنے کا حکم دیا گاڑی میں بیٹھے ہوئے مجھے خیال آیا کہ شیخ غلام علی تاجر کتب نے مجھ سے کہا تھا کہ ہم شرقپور میں حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پاس گئے اور دل میں خیال کیا کہ میں میاں صاحبؒ کو تب ولی مانیں گے کہ اگر وہ مجھے پراٹھے اور ان کے ساتھ آچار کھانے کے لئے عطا فرمائیں۔ شیخ غلام علی نے کہا کہ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے پراٹھے اور آچار سامنے لا کر رکھ دیا۔ میراں بخش تاجر کتب کشمیری بازار لاہور والے کہتے تھے کہ ہم شرقپور شریف گئے اور دل میں خیال کیا کہ ہم حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو اس وقت بزرگ مانیں گے کہ اگر وہ ہمیں تنور کی روٹیاں' لسی اور کری کے ڈیلوں کا آچار کھانے کے لئے دیں گے۔ میراں بخش تاجر کتب نے کہا کہ ہم نے جو کچھ خیال کیا میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے وہی کچھ کھانے کو عطا کیا۔ حاجی دین محمد صاحب خوشنویس فرماتے ہیں کہ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ گاؤں میں پراٹھے' تنور کی روٹی' لسی اور آچار ملنا تو آسان کام ہے۔ میں حضرت میاں صاحبؒ کو تب ولی مانوں گا اگر وہ مجھے اعلیٰ قسم کا زردہ' پلاؤ اور بریانی کھانے کے لئے عطا فرمائیں گے۔ حاجی صاحب موصوف بیان کرتے ہیں کہ جب میں شرقپور شریف گیا تو حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی بیٹھک سے ایک شخص معمولی لباس پہنے ہوئے مہمانوں کے سامنے دستر خوان پر کھانا رکھ رہا تھا جب وہ میرے قریب آیا تو میں

نے بھی روٹی لینے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا تو انہوں نے کہا آپ ٹھہر جائیں آپ کا کھانا آتا ہے۔ حاجی دین محمد صاحب کہتے ہیں کہ تھوڑی دیر کے بعد بیٹھک میں گھر کی طرف سے کھلنے والی کھڑکی سے کھانا آیا اور اس شخص نے زردہ' پلاؤ اور جو کچھ میری تمنا تھی اس کے مطابق کھانا لا کر میرے سامنے رکھ دیا۔ کھانے کو دیکھ کر میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی اور میں خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ لوگوں نے کہا آپ کھانا کیوں نہیں کھاتے۔ حاجی دین محمد صاحب نے لوگوں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ مجھے حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے لاہور سے سپیشل بلایا ہے اب حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائیں گے اور مجھے اجازت دیں گے تو میں کھانا کھاؤں گا۔ حاضرین نے کہا وہ میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ ہی تو تھے جو آپ کے سامنے کھانا رکھ کر گئے ہیں۔ حاجی دین محمد صاحب فرماتے تھے کہ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی سادگی کو دیکھ کر میں بہت ہی زیادہ حیران ہوا کہ جس شخص کو لوگ غوث مانتے ہیں۔ قطب مانتے ہیں اور ولی تسلیم کرتے ہیں اور وہ اتنے سادہ ہیں آپ نے تبرکاً" چند لقمے تناول فرمائے اور میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے تصرف اور بزرگی اور عظمت کے قائل ہو گئے۔

موجودہ دور میں لوگ بزرگان دین کو بڑے زرق برق لباس میں ملبوس اعلیٰ قسم کی گاڑیوں میں سوار اور اعلیٰ محلات میں رہائش پذیر دیکھنا چاہتے ہیں۔ سادگی' اتباع سنت کی پابندی' خدمت خلق کا جذبہ مخلوق خدا کی بہتری اور امن و سلامتی کے پیکر لوگوں کی بزرگی اور عظمت کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی سنت' شریعت کی پابندی' سادگی

کا نمونہ اور مہمان نوازی کا پیکر اور مخلوق خدا سے محبت اور اخلاق و کردار کی منہ بولتی تصویر تھی اور آپؒ کی عاجزی انکساری سے لاکھوں گم کردہ راہ لوگوں نے راہ ہدایت پائی اور آپؒ کی نگاہ کیمیا اثر سے ایک زمانہ فیضیاب ہوا۔ اس لئے متوسلین آستانہ عالیہ شیر ربانیؒ کو عاجزی' انکساری' سادگی اور تواضع اور اتباع سنت کو اپنی زندگی کا شعار بنانا چاہیے۔

مولانا مفتی محمد غلام جان متولی اونچی مسجد اندرون بھاٹی گیٹ لاہور بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت قبلہ کی زیارت کے لئے بصد اشتیاق در دولت پر حاضر ہوا۔ دستور کے مطابق خادموں نے دیگر حاضرین کے ساتھ مجھے بھی نیچے والے کمرے میں بٹھا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت قبلہ بالائی منزل سے تشریف لائے اور میرے رو برو بیٹھ گئے۔ چونکہ پہلے کبھی زیارت کا اتفاق نہ ہوا تھا۔ میرے ذہن میں حضرت قبلہ کا جو نقشہ تھا اس سے حضرت سے مختلف دکھائی دیتے تھے۔ لہٰذا میں نے انہیں حضرت قبلہ کا خادم سمجھا آپؒ نے فرمایا۔ "آپ کہاں سے آئے ہیں؟" یہ بولے۔ "لاہور سے آیا ہوں"۔ فرمایا۔ "کیا کام کرتے ہو؟" عرض کیا۔ "مدرسہ نعمانیہ میں پڑھاتا ہوں" فرمایا "مولویوں کا فقیروں کے پاس آنے کا مطلب؟" یہ بولے "انہیں بھلا فقراء سے کیا عداوات ہو سکتی ہے"۔ فرمایا "عداوت نہیں مگر عالم کو یہاں آنے کی کیا ضرورت پڑی ہے؟" پھر فرمایا "مولوی غلام مرشد صاحب کیسے ہیں؟" یہ بولے "وہ بھی آپ جیسے ہیں"۔ (مطلب یہ کہ وہ بھی فقراء کے منکر ہیں) فرمایا "اور مولوی احمد علی صاحب؟" یہ بولے "وہ بھی فقراء کو نہیں مانتے"۔ حضرت قبلہ بولے۔ "آپ تو خفا ہو گئے؟" "آپ کی باتیں ہی ایسی ہیں"۔ حضرتؒ

نے فرمایا "آپ کو کیا کام ہے؟" یہ بولے "حضرت میاں صاحب قبلہ سے ملنا ہے"۔ حضرت قبلہ انہیں چھوڑ کر دوسرے آدمی کی طرف متوجہ ہو گئے۔ برابر سے ایک آدمی نے مولانا صاحب کو اشارہ سے بتایا کہ حضرت قبلہ آپ ہی ہیں۔ یہ سناٹے میں رہ گئے۔ ترکی بہ ترکی سوال و جواب پر بہت نادم و پشیمان تھے کہ کس کام کو آئے تھے اور کیا کر بیٹھے۔ تمام آدمیوں سے مل کر جب حضرت قبلہ صاحبؒ واپس جانے لگے تو یہ احتراماً اٹھے۔ لوگوں نے اشارہ سے کہا کہ خدارا اب ایسا نہ کیجئے۔ حضرت قبلہ کو یہ احترام پسند نہیں بلکہ الٹا خفا ہوتے ہیں۔ یہ خاموشی سے بیٹھ گئے۔ خود کردہ را علاج نیست!

چند لمحے گزرے تھے کہ حضرت قبلہ کشف المحجوب کی جلد ہاتھ میں لئے نیچے تشریف لا رہے تھے۔ انہیں دیکھ کر بولے۔ "چار جگہ نشانیاں رکھ دی ہیں دیکھ لیں"۔ فرما کر اوپر چلے گئے اور یہ کتاب کھول کر پڑھنے لگے۔ پہلی نشانی کو دیکھا تو لکھا تھا "قرآن پاک کی تلاوت بلاناغہ کرنی چاہیے۔ دوسری نشانی پر درج تھا برادری میں کسی سے مخالفت پیدا نہ کرو۔ اگلی نشانی پر لکھا تھا فقراء کی صحبت کو غنیمت جانو۔ چوتھی نشانی پر درج تھا حتی المقدور علماء کی خدمت کرو"۔ یہ جوں جوں پڑھتے تھے حیران ہو رہے تھے کہ کیونکہ دراصل یہ انہیں کے چار سوالوں کے جوابات تھے جو ان کے ذہن میں تھے اور حضرت قبلہ سے دریافت کرنا چاہتے تھے۔ سوچتے ہوئے ہاتھ کاندھے پر پڑے۔ دیکھا تو تولیہ غائب تھا۔ ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ دل نے رہنمائی کی کہ ہو نہ ہو حضرت قبلہؒ ہی لے گئے ہیں۔ اس قبولیت پر خوش ہو رہے تھے جو بظاہر کمتر مگر اب بہت بڑی نظر آ رہی تھی اس سوچ میں تھے کہ حضرت دوبارہ نیچے تشریف

لائے ہاتھ میں انہی کا تولیہ تھا۔ ان کے کاندھے پر ڈالتے ہوئے بولے "دیکھ لی کتاب؟" یہ عاجزی سے بولے "جی حضور اور تسلی بھی ہو گئی"۔ حضرت قبلہ کے اوپر جانے کے بعد تولیہ کے بارے میں پھر سوچنے لگے کہ حضرت قبلہؒ لے گئے پھر واپس بھی دے گئے۔ اس میں کیا حکمت تھی۔ کاندھے سے کھینچ کر جو جائزہ لیا تو ایک طرف گرہ لگی تھی۔ کھول کر دیکھا تو اس میں ایک روپیہ برائے کرایہ واپسی بندھا تھا۔ حضرت کے متعلق جیسا سنتے تھے اس سے کہیں بڑھ کر انہیں پایا۔ (اولیائے نقشبند از محمد امین شرقپوری)

اولیائے کرام کی خدمت میں حاضری کے وقت ممتحن بن کر نہیں جانا چاہیے بلکہ عاجزی و انکساری کے ساتھ حاضر ہونا چاہیے اولیاء اللہ پر دل کے حالات منکشف ہو جاتے ہیں وہ دل کے حالات سے آگاہ ہو کر آنے جانے والوں کے سوالوں کا خود بخود جائزہ لے کر جواب مرحمت فرما دیتے ہیں اس لئے اولیاء اللہ کی صحبت میں دل کو قابو میں رکھنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ دل میں بر خیال آنے کی وجہ سے کوئی نقصان ہو جائے۔

اس دور میں جب لوگوں کو مصیبت اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو پھر بزرگان دین اور اولیائے کرام کے آستانوں کا رخ کرتے ہیں۔ جب اللہ کا کرم ہوتا ہے مال اور دولت کی فراوانی ہوتی ہے۔ آرام و آسائش میں دن گزرتے ہیں تو نہ اللہ یاد رہتا ہے اور نہ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ وابستگی رکھنے کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ نہ اللہ کے بندے اور ان کی درگاہیں یاد آتی ہیں۔ انسان اللہ کے ذکر سے غافل ہو کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا باغی بن جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت میاں شیر

محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کے دور میں ایک شخص بہت غریب تھا۔ یہاں تک کہ دو وقت کے کھانے سے بھی تنگ تھا۔ مصیبت اور پریشانی میں حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلسلہ بیعت میں داخل ہونے کی درخواست کی۔ آپؒ نے درخوست کو قبول فرمایا اور چند دنوں کے بعد اپنی غربت و افلاس اور تنگ دستی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے دعا کے لئے درخواست کی۔ آپؒ نے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے کرم فرما دیا اور وہ رنگ محل کا بہت بڑا تاجر بن گیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے کرم کیا۔ کاروبار میں برکت ہو گئی۔مال و دولت کی فروانی ہوئی۔ وہ تاجر نماز چھوڑ بیٹھا۔ اس نے اللہ کا ذکر ترک کر دیا۔ پیر خانے کی محبت اس کے دل سے نکل گئی۔ اور دنیا کے لالچ و ہوس میں ایسا گرفتار ہوا کہ بائیس برس تک وہ شرقپور شریف میں حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کے لئے حاضر نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے گرفت ہوئی۔ اس تاجر کا کاروبار ختم ہو گیا۔ قرض خواہوں نے قرض کا مطالبہ کیا۔ پریشانی اور مصیبت میں دن کٹنے لگے۔ مصیبت کے ان دنوں میں ایک رات پریشانی کے عالم میں اسے خیال آیا کہ میں نے حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت کی تھی وہ میرے پیرو مرشد ہیں ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنی پریشانی کا اظہار کروں اور دعا کے لئے عرض کروں۔ وہ تاجر بائیس سال کے بعد دوبارہ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعا کے لئے عرض کیا۔ چونکہ اس تاجر کا اعتقاد اور یقین بزرگان دین کی دعاؤں پر نہیں رہا تھا وہ صرف مصیبت اور پریشانی کی وجہ سے حضور میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ

کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اس لئے آپ رحمتہ اللہ علیہ نے دعا فرمانے کی بجائے اس آدمی کو کرایہ دیا اور فرمایا کہ میں تو ولی کامل نہیں ہوں۔ پٹنہ شہر میں جاؤ۔ وہاں ایک ولی اللہ رہتا ہے ان کی زیارت کر کے آؤ۔ وہ تاجر آپ" کے حکم کی تعمیل میں پٹنہ شہر چلا گیا۔ وہاں گلیوں اور بازاروں میں کسی ولی کامل کے بارے میں دریافت کرتا رہا۔ کافی دن گزر گئے لیکن اللہ کے کسی نیک بندے کی نشان دہی نہ ہو سکی۔ وہ تاجر پریشانی کے عالم میں ایک دوکاندار کے پاس گیا اور اسے پوچھا کہ کیا پٹنہ شہر میں کوئی ولی کامل رہتا ہے؟ اسنے جواب دیا وہ سامنے والے گھر میں ایک اللہ کا نیک بندہ رہتا ہے جو بلا ضرورت گھر سے نہیں نکلتا اور لوگوں کا گمان ہے کہ اس شہر میں اگر کوئی نیک بندہ ہے تو وہی ہے اس تاجر نے اس گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ ایک آٹھ سالہ بچی گھر سے باہر نکلی اور اس نے اس تاجر سے پوچھا کہ کیا آپ شرقپور شریف سے آئے ہیں۔ وہ تاجر بہت حیران ہوا کہ شرقپور شریف اور پٹنہ کا بہت فاصلہ ہے اس لڑکی کو کس نے بتا دیا کہ میں شرقپور شریف سے آیا ہوں۔ وہ صاحب خانہ بزرگ جو بلا ضرورت گھر سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ انہوں نے اس تاجر کا استقبال کیا اور گھر کے اندر لے گئے۔ بڑی خدمت و تواضع کی اور وہ تاجر رات ان کے پاس رہا اور صبح نماز فجر پڑھنے کے بعد ان سے دعا کے لئے عرض کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ "اپنے پیر کے پاس جایا کرو"۔ وہ تاجر دوسرے دن بھی ان کے پاس رہا اور دوسرے دن نماز فجر پڑھنے کے بعد پھر دعا کے لئے عرض کیا تو انہوں نے پھر تلقین فرمائی کہ "اپنے پیر و مرشد کے پاس جایا کرو"۔ اس آدمی نے تیسرے دن پھر ان سے دعا کی درخواست کی وہ بزرگ بولے کہ

میں تو اپنا راز فاش نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن آپ نے مجھے اپنے راز ظاہر کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ لوگ مجھے غوث مانتے تھے۔ قطب مانتے تھے اور ولی تسلیم کرتے تھے لیکن مجھ سے کوئی ایسی خطا سرزد ہو گئی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو گیا اور میں تمام مقامات سے محروم ہو گیا۔ لاہور کے گلی کوچوں میں ننگا پھرتا تھا۔ مخبوط الحواس ہو گیا۔ جسم کے بال بڑھ گئے ایک دن لاہور کے ڈبی بازار کے چوک میں صبح کے وقت ننگا کھڑا تھا کہ آپ کے پیرو مرشد اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ نماز فجر کے بعد اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے گزر رہے تھے۔ آپؒ نے مجھے چوک میں ننگا کھڑے دیکھ کر فرمایا نبی کریم ﷺ کی سنت اور شریعت اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ آپ گلیوں اور بازاروں میں ننگے کھڑے رہیں۔ آپؒ نے اپنی چادر مبارک اتاری اور میرے اوپر دے دی اور فرمایا جاؤ اپنے گھر میں بیٹھ کر اللہ اللہ کیا کرو یعنی عبادت میں مصروف ہو جاؤ۔ جب حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی چادر مبارک میرے اوپر دی تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اتنا کرم فرمایا کہ میری چھنی ہوئی بزرگی بھی واپس عطا فرما دی اور کئی درجات بھی بلند فرما دیے۔ اتنے بڑے ولی کامل کے ہوتے ہوئے آپ میرے پاس دعا کے لئے کیوں حاضر ہوئے ہیں؟ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو کچھ میرے اوپر کرم فرمایا وہ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی دعا و برکت اور نگاہ کرم کا صدقہ ہے۔ آپ جائیں اور اعلیٰ حضرت شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ سے دعا کرائیں۔ وہ تاجر جب واپس لوٹا تو اعتقاد اور یقین کی دولت سے مالا مال تھا اور حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مقام و مرتبہ

کو خوب جان چکا تھا آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؒ نے دعا فرمائی اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کے کاروبار اور رزق میں برکت عطا فرمائی۔

مندرجہ بالا روایت سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ مرید کو اپنے پیر و مرشد کے ساتھ ہر حال میں کامل وابستگی رکھنی چاہیے اور مال و دولت دنیا کا حرص و لالچ اس کو پیرخانے کی محبت سے دور نہ رکھے کیونکہ مرید کو جو فیض بالواسطہ یا بلاواسطہ پہنچتا ہے وہ اپنے پیر و مرشد کے توسل سے ہی پہنچتا ہے۔ اس لئے پیرخانہ سے کامل وابستگی اور اعتقاد اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل محبت اور عشق کا باعث بنتا ہے۔

نگاہ مرشد کامل سے عشق مصطفیٰ حاصل
خدا کا قرب دیتی ہے محبت پیرخانے کی

مرنے کے بعد انسان کے تمام دنیاوی رشتے ٹوٹ جاتے ہیں مگر روحانی رشتے نہیں ٹوٹتے۔ پیر بھائیوں والا رشتہ ایک روحانی رشتہ ہے جو باقی رہے گا۔ اور مرنے کے بعد بھی قائم رہتا ہے اور قیامت کے روز بھی قائم رہے گا۔ پیر بھائیوں کو آپس میں محبت اور پیار سے رہنا چاہیے۔ حسد اور بغض کو دل میں جگہ نہ دینا چاہیے ایک دوسرے کی چغلی اور غیبت نہیں کرنا چاہیے کیونکہ غیبت ایک بڑا گناہ ہے اور غیبت کرنے والا عذاب قبر میں مبتلا رہے گا اور حسد اور بغض نیکیوں کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ ریاکاری اور خوشامد سے بچو۔ ریاکاری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شرک اصغر قرار دیا ہے اور مشرک کی بخشش نہیں ہو گی۔

عقیدت مند حضرات بزرگان دین کے آستانوں پر حاضری کے وقت لنگر

کھانے کی سعی میں مشغول رہتے ہیں۔ ایک دوسرے کو دھکے اور گالی گلوچ میں مصروف رہتے ہیں۔ عرس کے نظام کو درہم برہم کر دیتے ہیں۔ لنگر کھاتے وقت بوٹیاں تلاش کرتے ہیں یاد رکھو لنگر میں برکت ہوتی ہے شفا ہوتی ہے اس لئے لنگر سے بوٹیاں اور مرغن غذا تلاش کرنے کی بجائے برکت تلاش کرنی چاہیے اور لنگر کے ایک لقمہ میں بھی وہی برکت ہے جو کہ پیٹ بھر کر کھانے میں ہے۔ اس لئے عرس کے موقع پر افراتفری پھیلانے کی بجائے صبر اور تحمل سے کام لینا چاہیے نظام کو درہم برہم کرنے کی بجائے اپنے شیخ کی عقیدت و احترام کا خیال کرتے ہوئے جو کچھ لنگر سے مل جائے اسی میں ہی برکت سمجھنا چاہیے کیونکہ بزرگان دین کے آستانوں پر آدمی تزکیہ نفس ہدایت اور آخرت کی نجات کا طریقہ سیکھنے کے لئے جاتا ہے۔ بے صبری اور افراتفری تزکیہ نفس کی علامت نہیں ہوتی اور اگر صبر و تحمل حاصل نہ ہو تو ہدایت اور آخرت کی نجات کا راستہ ملنا بہت مشکل ہے اور صاحب عرس کے فیوض و برکات سے مالا مال ہونے کی بجائے محروم رہے گا۔

حضرت سلطان العافین بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ جن کے بارے میں حضرت مخدوم علی ہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ نے "کشف المحجوب" میں لکھا ہے کہ جس طرح جبرائیل علیہ السلام کا مقام فرشتوں کے اندر ہے اسی طرح بایزید بسطامیؒ کا مقام اولیاء اللہ میں ہے۔ ایک مرید تھا جس کو تبرک کھانے کا بہت شوق تھا وہ عبادت و ریاضت میں مشغول ہونے کی بجائے تبرک تلاش کرنے اور کھانے میں مصروف رہتا تھا۔ ایک دن حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا اپنی پوستین

کا ایک ٹکرا مجھ کو دیجئے کہ آپ کی برکت حاصل ہو۔ آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرا پوست بھی پہن لے تو کیا ہو گا۔ جب تک میرے والے عمل نہ کرے۔ (خزینہ معرفت از صوفی ابراہیم قصوری) اس لئے اولیاء کرام سے حصول برکت کا طریقہ یہی ہے کہ ان کی تعلیمات پر عمل کیا جائے ان کے طریقہ عمل کو اپنایا جائے۔ بغیر عمل کے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ پیر کامل کی بات کو غور سے سنو اس پر عمل کرو اور ان کے طریقہ عمل کو اپناؤ جو کہ وجہ خیرو برکت ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ (بنی اسرائیل:۳۱)

ترجمہ = اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو مفلسی کے اندیشہ سے۔

آج لوگ اپنے اپ کو اپنے بچوں کا خود رازق سمجھتے ہیں اور اپنی تمام تر صلاحیتیں رزق کمانے میں صرف کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر بہت کم یقین رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ اپنے رزق کی منصوبہ بندی کرتے ہیں کہ اگر بچے کم ہوں گے تو گھرانہ خوشحال رہے گا اور اگر بچے زیادہ ہوں گے تو خوشحالی نہیں ہوگی۔ اس لحاظ سے وہ لوگ فیملی پلاننگ (خاندانی منصوبہ بندی) پر عمل کرتے ہیں تاکہ بچے کم پیدا ہوں اور وہ خوشحال ہو جائیں۔ فیملی پلاننگ (خاندانی منصوبہ بندی) پر عمل کرنے والے مرد اور عورتیں مختلف بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور قانون قدرت کی مخالفت کی وجہ سے ان کے ہاں مفلوج بچے پیدا ہوتے ہیں۔ اور وہ بچے بڑے ہو کر اپنے والدین کے دست و بازو بننے کی بجائے ان پر بوجھ بن جاتے ہیں اور وہ لوگ خوشحال ہونے کی بجائے بیماریوں

اور مصیبتوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اگر لوگ اس بات پر یقین کریں کہ اللہ تعالیٰ خالق اور مالک ہے وہ رازق ہے اور اس نے کھانے کے لئے ایک منہ اور کمانے کے لئے دو ہاتھ مہیا کئے ہیں یعنی آمدنی کے اسباب زیادہ اور خرچ کے ذرائع کم پیدا کئے ہیں۔ تو خاندانی منصوبہ بندی کی ضرورت نہ رہے۔ لیکن ہم اسباب پر نظر رکھتے ہیں اور مسبب الاسباب پر اور خالق کائنات پر کماحقہ ایمان نہیں رکھتے۔ ہم اولیاء کاملین کی درگاہوں پر حاضری دیتے ہیں اور زائرین کو دیکھ کر یہ اندازہ اور تخمینہ لگانا شروع کر دیتے ہیں کہ ان کے وسائل تو بہت کم ہیں۔ یہ مہمانوں کے کھانے کا انتظام کیسے کرتے ہیں اور اجناس خوردنی کہاں سے آتی ہیں۔ ہم اپنی تمام تر صلاحیتیں اس چیز پر صرف کرتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے پاس ہزاروں لوگ حاضری دیتے تھے۔ آپؒ کے دور میں انگریز حکومت نے اجناس خوردنی پر پابندی لگا رکھی تھی کہ ایک ضلع کی کھانے پینے کی اشیاء دوسرے ضلع میں نہیں جا سکتیں تھیں۔ جس ضلع میں گندم چاول دالیں وغیرہ پیدا ہوں اس ضلع کے لوگ ہی ان کو استعمال کر سکتے تھے۔ حکومت وقت کو یہ بڑی تشویش تھی کہ حضرت میاں صاحبؒ اپنے مہمانوں کا خرچہ کیسے برداشت کرتے ہیں اور اپنے مہمانوں کی مہمان نوازی کے لئے وہ اتنا غلہ کہاں سے مہیا کرتے ہیں۔ انگریز حکومت نے اس بات کا جائزہ لینے کے لئے ایک ٹیم مقرر کی کہ آپ اندازہ لگائیں کہ حضرت میاں صاحبؒ کے لنگر کا خرچہ اور لوگوں کی خوراک کے لئے کتنا غلہ درکار ہے۔ اس ٹیم نے جائزہ لینے کے بعد گورنمنٹ کو یہ رپورٹ پیش کی کہ حضرت میاں صاحبؒ کے زائرین کی تعداد بہت زیادہ

ہے اور ضلع شیخوپورہ میں جو اجناس خوردنی پیدا ہوتی ہیں وہ ان کے لنگر کے لئے ناکافی ہیں۔ گورنمنٹ آف برطانیہ نے جب اس رپورٹ پر غور و خوض کیا انہوں نے اس رپورٹ کو اس بنیاد پر بوگس قرار دیا کہ اگر ضلع شیخوپورہ کی پیداوار حضرت میاں صاحبؒ کے مہمانوں اور زائرین کے لئے ہی ناکافی ہے باقی آبادی کے لوگ کہاں سے کھاتے ہیں اور اپنی ضروریات زندگی کہاں سے پوری کرتے ہیں۔ گورنمنٹ نے ایک دوسری گیارہ رکنی ٹیم تشکیل دی جس میں دس ارکان غیر مسلم اور ایک رکن مسلمان جو کہ چپڑاسی تھا۔ ان کو جائزہ لینے کے لئے شرقپور شریف میں حضرت میاں صاحبؒ کے پاس بھیجا۔ چپڑاسی اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ وہ گیارہ رکنی ٹیم جس کو حکومت وقت نے جائزہ لینے کے لئے شرقپور شریف بھیجا تھا ان کو دیکھ کر حضرت میاں صاحبؒ نے فرمایا یہ انگریز (چوہڑے) کہاں سے آئے ہیں؟ کس لئے آئے ہیں؟ کیا یہ لوگ نبی ﷺ کی سنت اور شریعت کی پابندی کے لئے کوئی قانون نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ تھوڑے وقفے کے بعد آپؒ نے خود ہی ارشاد فرمایا کہ سنت اور شریعت کی پابندی کے قانون کا نفاذ ان سے ممکن نہیں۔ آپؒ اٹھے اور ان کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ فرمایا۔ وہ سب لوگ حضرت میاں صاحبؒ کے ساتھ چل دیے اور آپؒ نے اپنے دست مبارک سے گودام کا دروازہ کھولا اور ان کے ہاتھ میں بمبو دے دیا اور اس ٹیم میں شامل اشخاص نے گودام میں پڑی ہوئی بوریوں میں بمبو مارنا شروع کر دیا۔ بوریوں میں سے کھانے پینے کی اشیاء کے بجائے اروڑی (دیسی کھاد) نکلتی تھی اور وہ غیر مسلم حکومتی نمائندے یہ دیکھ کر بڑے حیران ہوئے انگریزی زبان

میں آپس میں گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا یہ مسلمانوں کا دینی رہنما کیسا ہے؟ کہ اپنے مہمانوں کو اروڑی (دیسی کھاد) کھلاتا ہے اور وہ کھا کر چلے جاتے ہیں جب ان کی حیرانی کی انتہا ہو گئی تو حضرت میاں صاحبؒ نے ان کے ہاتھ سے بمبو پکڑا اور بوریوں میں انہی مقامات پر بمبو مارا جہاں وہ مار رہے تھے تو وہاں سے کھانے کی چیزیں نکلتی تھیں اور آپؒ فرماتے ہیں کہ یہ ہمارے ضلع شیخوپورہ کی بیگمی باسمتی کے چاول ہیں۔ یہ کوزہ مصری ہے یہ دالیں ہیں۔ یہ گندم ہے اور یہ آٹا ہے وہ لوگ یہ واقعہ دیکھ کر بے حد حیران ہوئے اور ان میں سے پانچ غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور دوسرے پانچ غیر مسلموں نے مجھے لالچ دیا کہ آپ یہاں رہ کر جاسوسی کریں اور کھوج لگائیں کہ یہ کھانے پینے کی اشیاء کہاں سے آتی ہیں؟ اور حضرت میاں صاحبؒ کے لنگر کا خرچہ کہاں سے آتا ہے؟ آپ کو ڈبل یعنی دوگنا تنخواہ اور آپ کے بچوں کا خرچہ جب تک آپ یہ ڈیوٹی سرانجام دیتے رہیں گے گورنمنٹ کی طرف سے مہیا کیا جائے گا اس بوڑھے شخص نے کہا میں لالچ میں آ گیا اور میں نے ان سے وہاں یعنی شرقپور شریف میں ٹھہرنے اور جاسوسی کرنے کا وعدہ کر لیا میری پوری کوشش کے باوجود مجھے کوئی پتہ نہ چل سکا کہ لنگر کے اخراجات اور کھانے پینے کی اشیاء کہاں سے آتی ہیں۔ میں ایک بوگس رپورٹ ہر روز تیار کرتا اور رپورٹ گورنمنٹ کو بھیج دیتا اور آفس کاپی چھپا کر رکھ دیتا۔ ایک دن حضرت میاں صاحبؒ تنہا بیٹھک میں تشریف لائے۔ میں نے عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے آپؒ کے دست مبارک کو چومنے کی کوشش کی۔ آپؒ نے سختی سے ہاتھ چومنے سے منع فرمایا اور جوش میں آ کر فرمایا کہ جا مر۔ حضرت میاں

صاحبؒ کے ارشاد فرمانے کی دیر تھی کہ میں کبھی چھت سے ٹکراتا اور کبھی زمین پر گرتا تھا۔ میری یہ کیفیت چند منٹ تک رہی کہ آپؒ کا ایک عقیدت مند حاضر ہوا اور اس نے حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ سے عرض کیا کہ حضرت آپؒ اس کو معاف فرما دیں۔ حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ مسلمان ہو کر غیر مسلموں کے لئے مخبری کا کام سرانجام دیتا ہے اسے شرم نہیں آتی۔ اس کو اندر بلاؤ۔ جب مجھے اندر بلایا گیا تو حضرت میاں صاحبؒ نے وہی الفاظ دہراتے ہوئے فرمایا۔ میں کون ہوں اللہ کی مخلوق کو رزق دینے والا۔ اللہ تعالیٰ ہی رازق ہے اور اپنی مخلوق کو رزق دیتا ہے اور آپ کو کیسے معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو کہاں سے رزق دیتا ہے اور اس کے خزانوں کا آپ سب کو کیسے علم ہو گا؟ کہ وہ اپنی مخلوق کے اخراجات کہاں سے پورے کرتا ہے اس بوڑھے آدمی نے جھوٹ بولا اور کہا یاحضرت میاں صاحبؒ میں تو مخبری نہیں کرتا۔ حضرت صاحبؒ جوش میں اٹھے اور آفس کاپیوں کے کاغذات جو کہ میں نے چھپا کر رکھے تھے وہ اٹھائے اور لاکر میرے منہ پر مار کر فرمایا یہ کیا ہے؟ (حضرت شیر ربانیؒ کا پیغام عصر حاضر کے نام۔ صفحہ ۳۸ تا ۴۱) لوگ تو ہمیں اندھا ہی سمجھتے ہیں۔ حضرت میاں صاحبؒ کے اس فرمان سے آپؒ کے ایمان، اللہ تعالیٰ پر توکل اور اس کے رازق ہونے کا قوی ثبوت ملتا ہے اور اس میں اہل اسلام کے لئے یہ درس ہے کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو اپنا خالق و مالک تسلیم کرتے ہوئے اسی کو دل و جان سے اپنا رازق بھی تسلیم کریں اور اپنے وسائل، کوشش اور محنت کو اپنا رازق نہ سمجھیں۔ اور خوشحال بننے کے لئے فیملی پلاننگ پر عمل کرنے کی بجائے اللہ

تعالیٰ پر توکل اور یقین رکھیں جو اللہ تعالیٰ ہمیں رزق دیتا ہے وہی ہماری اولاد کو بھی رزق دے گا۔ معمولی لالچ پر مسلمان حکام کو غیر مسلموں کی مخبری اور جاسوسی کو کسی صورت میں قبول نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ اسلامی ممالک کے زوال اور ان میں تخریب کاریوں کی وجہ وہی زر خرید مسلمان ہیں جنھوں نے لالچ اور ہوس کی بناء پر غیر مسلموں کی غلامی کو ترجیح دی اور مسلمان حکومتوں سے غداری کر کے غیر مسلموں کو پنپنے کا موقع مہیا کیا۔ حضرت میاں صاحبؒ کی فراست اور خداداد و روحانی قوت نے ہمیں یہ درس دیا کہ مسلمان کو رزق کے معاملے میں کسی غیر مسلم کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلانا چاہیے۔ اور بزرگان دین کے لنگر کے اندازے' جائزے اور تخمینے نہیں لگانے چاہئیں۔ کیونکہ وہاں آنے والے مہمان اور زائرین اللہ ہی کی مخلوق ہے اور وہ اس کا رازق ہے انسانی فہم و شعور میں اللہ تعالیٰ کے خزانے اور رزق کے وسائل نہیں آ سکتے۔ لوگوں کو اسباب کی بجائے مسبب الاسباب پر نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرنا چاہیے اور چند لقموں کے لئے لالچ میں آ کر غیر مسلموں کی جاسوسی کو اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامیؒ نے امام کے پیچھے نماز پڑھی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد امام صاحب نے پوچھا کہ آپؒ کا کھانا پینا کہاں سے چلتا ہے آپؒ نے اسے جواب دیا کہ ذرا صبر کرو پہلے میں نماز کا اعادہ کر لوں یعنی دوبارہ نماز پڑھ لوں پھر آپؒ کی بات کا جواب دوں گا کہ جو شخص روزی دینے والے کو نہ جانے اس کے پیچھے نماز روا نہیں۔

(خزینہ معرفت از صوفی محمد ابراہیم قصوری ص ۴۷)

اس پرفتن دور میں بغیر سوچے سمجھے لوگ اولیاء اللہ سے استمداد کو

شرک قرار دیتے ہیں اور بدعت کہتے ہیں شرک اور بدعت کی تعریف سے ناواقف ہونے کی بناء پر سادہ لوح لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ مخلوق خدا سے مدد طلب کرنا شرک اور بدعت نہیں ہے بلکہ مخلوق خدا کی عبادت کرنا شرک ہے۔ حضور نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب آپ لوگ کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائیں۔ چاہے وہ جنگل ہی کیوں نہ ہو تو آپ پکارو اعینونی یاعباداللہ "اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو"۔ (حوالہ مجمع الزوائد ج۱۰ ص۱۳۲) اگر مدد مانگنا شرک اور بدعت ہوتا تو کارخانہ دار مزدور سے، شاگرد استاد سے، آجر اجیر سے، کسان مزارعوں سے اور چھوٹا بڑے سے، غریب امیر سے اور غریب ملک امیر ملک سے مدد نہ مانگتے اگر مخلوق خدا سے مدد مانگنا چھوڑ دی جائے تو نظام کائنات معطل ہو کر رہ جائے گا اور یہ کارخانہ قدرت چل نہیں سکے گا۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ ہدایت کو انسانوں کے دلوں میں ڈال دے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو ہدایت دینے کے لئے انبیاء علیہم السلام کو اپنے اور مخلوق کے درمیان وسیلہ اور واسطہ مقرر فرمایا اور ان کے ذریعہ سے مخلوق خدا کو ہدایت فرمائی اگر عام مخلوق سے مدد مانگنے کے بغیر ہمارا گزارا نہیں ہے تو مصیبت اور پریشانی میں اولیاء کاملین سے مدد مانگے بغیر کیسے گزارہ ہو سکتا ہے اگر روز مرہ زندگی میں ایک دوسرے سے مدد مانگنا شرک اور بدعت نہیں ہے تو انبیاء رسل غوث و ابدال اور اولیاء کاملین جو اللہ تعالیٰ کی بہترین مخلوق ہے ان سے مدد مانگنا کیسے شرک اور بدعت ہو سکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ کی اتباع سنت کا شہرہ جب چار دانگ عالم میں عام ہوا تو ایک اہل حدیث عالم حضرت

میاں صاحبؒ سے ملاقات کے لئے شرقپور شریف حاضر ہوئے اور جامع مسجد حضرت میاں صاحبؒ کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے جب اس کی نظر مسجد میں لکھے ہوئے ان الفاظ پر پڑھی یَا شَیخ سید عَبد القادر جیلانی شَیئاً لِلہ مدد کن فی سَبیل للّٰہ ترجمہ= اے بزرگ عبدالقادر مجھے اللہ کے لئے کوئی چیز دو اور اللہ کے واسطے میری مدد کرو۔ اس اہل حدیث عالم نے دل میں خیال کیا کہ میں تو سمجھتا تھا کہ حضرت میاں صاحب شرقپوریؒ ایک ولی کامل ہیں لیکن یہ بھی تو بدعتی ہیں۔ اللہ کے نیک بندوں کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے اتقوا بفراسته المومن انه ینظر بنور الله (مومن کی فراست سے ڈرو وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے) حضرت میاں صاحبؒ خلاف معمول اپنے حجرہ مبارکہ سے اونچی اونچی آواز میں یا شیخ عبدالقار جیلانی شیا للہ پڑھتے ہوئے تشریف لا رہے تھے۔ جب اس اہل حدیث عالم کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا مدد کن فی سبیل للہ جب آپؒ نے یہ ارشاد فرمایا تو اہل حدیث عالم دین غش کھا کر مسجد کی صفوں پر بے ہوش ہو کر گر گیا اس کا پیشاب اور پاخانہ نکل گیا۔ اعلیٰ حضرت شرقپوری نے کچھ لوگوں کی مدد سے اس آدمی کو اٹھایا۔ غسل خانے میں لے گئے اس کو اور اس کے پیشاب آلودہ کپڑوں کو صاف کیا اور مسجد میں لٹا دیا اور آپؒ اپنے حجرہ میں تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کو ہوش آیا تو حاضرین نے پوچھا کہ آپ کو کیا ہوا تھا اس نے مندرجہ بالا اپنے دل کی کیفیت کا حاضرین سے اظہار کیا اور کہا کہ جب حضرت میاں صاحبؒ نے مَدَدْ کُنْ فِی سَبِیلِ لِلّٰہِ کہا تو حضرت شیخ سید عبدالقادر

جیلانیؒ میرے سامنے تشریف فرما تھے۔ آپؒ کا رعب و جلال اور دبدبہ برداشت نہ کر سکا اور بے ہوش ہو کر گر گیا۔ عالم بے ہوشی میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا کہ اگر مجھے کوئی بھی خلوص نیت سے مدد کے لئے پکارے تو میں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قدرت اور طاقت سے اس کی مدد کے لئے پہنچتا ہوں یہ تو حضرت میاں صاحبؒ ہیں۔ (خزینہ معرفت از صوفی محمد ابراہیم قصوری)

اس واقعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے نیک بندوں سے مصیبت و پریشانی یا عام حالات زندگی میں مدد مانگنا شرک اور بدعت نہیں ہے اگر شرک اور بدعت ہوتا تو حضرت میاں صاحبؒ شرقپوری جیسا متبع سنت ولی کامل کبھی بھی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے مدد نہ مانگتا اور آپؒ کا وظیفہ کبھی یَا شَیۡخ عَبۡدَالۡقَادِرۡ جِیۡلَانِیۡ شَیۡئًا لِلّٰہ مَدَدۡ کُنۡ فِیۡ سَبِیۡلِ لِلّٰہ نہ ہوتا۔ اگر گیارہویں شریف کا منانا غیر شرعی عمل ہوتا تو اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت میاں صاحب شرقپوریؒ جیسی شخصیت حضرت شاہ محمد غوث کے مزار اقدس پر گیارہویں شریف کی محفلوں میں شمولیت نہ فرماتے۔ گیارہویں شریف چند اعمال صالح کا مجموعہ ہے اور حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کا ہر سال میلاد مناتے تھے اور اس محفل میلاد سے لوگ بے حد متاثر ہوئے اور لوگوں کے اصرار پر آپؒ نے ہر مہینے محفل میلاد منعقد کرنا شروع کر دیا۔ آپؒ کے وصال کے بعد لوگوں نے ہر مہینے غوث پاک کی یاد میں گیارہویں شریف منانا شروع کر دی۔ آپ کے مریدین میں جو سرکاری ملازم تھے اپنی تنخواہ دس تاریخ کو ملتی تھی ان کے اصرار پر گیارہ تاریخ کو حضور غوث پاک کی سنت کے مطابق محفل میلاد منعقد کرنے

لگے جو کہ حقیقت میں محفل میلاد تھی۔ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ کا معمول تھا کہ آپؒ محفل میلاد میں قرآن خوانی، محفل ذکر ہدیہ درود و سلام ایصال ثواب احباب اور غرباء مساکین کو کھانا کھلانے کے ساتھ ساتھ وعظ و نصیحت فرماتے تھے۔ قرآن و سنت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قرآن کا ایک لفظ پڑھنے والے کو دس نیکیاں ملتی ہیں۔ دس گناہ معاف ہوتے ہیں اور دس درجے بلند ہوتے ہیں۔ اللہ کا ذکر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ محفل ذکر کو زمین سے لے کر آسمان تک فرشتے اپنے گھیرے میں لئے ہوئے ہوتے ہیں۔ محفل ذکر میں شمولیت کرنے والے جنت کی کیاریوں میں بیٹھنے کے مصداق ہیں اور محفل ذکر میں بلاضرورت بیٹھنے والا انسان اللہ کے نیک بندوں کی صحبت کی برکت سے بخشا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی صحبت اختیار کرنے والا بدبخت نہیں رہتا اور اس کی شقاوت بھی سعادت میں بدل جاتی ہے۔ ایصال ثواب نبی کریم ﷺ کے اپنے عمل سے صحابہ کرام کے عمل سے صلحاء امت کے عمل سے ثابت ہوتا ہے۔ (پیران پیر از پروفیسر محمد فیاض کاوش) برصغیر پاک و ہند کے عظیم روحانی پیشوا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ کا مندرجہ ذیل مکتوب اس پر شاہد عادل ہے۔

"چند سال قبل فقیر کا یہ طریق تھا کہ طعام پکاتا تو اس کا ثواب اہل عبا کی ارواح پاک کو نذر کر دیا کرتا جس میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ حضرت امیر (علی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرات امامین (حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین) رضی اللہ عنہما کو بھی

شامل کر لیتا۔ ایک رات فقیر نے عالم خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں فقیر نے سلام نیاز عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقیر کی طرف متوجہ نہ ہوئے بلکہ چہرہ مبارک پھیر لیا پھر ارشاد ہوا کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں کھانا کھاتا ہوں جس کسی نے مجھے طعام (کھانا) بھیجنا ہو وہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر بھیجا کرے۔ اس طرح معلوم ہوا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ نہ فرمانے کا باعث یہ تھا کہ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو شریک طعام نہ کرتا تھا بعد ازاں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلکہ تمام امہات المومنین کو جو اہل بیت ہیں شریک کر لیا کرتا اور تمام اہل بیت کو اپنے لئے وسیلہ بناتا"۔
(مکتوبات امام ربانی دفتر دوم حصہ ششم مکتوب۳۶)

مندرجہ بالا مکتوب سے عقائد اہل سنت واضح ہو رہے ہیں۔ (۱)ایصال ثواب کرنا جائز ہے۔ (۲)جس کو ایصال ثواب کیا جائے وہ اس کو پہنچتا ہے۔ (۳)ایصال ثواب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو شریک نہ کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناگوار گزرتا ہے۔ (۴)امہات المومنین یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات اہل بیت ہیں اور اہل بیت اطہار کو وسیلہ بنانا جائز ہے۔ غرباء' مساکین' دوست احباب کی مہمان نوازی اور کھانا کھلانا بھی خلاف سنت عمل نہیں ہے تبلیغ و وعظ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ کا معمول رہا ہے۔ اس لئے گیارہویں شریف میں کوئی عمل بھی خلاف سنت نہیں تھا۔ اس لئے گیارہویں شریف کو حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ کے طریقے کے مطابق منانا جائز ہے کیونکہ ولی کامل کا کوئی فعل خلاف سنت

نہیں ہوتا۔

نبی کریم ﷺ کے بارے میں قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ○ (پارہ۲۷ سورہ النجم آیت۳ تا ۴) ترجمہ= اور وہ تو بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے نہیں ہے یہ مگر وحی جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔

حضور نبی پاک ﷺ اللہ تعالیٰ کی رضا اور مرضی کے بغیر کوئی گفتگو نہیں فرماتے۔ آپ ﷺ کا ہر قول اور فعل اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہے اولیاء کاملین نبی کریم ﷺ کے نائب اور آپؐ کی روحانیت کاملہ کے وارث ہیں اس لئے ان کا کوئی کام بھی سنت کے خلاف نہیں ہوتا۔ اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رضا اور منشاء کے بغیر نہیں بولتے۔ عبدالمجید عتیقی جو کہ روزنامہ زمیندار سے وابستہ تھے وہ آنکھوں کے عارضہ میں مبتلا ہو گئے۔ بڑے بڑے حکیموں اور ڈاکٹروں سے علاج معالجہ کروایا لیکن شفایاب نہ ہو سکے۔ لوگوں نے مشورہ دیا کہ آپ شرقپور شریف جائیں اور حضرت میاں صاحبؒ سے دعا کی درخواست کریں۔ وہ شرقپور شریف میں آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؒ کے پاس کچھ اور لوگ بیٹھے ہوئے تھے عبدالمجید عتیقی نے سلام عرض کیا اور بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بیٹھے تھے کہ ان کے دل میں خیال آیا کہ میں نابینا ہوں اور اگر میری آنکھیں درست ہوتیں اور میاں صاحبؒ کو میں اپنا تعارف کرواتا کہ میں روزنامہ زمیندار میں ایک اعلیٰ سطح صحافی ہوں تو آپؒ میری طرف متوجہ بھی ہوتے اور میرا پرتپاک استقبال بھی کرتے کیونکہ میں نابینا ہوں اور محتاجی کی صورت میں حاضر خدمت ہوا ہوں

اس لئے آپؒ نے توجہ نہیں فرمائی۔ ان کے دل میں اس خیال کا آنا تھا کہ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری صاحبؒ نے ان کے گھٹنے کو ہاتھ لگایا اور فرمایا آپ تو ناراض ہو گئے ہیں میرا تو یہ خیال تھا کہ ان لوگوں سے فارغ ہو کر آپ کی تفصیلی بات سنوں۔ مجھے معاف کرنا ناراض نہ ہونا۔ عبدالمجید عتیقی سے آپؒ نے پوچھا کہ آپ کیسے تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا حضرت میاں صاحبؒ غلط دوائی ڈالنے کی وجہ سے میری آنکھوں کی بینائی جاتی رہی ہے۔ اس لئے آپؒ سے دعا کی درخواست ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ میری بینائی کو درست فرما دے۔ حضرت میاں صاحبؒ نے دعا نہیں فرمائی بلکہ آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رزق کے معاملے میں آپ کو کسی کا محتاج نہیں کرے گا۔ عبدالمجید عتیقی بار بار آنکھوں کی شفا کے لئے دعا کی درخواست کرتے تھے اور آپؒ جواب میں یہی ارشاد فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ رزق کے معاملے میں آپ کو کسی کا محتاج نہیں کرے گا۔ عبدالمجید عتیقی بڑے حیران تھے کہ میں آنکھوں کی صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں اور حضرت میاں صاحبؒ دعا کی بجائے یہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تجھے رزق کے معاملے میں انشاء اللہ کسی کا محتاج نہیں کرے گا۔ آپؒ نے عبدالمجید عتیقی صاحب کو کھانا کھلایا اور انہوں نے کھانا کھانے کے بعد حضرت میاں صاحبؒ سے واپسی کی اجازت طلب کی۔ حضرت میاں صاحبؒ نے ایک خادم کو عبدالمجید عتیقی صاحب کے ساتھ کرایہ دے کر بھیجا اور خادم بس کا ٹکٹ لے کر ان کو بس کی فرنٹ سیٹ پر بٹھا کر واپس آ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک تھانیدار صاحب تشریف لائے تو بس ڈرائیور نے عبدالمجید عتیقی صاحب

کو کہا کہ آپ پچھلی سیٹ پر چلے جائیں اور تھانیدار صاحب کو فرنٹ سیٹ پر بیٹھنے دیں۔ عتیقی صاحب کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے میری بینائی ختم ہو چکی تھی لیکن میرے اندر صحافیوں والا کروفر ابھی موجود تھا۔ میں نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں نے بھی ٹکٹ خریدا ہے اس لئے میں فرنٹ سیٹ کو چھوڑ کر پچھلی سیٹ پر کیوں جاؤں۔ بس ڈرائیور نے کنڈیکٹر کی مدد سے مجھے پکڑ کے بس سے نیچے اتار دیا اور میں کھمبے کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ بس مسافروں سے پر ہونے کے بعد ڈرائیور نے بس چلائی اور اس کا ٹائر پھٹ گیا۔ انہوں نے بس کا ٹائر بدلا پھر بس کو سٹارٹ کیا تو پھر ٹائر پھٹ گیا۔ انہوں نے دوسری بس والوں سے ادھار ٹائر لے کر ٹائر تبدیل کیا اور میں دل میں خیال کر رہا تھا کہ سنا تھا کہ اولیاء اللہ اور بزرگان دین مشکل کشا ہوتے ہیں مصیبتوں پریشانی میں مصیبت زدہ اور پریشان حال لوگوں کی مدد فرماتے ہیں لیکن میں تو ایک ولی اللہ کے پاس آ کر مصیبت میں پھنس گیا ہوں کہ بس والوں نے مجھے نیچے اتار دیا ہے اور میرا کوئی پرسان حال نہیں۔ عبدالمجید عتیقی کہتے ہیں ابھی میرے دل میں ایسے خیالات آ رہے تھے کہ حضرت میاں صاحبؒ نے اپنی بیٹھک سے خادم کو بھیجا کہ عتیقی صاحب کو کہنا کہ اگر انہیں ڈرائیور کہے کہ بس میں بیٹھ جاؤ تو بیٹھ جائیں کیونکہ ان کے پاس اور ٹائر نہیں ہے اور اگر یہ ٹائر پھٹ گیا تو مسافروں کو تکلیف ہو گی اور وہ اپنے کام کاج سے رہ جائیں گے۔ عبدالمجید عتیقی کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت شرقپوریؒ کا پیغام وہ خادم میرے کان میں سنا رہا تھا کہ اچانک بس ڈرائیور کے دل میں خیال آیا کہ جب سے ہم نے اس آدمی کو بس سے نیچے اتارا ہے اس وقت سے بس کا ٹائر پھٹ رہا ہے اور بس نہیں

چلاتی۔ بس ڈرائیور عتیقی صاحب کے پاس آیا اور ان کو فرنٹ سیٹ پر بیٹھنے کی درخواست کی اور تھانیدار پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا ڈرائیور نے بس کو سٹارٹ کیا اور مسافروں کو بھاٹی دروازہ میں لاری اڈہ پر اتارا۔ ڈرائیور اور تھانیدار نے عبدالمجید عتیقی سے پوچھا کہ آپ نے کہاں جانا ہے۔ عتیقی صاحب نے فرمایا کہ میں باغبانپورہ لاہور (گھاس منڈی) جاؤں گا۔ عتیقی صاحب کہتے ہیں کہ بس ڈرائیور اور وہ تھانیدار مجھے بس میں میرے گھر چھوڑ کر آئے۔ اللہ تعالیٰ نے میری لکھی ہوئی حکمت کی کتابوں کی اشاعت کا کچھ ایسا سلسلہ پیدا فرمایا کہ کتابوں کے کاروبار سے مجھے اتنی آمدن ہو جاتی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے واقعی رزق کے معاملے میں کسی کا محتاج نہ کیا اور مجھے ساری زندگی میاں صاحبؒ کے وہ الفاظ کہ "اللہ تعالیٰ آپ کو رزق کے معاملے میں کسی کا محتاج نہیں کرے گا"۔ یاد آتے تھے۔

حکیم عبدالمجید عتیقی صاحب کا میاں صاحبؒ سے بینائی کی صحت کے لئے دعا کی درخواست کرنا اور میاں صاحبؒ کا اس بات پر توجہ نہ کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی مرضی کے مطابق تھا اور آپؒ کا یہ فرمانا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو رزق کے معاملے میں کسی کا محتاج نہیں کرے گا یہ بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق تھا اس لئے میاں صاحبؒ کی تعلیمات اور معاملات ہمیں درس دیتے ہیں کہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہو۔ اگر کوئی دعا قبول نہ ہو تو پشیمان نہیں ہونا چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہنا چاہیے کیونکہ دعا تقدیر کو بدل دیتی ہے اگر کوئی نابینا محتاج اور حاجت مند آپ کے پاس آئے آپ اس سے حسن اخلاق سے پیش آئیں۔ اس کو کھانا کھلائیں اگر وہ نابینا

ہے تو سواری تک اس کے پہنچانے کا بندوبست کریں اور اس کے آمد و خرچ کا بھی انتظام کریں لیکن آج کل یہ معمول بن چکا ہے کہ امیر آدمی غریب محتاج اور نابینا کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ان کی خدمت کرنے کی بجائے ان کو جھڑکتے ہیں اور برا بھلا کہتے ہیں جو کہ اللہ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور اعلیٰ حضرت شیر ربانیؒ کے معمولات کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ حضرت میاں صاحبؒ کے عمل سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ آپؒ کو مسافروں کے ساتھ کتنی ہمدردی تھی اور محتاجوں کا کتنا خیال رکھتے تھے اور آپؒ کے تصرفات روحانی میں اللہ تعالیٰ نے کتنی برکت رکھی تھی۔ ایک بگڑا ہوا ڈرائیور جس نے عتیقی صاحب کو بس سے نیچے اتار دیا تھا اور تھانیدار ان سے بس میں فرنٹ سیٹ چھوڑ کر پچھلی سیٹ پر بیٹھنے پر رضامند ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے دل میں محتاج کی خدمت کا جذبہ ڈال دیتا ہے کہ وہ عتیقی صاحب کو بس سٹینڈ پر اتارنے کی بجائے بس سٹینڈ سے دور دراز شہر کے علاقے میں اتارتے ہیں اور ان سے معافی کی درخواست بھی کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے کہ هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ○ (پارہ ۲۷ سورہ الرحمٰن آیت ۶۰) ترجمہ = "کیا احسان کا بدلہ بجز احسان کے کچھ اور بھی ہوتا ہے"۔ عبداللہ بن ابی مرض الموت میں مبتلا ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے تو اس نے عرض کیا کہ جب وہ مرجائے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی نماز جنازہ پڑھیں اس کی قبر پر بھی تشریف فرما ہوں۔ پھر اس نے ایک آدمی بھیجا

اور عرض کیا کہ کفن کے لئے اسے قمیض بھی مرحمت فرمائی جائے۔ حضور ﷺ نے اوپر والی قمیض بھیجی۔ اس نے پھر گزارش کی کہ مجھے وہ قمیض چاہیے جو کہ آپ کے جسد اطہر کو چھو رہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پاس ہی بیٹھے تھے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ آپؐ اس ناپاک اور گندے کو اپنی پاک قمیض کیوں مرحمت فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ نے حقیقت سے نقاب اٹھایا اور فرمایا اے عمرؓ اس کافر اور منافق کو میری قمیض کچھ نفع نہیں پہنچائے گی۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے قمیض کیوں عطا فرمائی تو اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ جب جنگ بدر میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے گرفتار کئے گئے تو ان کی اپنی قمیض پھٹ گئی تھی حضور ﷺ نے انہیں قمیض پہنانا چاہی۔ کیونکہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ دراز قامت تھے عبداللہ بن ابی کا قد بھی بڑا لمبا تھا اس لئے اس کی قمیض کے سوا اور کوئی قمیض انہیں پوری نہ آئی۔ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے چاہا کہ ان کا یہ احسان دنیا میں ہی اتار دیا جائے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو یہ تعلیم دی کہ کسی سائل کو نہ جھڑکیے۔ اس لئے حضور ﷺ نے اس کے سوال کو رد نہ کیا اور سب سے بڑی وجہ وہی تھی جو حضور ﷺ نے خود بیان فرمائی کہ اس قمیض کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ایک ہزار منافقوں کو دولت ایمان سے مالا مال فرمائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اس سے اور بڑی برکت کیا ہو سکتی ہے۔ یہاں ایک چیز خوب ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ وہ بدنصیب جس کا خاتمہ کفر پر ہوتا ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا اٹل فیصلہ ہے کہ اس کی بخشش نہیں ہو گی اور اس کے

لئے کسی کی شفاعت قبول نہیں کی جائے گی لیکن صاحب ایمان کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو اس کے لئے اگر اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کے ہاتھ دعا کے لئے اٹھ جائیں تو مغفرت یقینی ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد ۲ سورہ التوبہ)

اولیاء کاملین اور اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ ہستیاں اتباع رسول ؐ کی برکت سے اعلیٰ مقام پر فائز ہوتی ہیں۔ اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ شرقپوری اتباع سنت کی عملی تصویر تھے اور جو کوئی آپؒ سے احسان کرتا تھا آپؒ بھی اس کا بدلہ نیکی سے مرحمت فرماتے تھے۔ حاجی دین محمد مرحوم خوشنویس کہتے تھے کہ حضرت میاں صاحبؒ نے ایک شخص کو قطعہ اسم ذات جو ان کے دست مبارک کا کتابت شدہ تھا چھپوانے کے لئے لاہور بھیجا۔ وہ شخص طباعت کے طریقوں سے واقف نہیں تھا اس کو کسی نے میرے پاس رہنمائی کے لئے بھیج دیا۔ اس شخص نے مجھے آکر بتایا کہ میں شرقپور شریف سے آیا ہوں اور حضرت میاں صاحبؒ نے مجھے یہ قطعہ اسم ذات چھپوانے کے لئے بھیجا ہے آپ اس سلسلہ میں میری رہنمائی کریں۔ حاجی صاحب موصوف نے قطعہ اسم ذات چھپوا کر اس آدمی کے سپرد کر دیا۔ حضرت میاں صاحبؒ کا خادم بہت خوش ہوا اور حاجی صاحب (دین محمد) سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اس کی طباعت کے کتنے اخراجات ہیں۔ مجھے بتاؤ تاکہ میں ادا کر دوں۔ حاجی دین محمد صاحب نے کہا میں اس کا کوئی معاوضہ نہیں لوں گا۔ آپ یہ قطعہ اسم ذات حضرت میاں صاحبؒ کی خدمت میں پیش کر دینا۔ حضرت میاں صاحبؒ کے خادم نے بار بار اصرار کیا کہ اس کا خرچہ آپ ضرور لے لیں۔ کیونکہ میاں صاحبؒ نے مجھے یہ خرچہ دے کر بھیجا ہے اگر آپ اس کا خرچہ نہیں

لیں گے تو حضرت میاں صاحبؒ ناراض ہوں گے۔ حاجی دین محمد صاحب نے کہا بھائی شکاری شکار کرنے کے لئے گھر سے نکلتا ہے کوئی باز مار لیتا ہے کوئی تیتر اور بٹیر پکڑ لیتا ہے۔ میرے شکار کے جال میں ایک شیر پھنس گیا ہے میں چند ٹکے لے کر اسے کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔ اس لئے آپ تشریف لے جائیں میں اس کا کوئی خرچہ وصول نہیں کروں گا۔ حضرت میاں صاحبؒ کا خادم وہ چھپا ہوا قطعہ اسم ذات لے کر چلا گیا اور اس نے وہ قطعہ اسم ذات میاں صاحبؒ کی خدمت میں پیش کر کے ماجرا بیان کر دیا۔ حاجی دین محمد صاحب خوش نویس کہتے تھے کہ اس بات کو چار سال کا عرصہ گزر گیا اور میں اس بات کو بھول چکا تھا۔ اچانک ایک دن میرے گھر کا دروازہ کسی نے کھٹکھٹایا میں نے مکان کی چھت پر سے جھانک کر دیکھا اور پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ اس شخص نے جواب دیا کہ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوریؒ آپ کو یاد فرما رہے ہیں اور گاڑی سنہری مسجد (لاہور) کے پاس کھڑی ہے۔ حاجی دین محمد کا بیان ہے کہ میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی میں بھاگتا ہوا سنہری مسجد کے پاس پہنچا اور گاڑی کو دیکھا تو وہ خالی تھی میں نے ڈرائیور سے پوچھا کہ بس تو خالی ہے حضرت میاں صاحبؒ کہاں ہیں؟ ڈرائیور نے جواب دیا کہ حضرت میاں صاحبؒ آپ کو شرقپور شریف میں بلا رہے ہیں۔ حاجی صاحب نے ڈرائیور کو بیس روپے نکال کر بطور کرایہ پیش کئے ڈرائیور نے وہ رقم لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ حضرت میاں صاحبؒ نے مجھے چالیس روپے بس کا آنے اور جانے کا کرایہ دے کر بھیجا ہے حاجی دین محمد صاحب خوشنویس بس میں بیٹھ گئے اور حضرت میاں صاحبؒ کی خدمت میں شرقپور شریف حاضر ہو گئے اور کھانا

کھانے کے بعد حضرت میاں صاحبؒ نے ان کو اپنے گھر کی بالائی منزل پر طلب فرمایا اور حاجی دین محمد صاحب ان کے حکم کی تعمیل میں بالائی منزل پر گئے اور دیکھا کہ چارپائیاں بچھی ہوئی ہیں اور ان پر کھلی کتابیں پڑی ہیں اور اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوریؒ ایک چارپائی پر تشریف فرما ہیں اور مطالعہ میں مصروف ہیں۔ جب انہوں نے حاجی دین محمد صاحب کو دیکھا تو ایک چارپائی کی کتابیں اٹھا کر دوسری چارپائی پر رکھ دیں اور حاجی دین محمد صاحب کو چارپائی پر بیٹھنے کا حکم دیا اور خادم کو اشارہ فرمایا تو وہ خادم ایک کلاہ اور لنگی لے کر حاضر خدمت ہوا۔ حضرت میاں صاحبؒ نے نہایت شفقت اور مہربانی فرماتے ہوئے کلاہ حاجی دین محمد کے سر پر رکھ دی اور اپنے دست مبارک سے وہ لنگی گلے پر باندھ دی (دستار بندی فرما دی) اور ان کے کوٹ کی جیبوں میں روپے بھرنے شروع کر دیے۔ حاجی دین محمد صاحب نے عرض کیا کہ یا حضرت میاں صاحبؒ آپ یہ کیا کر رہے ہیں اعلیٰ حضرت شرقپوریؒ نے ارشاد فرمایا دین محمد خاموش رہو۔ اس وقت میرا خادم نہیں بولا تھا (یعنی قطعہ اسم ذات کے خرچہ کی ادائیگی کے وقت) اب آپ نہیں بول سکتے۔ حضرت میاں صاحبؒ نے حاجی دین محمد صاحب کے کوٹ کی جیبیں روپوں سے بھر دیں اور بس ڈرائیور کو حکم دیا کہ دین محمد کو لاہور چھوڑ آؤ۔ حاجی دین محمد صاحب کا بیان ہے کہ جب میں سوار ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بوری چاول اور ایک بوری شکر بس میں پڑے ہوئے ہیں اور میں نے خیال کیا کہ میں شکر اور چاولوں کو کیا کروں گا لیکن جب گھر پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے گھر کے سامنے آدمیوں کی ایک لمبی قطار لگی ہوئی ہے میں نے ان سے پوچھا کہ آپ

یہاں میرے گھر کے سامنے کیوں کھڑے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں معلوم ہوا تھا کہ دین محمدؐ حضرت میاں صاحبؒ کے پاس شرقپور شریف گئے ہوئے ہیں وہاں سے تبرک لائیں گے اور ہم ان سے تبرک لیں گے۔ حاجی صاحب موصوف بیان کرتے ہیں کہ میں نے ردی کاغذوں میں تھوڑے تھوڑے چاول اور شکر ڈال کر لوگوں میں تقسیم کرنا شروع کی۔ یہاں تک کہ وہ دونوں بوریاں ختم ہو گئیں اور پھر مجھے اس حکمت کا پتہ چلا کہ حضرت میاں صاحبؒ نے یہ دو بوریاں کیوں دی تھیں۔

مندرجہ بالا واقعہ کو قران و سنت کی روشنی میں بنظر غائر دیکھا جائے تو حضرت میاں صاحبؒ نے قرآن و سنت کے مطابق عمل کرتے ہوئے احسان کا بدلہ احسان سے دیا۔ بعض لوگوں کے ذہنوں میں یہ شکوک و شبہات گردش کرتے رہتے ہیں کہ پیران عظام اپنے عقیدت مندوں سے بلامعاوضہ کام لیتے ہیں اور ان کے اخراجات کا کوئی خیال نہیں رکھتے۔ حضرت میاں صاحبؒ کے عمل سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ آپ نے بس ڈرائیور کو آنے جانے کا کرایہ دے کر بھیجا اور اپنے خادم کو قطعہ اسم ذات کی طباعت کے لئے خرچہ بھی دے کر بھیجا اور آپؒ کسی سے بلامعاوضہ کام لینا پسند نہیں فرماتے تھے اس لئے ہمیں بھی میاں صاحبؒ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے احسان کا بدلہ احسان کے ساتھ دینا چاہیے نہ کہ نیکی کا بدلہ برائی دے دینا چاہیے۔ جیسا کہ اس دور میں لوگوں کا شعار بن چکا ہے اور ہر مسلمان کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ وہ بلامعاوضہ کسی سے کام نہ لے آپؒ کا یہ عمل امیرو غریب علماء و مشائخ اور انسانی زندگی سے تعلق رکھنے والے ہر شعبہ کے لوگوں کو رہنمائی مہیا کرتا

ہے۔

اسلامی معاشرے میں ہزاروں مسلمان ہیں جن کو داڑھی کی اہمیت معلوم نہیں۔ ان کے ذہنوں میں یہی ہے کہ کوئی داڑھی رکھے یا نہ رکھے کوئی فرق نہیں پڑتا حالانکہ ان حضرات کے دلوں میں رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور پیروی کا جذبہ موجود ہوتا ہے۔ لیکن صرف ناواقفی کی وجہ سے اس موکد ترین سنت سے محروم رہتے ہیں۔ مرد کے لئے داڑھی اللہ تبارک و تعالیٰ کا عطیہ ہے جو مرد کو اس کی زینت کے لئے عطا کیا گیا۔ حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے یوں کہتے ہیں "پاک ہے وہ ذات جس نے بنی آدم کے مردوں کو داڑھی سے زینت عطا فرمائی" (احیاء العلوم، لمعتہ الضحیٰ) لیکن شیطان مردود کو کب گوارا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا عطا کردہ انعام اولاد آدم کے پاس رہے۔ چنانچہ اس نے مقابلہ میں قسم کھا کر کہا تھا اے اللہ میں آدم کی اولاد کو حکم کروں گا فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ تیری پیدا کی ہوئی نعمتوں کو بدل ڈالیں گے۔ ان نعمتوں میں سے ایک نعمت داڑھی بھی ہے (تفسیر مبارکہ) اور سب سے پہلے شیطان کے اس داڑھی منڈوانے والے حکم کی تعمیل قوم لوط نے کی جس قوم پر پتھر برسائے گئے (در منثور) اور برصغیر پاک و ہند میں یہ خباثت شیطان نے انگریز کے ذریعے کی انگریز نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کو اسلام سے دور نہیں کیا جا سکتا تو اس نے یہ سکیم سوچی کہ مسلمانوں کو شعائر سے دور کر کے کمزور کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے اسلام کے ہر حکم کی عملی طور پر مخالفت شروع کر دی۔ کھانا کھڑے ہو کر، پینا بائیں ہاتھ سے، کھڑے ہو کر پیشاب کرنا اور داڑھی منڈوانا وغیرہ۔

کتنے دکھ کی بات ہے کہ آج رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھنے والا مسلمان حضور نبی کریم ﷺ کے موکد ترین حکم کو ترک کر کے انگریز کی مکروہ ترین تابعداری میں مصروف ہو کر رہ گیا ہے اور مسلمان کمزور سے کمزور ہوتا جا رہا ہے ایک وہ دور تھا کہ والی دمشق سلطان حسن بن محمد نے داڑھی منڈوانے والوں کو ملک بدر کرنے کا حکم دیا تھا اور آج کا دور ہے کہ بڑے بڑے شرفاء بڑی بے باکی سے حضور نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کی سنت پر قینچی' استرا اور بلیڈ چلا رہے ہیں۔ ایک وہ وقت تھا کہ مٹھی بھر باریش مسلمانوں نے بے ریش پارسیوں کو بھگا دیا تھا اور جب ان کا بادشاہ یزدگرد بھاگ کر چین جا نکلا اور اس نے خاقان سے فوجی امداد طلب کی تو خاقان نے مسلمانون کی اتباع سنت اور عشق مصطفیٰ کی باتیں سن کر جواب دیا اے یزدگرد میں تجھے اتنی فوج تو دے سکتا ہوں کہ جس کا ایک سرا چین ہو اور دوسرا ایران میں ہو لیکن ایسی قوم کو شکست نہیں دی جا سکتی ایسی قوم تو اگر پہاڑ سے ٹکرا جائے تو پہاڑ کو پاش پاش کر سکتی ہے۔ لیکن اے مسلمان آج اپنی حالت کو دیکھ۔ اے مسلمان ایک وقت تھا کہ تو نے دنیائے کفر کو گیند کی طرح آگے لگا رکھا تھا اور بحر ظلمات کے ساحل پر جا دم لیا تھا اور آج تو خود کفر کے سامنے گیند کی طرح بھاگ رہا ہے آخر کیوں! سنت کی پابندی چھوٹی اللہ کی رحمت روٹھی۔(داڑھی کی اہمیت از مولانا محمد امین)

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے میری امت مشرکوں کی مخالفت کرو۔ مونچھیں پست کرو اور داڑھی بڑھاؤ۔ (داڑھی کی اہمیت از مولانا محمد امین) حضور ﷺ نے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں پست کرنے کا حکم

دیا اور فرمایا کہ اہل کتاب کی مخالفت کرو۔ (طبرانی، لمعتہ الضحیٰ) مزید فرمایا کہ مجوسی مونچھیں بڑھاتے ہیں اور داڑی منڈواتے ہیں تم ان کی مخالفت کرو۔

رسول اکرم ﷺ کی داڑھی مبارک گھنی تھی اور سینہ کو بھرتی تھی۔ ایک روایت کے مطابق حضور ﷺ کی داڑھی مبارکہ بڑی تھی۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی داڑھی مبارکہ بھی گھنی تھی۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی مبارکہ پتلی اور لمبی تھی۔ حضرت سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی مبارکہ عریض تھی اور سینہ مبارکہ کو بھرتی تھی۔ یونہی اولیاء کرام اور بزرگان دین کی داڑھیاں بھی پوری تھیں۔ (احکام الملہ الحقہ فی تفیق قاطع اللحیہ صفحہ ۲۰ مولف حضرت مولانا شاہ محمد سلامت اللہ صاحبؒ)

مرد کے لئے داڑھی کا مونڈنا حرام ہے داڑھی مونڈنا منوانا ممنوع ہے۔ (اشعتہ اللمعات فتح العین از لمعتہ الضحیٰ۔ درمختار) حضرت سیدنا کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ آخر زمانہ میں ایسی قومیں ہوں گی جو داڑھیاں کٹائیں گی ان کا دین میں اور آخرت میں حصہ نہیں ہے۔ (لمعتہ الضحیٰ) داڑھی منڈوانے سے معاذ اللہ رسول اللہ ﷺ کی دل شکنی ہوتی ہے اور آپؐ ناراض ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر سر محمد اقبال کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ ایران میں ایک کمرہ میں بیٹھا داڑھی منڈوا رہا تھا کہ ایک درویش آیا اور اس نے دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر میری طرف گھور گھور کر دیکھنا شروع کیا۔ میں سمجھ گیا کہ

وہ کیوں تیز نظروں سے دیکھ رہا ہے۔ میں نے کہا بھائی کیا دیکھتا ہے اپنا منہ ہی چھیل رہا ہوں۔ کسی کا دل تو نہیں دکھا رہا۔ اس نے فوراً کہا ہاں جناب آپ نے کسی کا دل تو نہیں دکھایا لیکن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل ضرور دکھایا ہے (جن کی سنت برباد کر رہے ہو) اس درویش کے اس جواب کا میرے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ (داڑھی کی اہمیت۔ مولانا مفتی محمد امین)

مسلمان بھائیو! یہ صرف درویش کا کہنا ہی نہیں کہ داڑھی منڈوانے سے حضور علیہ السلام کا دل دکھتا ہے بلکہ حقیقت بھی یہی ہے چنانچہ جب ایران کے بادشاہ خسرو پرویز کے حکم سے والئ یمن نے دو آدمیوں کو دربار رسالت میں بھیجا ان دونوں کی مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں اور داڑھیاں منڈی ہوئی تھیں۔ ان کی اس مکروہ شکل کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چہرہ انور پھیر لیا اور فرمایا خدا تمہیں خوار کرے تمہیں کس نے یہ حکم دیا انہوں نے کہا ہمارے رب یعنی خسرو پرویز نے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مگر میرے رب نے مجھے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں پست کرنے کا حکم دیا ہے۔

مسلمانو! مقام غور ہے کہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والو! ذرا گریبان میں منہ ڈال کر سوچو۔ جس سرکار کو کافروں کی ریش بریدہ شکل دیکھ کر نفرت آتی ہے حالانکہ کافروں کو ان کے مذہب میں داڑھی کا حکم نہیں تھا۔ تو اے مسلمان تیری ریش بریدہ شکل دیکھ کر حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہوں گے یا ناراض؟ روز قیامت جب تو شفاعت حاصل کرنے کے لئے دربار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو گا تو خود سوچ کہ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھ پر کتنے ناراض ہوں گے اور اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ناراض ہو گئے تو سوچ لے تیرا ٹھکانہ کہاں ہو گا۔

بعض حضرات معمولی سی خش خشی داڑھی رکھ لیتے ہیں اور اسے ہی مسنون داڑھی سمجھتے ہیں یہ غلط ہے بلکہ داڑھی کی حد قبضہ (مٹھی بھر ہے) اس سے کم کی تو یہ مسنون داڑھی نہ ہو گی۔ ایمانداری سے بتائیں کہ داڑھی منڈوانے سے شیطان راضی ہوتا ہے یا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ راضی ہوتے ہیں کسی کا دل مانے نہ مانے جواب تو یہی ہے کہ داڑھی منڈوانے سے شیطان خوش ہوتا ہے اللہ اور رسول اللہ ﷺ ناراض ہوتے ہیں اور اس کے برعکس داڑھی رکھنے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب پاک ﷺ راضی ہوتے ہیں اور شیطان ناراض ہوتا ہے۔ پھر یہ کہاں کی عقلمندی ہے کہ اللہ جل جلالہ' اور رسول اللہ ﷺ کو ناراض کر کے شیطان کو خوش کیا جائے۔ قرآن حکیم کا بار بار یہی ارشاد ہے کہ شیطان کی اطاعت نہ کرو۔ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ تم بھی اس سے دشمنی کرو۔ میرے عزیز دوستو! نفس اور شیطان نے ہمیں اندھیرے میں رکھا ہوا ہے جب ہماری آنکھیں بند ہوں گی اس وقت ہمیں اس سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر ہو گی مگر اس وقت پچھتانا کسی کام نہیں آئے گا۔

بعض مسلمان جب داڑھی کے متعلق احکامات سنتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ کیا اسلام داڑھی میں رکھا ہوا ہے؟ کیا اسلام نماز اور روزہ میں رکھا ہوا ہے؟ قابل غور بات ہے کہ اسلام داڑھی میں بھی نہیں اسلام نماز میں بھی نہیں اسلام روزہ میں بھی نہیں تو کیا اسلام رشوت ستانی میں ہے یا ذخیرہ اندوزی' غنڈہ گردی' کم تولنے' کم ناپنے' دھوکہ دہی اور بدمعاشی میں رہ گیا

ہے۔ مسلمانوں یہ سب نفس اور شیطان کے ہتھ کنڈے ہیں ورنہ اسلام حضور ﷺ کی سنت میں ہی ہے۔ جب مسلمان سنت کا پابند ہو جائے گا تو دل میں محبت الٰہی پیدا ہو گی اور جیسے جیسے محبت الٰہی بڑھتی جائے گی دنیا کی محبت ختم ہو جائے گی تو ان معاشرتی' معاشی' سیاسی برائیوں' رشوت' ڈکیتی' غنڈہ گردی' دھوکہ دہی وغیرہ کا خاتمہ ہو جائے گا اور ان برائیوں کا نشان نہ رہے گا۔

مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد رحمتہ اللہ علیہ' حضرت مفتی مظہر اللہ دہلویؒ اور حضرت مولانا اصغر علی روحی کے فتاویٰ کے مطابق داڑھی منڈوانے اور کتروانے والے کے پیچھے نماز خواہ فرض ہو یا سنت یا تراویح ہو مکروہ تحریمی ہے۔ اگر حالت مجبوری میں ان کے پیچھے نماز پڑھ لی یا پڑھنے کے بعد حال معلوم ہوا تو نماز دوبارہ پڑھے اگرچہ وقت جا رہا ہو اور مدت گزر چکی ہو۔ داڑھی کترے آدمی سید' قاری' حافظ' عالم فاضل ہونے سے مستحق امامت نہیں ہو سکتے۔ اگر کسی مسجد میں امام داڑھی کترا ہے وہ مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں چلا جائے کیونکہ داڑھی کا قبضہ بھر سے کم رکھنا خلاف سنت رسول اللہ ﷺ ہے اس فعل کی وجہ سے بے شک وہ شخص فاسق ہو گیا ہے۔ (داڑھی کی اہمیت از مولانا مفتی محمد امین)

حضرت میاں صاحبؒ سنت اور شریعت کی خلاف ورزی کو ناپسند فرماتے تھے اور داڑھی جو شعائر اسلامی میں سے ایک بہت بڑا شعار اور سنت موکدہ ہے کے منڈوانے والوں سے ملاقات نہیں فرماتے تھے اور اگر کسی داڑھی منڈوانے والے سے ملاقات ہو جاتی تو اس کی اصلاح بڑے حسین انداز سے

فرما دیتے تھے۔ "انقلاب الحقیقت" میں تحریر ہے کہ حضرت قبلہ میاں صاحبؒ بالا خانے سے تشریف لائے۔ مکان کا نچلا حصہ زائرین سے پر تھا۔ حضرت قبلہ دوزانو بیٹھ گئے اور ایک طرف سے ملاقات فرمانے لگے۔ ایک صاحب قریب آئے اور اس سے پوچھا کیا نام ہے۔ عرض کیا بہاؤلا۔ فرمایا کہ "بہاؤلا کیا بہاؤ الدین ہو گا نام" اس کی منڈی ہوئی ٹھوڑی پر ہاتھ رکھ کر فرمایا "بہاؤ الدین یہ کیا؟ نام بہاؤ الدین اور یہ چہرہ مسلمان کے مسلمان اور بے ایمان کے بے ایمان اس کی دونوں مونچھیں پکڑ کر زور سے کھینچنے لگے اور فرمانے لگے لا الہ الا اللہ انگریز رسول اللہ اور طمانچے بھی دیئے تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کس کے ساتھ آئے ہو؟ فرمایا میاں صاحبؒ کے ہمراہ آیا ہوں۔ ایک نوجوان کی طرف اشارہ کر کے بولا۔ حضرت قبلہؒ اس کی طرف بڑھے۔ یہ چوبیس پچیس سال کے خوبرو نوجوان تھے۔ داڑھی خوب چٹ۔ حضرت قبلہ میاں صاحبؒ نے نام دریافت کیا۔ بولا حسین۔ حضرت نے فرمایا کیا حسین ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ حضرت قبلہ میاں صاحبؒ نے اس کی ٹھوڑی کو ادھر ادھر گھمایا "دیکھو یہ حسین کی شکل ہے؟ یہ حسین ہے"۔ اسی اثناء میں اس کے تین چار طمانچے رسید کئے اور فرمایا کہو لا الہ الا اللہ انگریز رسول اللہ لا الہ اللہ لندن کعبتہ اللہ۔ وہ بیچارہ مارے خوف کے کانپ رہا تھا۔ حاضرین بھی دم بخود تھے۔ اس سے پھر ارشاد کیا "اپنے باپ دادا بھی دیکھے تھے وہ بزرگ تھے۔ لوگ ان کے مزار پر حاجات طلب کرنے کے لئے جاتے ہیں کیا وہ اسی شکل و صورت کے تھے۔ کہتے ہوئے دو تین طمانچے اور جڑ دیئے اس سے دریافت فرمایا۔ "کتنی زمین کے مالک ہو؟" عرض کیا چودہ مربعے ہیں۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا "اتنا

دے رکھا ہے پھر یہ حالت ہے"۔ دریافت کیا کیا کام کرتے ہو۔ اس نے کہا زیلدار ہوں۔ فرمایا "یہاں کس کام کے لئے آئے ہو"۔ عرض کیا کپتان صاحب آئے ہوئے ہیں ان سے ملنے کے لئے چلا آیا ہوں۔ حضرت قبلہ میاں صاحبؒ نے ارشاد فرمایا لوگوں کے فیصلے گھر پر ہی کر دیا کرو۔ صورت و سیرت مسلمانوں کی اختیار کرو۔ انگریزوں کے جو افسر گھر آ جائیں ان کی خدمت کر کے ٹال دیا کرو ان کے پیچھے دوڑنے کی ضرورت نہیں نیز فرمایا آج دوپہر کا کھانا یہیں کھانا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کا ہاتھ پکڑ کے کوٹھے پر لے گئے راز دار تاڑ گئے کہ حسین نے مار تو کھائی ہے لیکن جس کام کے لئے آئے تھے وہ بن گیا۔ حضرت میاں صاحبؒ خلاف سنت کام کو برداشت نہیں کرتے تھے۔ چاہے وہ کام غریب کرتا تھا یا اس پر کسی امیر کا عمل ہوتا تھا۔ آپ لوگوں کو تلقین فرماتے تھے داڑھی پوری رکھو۔ اپنے چہروں' لباس اور وضع قطع کو سنت نبویؐ کے مطابق ڈھالو۔ (اولیائے نقشبند از محمد امین شرقپوری) اس دور میں سنت کی پابندی کی اشد ضرورت ہے کیونکہ ایسے گئے گزرے دور میں جو سنت پر عمل کرے گا حضور علیہ الصلوۃ و السلام نے ایسے شخص کے لئے بشارت دی ہے کہ وہ قیامت کے روز ان کے ساتھ ہو گا المرء مع من احب بلکہ اسے ۱۰۰ شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ اہل اسلام کو بالعموم اور متوسلین آستانہ عالیہ شرقپور شریف کو بالخصوص حضرت میاں صاحبؒ کی تعلیمات پر عمل کرنا چاہیے۔ داڑھی سنت کے مطابق رکھنی چاہیے اور داڑھی منڈوانے والے اور کترانے والے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ کیونکہ امام اعظم ابوحنیفہؒ بدعتی کے پیچھے نماز کو جائز تجویز نہ فرماتے تھے۔ (احکام الملہ الحقہ فی

تفیق قاطع اللحیہ صفحہ ۲۳ مولفہ حضرت مولانا شاہ محمد سلامت اللہ صاحبؒ) کیونکہ اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ میری سنت کو اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔ (احکام المہ الحقہ فی تفیق قاطع اللحیہ صفحہ ۲۳ از حضرت مولانا سلامت اللہ صاحبؒ) نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل جنت کی طرف لے جاتا ہے اور خلاف سنت امور جہنم میں ڈال دیتے ہیں اس لئے اتباع سنت ہر کلمہ گو مسلمان کے لئے ضروری ہے اور سنت کا احیاء اس دور میں نہایت ضروری ہے کہ جو آدمی خود سنت پر عمل کرتا ہے اور دوسرے لوگوں کو اس کی ترغیب دیتا ہے اس کو بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا کہ عمل کرنے والے کو ملتا ہے حضور ﷺ کا فرمان عالی شان ہے اَلدَّالُ اِلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ (الحدیث بحوالہ ماہنامہ نور اسلام امام اعظم نمبر) نیکی کی ترغیب دینے والا اس کے کرنے والے کی مانند ہے۔

اعلیٰ حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ ٹوپی پر پگڑی باندھ کر سنت نبویؐ پر عمل کی تلقین فرماتے تھے۔ آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرو اکیلی ٹوپی عیسائی پہنتے ہیں اور اکیلی پگڑی یہودی پہنتے ہیں۔ اب ٹوپی پر پگڑی باندھ کر ان کی مخالفت کریں۔ یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ ان کی ثقافت، کلچر اور تہذیب کو نہیں اپنانا چاہیے دور حاضر میں مسلمان نبی کریم ﷺ کی سنت کو ترک کر کے یہود و نصاریٰ کے طریقے کی پیروی کرتے ہیں جو کہ تباہی، بربادی اور گمراہی ہے اور قیامت کے روز خلاف سنت کام کرنے اور آپ کے لائے ہوئے دین کا مذاق

اڑانے کی وجہ سے اگر سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمادیا کہ یہ میرے امتی نہیں ہیں تو پھر ہمارا ٹھکانہ کیا ہو گا اس بات پر غور کرو اور سنت مصطفیٰ کو اپنا شعار بناؤ ورنہ تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو پردے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ یَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (پارہ ۱۸ سورہ النور آیت ۳۱)

ترجمہ = اور آپ ﷺ حکم دیجئے ایماندار عورتوں کو کہ وہ نیچی رکھا کریں اپنی نگاہیں اور حفاظت کیا کریں اپنی عصمتوں کی اور نہ ظاہر کیا کریں اپنی آرائش کو مگر جتنا خود بخود نمایاں ہو اس سے اور ڈالے رہیں اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر اور نہ ظاہر ہونے دیں اپنی آرائش کو مگر اپنے شوہروں کے لئے یا اپنے باپوں یا اپنے شوہروں کے باپوں کے لئے یا اپنے

بیٹوں کے لئے یا اپنے خاوند کے بیٹوں کے لئے یا اپنے بھائیوں کے لئے یا اپنے بھتیجوں کے لئے یا اپنے بھانجوں کے لئے یا اپنی ہم مذہب عورتوں پر یا اپنی باندیوں پر یا اپنے ایسے نوکروں پر جو (عورت کے) خواہشمند نہ ہوں یا ان بچوں پر جو (ابھی تک) آگاہ نہیں عورتوں کی شرم والی چیزوں پر اور نہ زور سے ماریں اپنے پاؤں (زمین پر) تاکہ معلوم ہو جاوے وہ بناؤ سنگھار جو وہ چھپائے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہم کو پیدا کیا' اس سے زیادہ کون ہمارے احوال سے واقف ہو گا؟ ہماری بھلائی اور بڑائی کا اس سے زیادہ کس کو علم ہو گا؟ ہم کو جن باتوں کا حکم دیا گیا ہے اور جن سے روکا گیا ہے وہ صرف اور صرف ہماری بھلائی کے لئے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ ذرا سوچیں تو سہی بندوں سے اس کو کیا غرض ہو گی؟ وہ ہمارے فائدے کے لئے ہم کو حکم دیتا ہے پردے کے بارے میں خواتین کو جو حکم دیا گیا وہ انہی کے فائدے کے لئے اگر وہ سوچیں اور غور و فکر کریں سورۃ نور اور سورۃ احزاب میں خواتین کے پردے سے متعلق جن آداب کا ذکر کیا گیا تو وہ ہماری توجہ کے مستحق ہیں' توجہ فرمائیں۔

۱۔ اپنے اپنے گھروں میں رہیں دور جاہلیت کی طرح بے پردہ نہ پھریں۔ (سورۃ احزاب آیت ۳۳)

۲۔ دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور غیر مردوں کو اپنا سنگھار نہ دکھائیں۔ (پارہ ۱۸ سورۃ النور آیت ۳۱)

۳۔ ہاں ان رشتہ داروں پر چھپا سنگھار ظاہر ہو جائے تو حرج نہیں مثلاً" خاوند و باپ' دادا' پردادا' سسر' بیٹے' بھانجے' بھتیجے' بہت ہی

بوڑھے اور نابالغ ملازم اور نوعمر لڑکے۔ (پارہ۱۸ سورۃ النور آیت۳۱)

۴۔ خواتین بوقت ضرورت باہر نکلیں تو چادر کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈال لیں تاکہ پہچانی جائیں کہ شریف ہیں اور شرارت کرنے والے چھیڑ چھاڑ نہ کریں۔ (پارہ۱۸ سورۃ النور آیت۳۱)

۵۔ مسلمان مردوں کو حکم دیا جائے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں۔ (پارہ۱۸ سورۃ النور آیت۳۰)

۶۔ مسلمان عورتوں کو بھی حکم دیا جائے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ (پارہ۱۸ سورۃ النور آیت۳۱)

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ قران حکیم ہم سے کس شرم و حیاء اور غیرت و حمیت کا تقاضا کرتا ہے۔ حضور انور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جو عورت خوشبو لگا کر گھر سے نکلے پھر اس غرض سے لوگوں کے پاس سے گزرے کہ وہ اس کی خوشبو سونگھیں وہ زانیہ ہے اور جنہوں نے اسے دیکھا ان میں سے ایک ایک کی آنکھ زانیہ ہے موجودہ صورت حال دل دردمند کے لئے تشویش ناک ہے۔ (ماہنامہ نور اسلام شرقپور شریف اکتوبر ۱۹۹۷ء) جس سے گھر میں رہنے اور پردہ کرنے کے لئے کہا گیا تھا' وہ بے پردہ گھر سے باہر ہے جس سے دروازہ کھلا رکھنے اور حاجت مندوں کی حاجت روائی کے لئے کہا گیا تھا' وہ بند دروازوں اور سخت پردوں میں ہے اسلامی معاشرہ کے ہر حاکم و افسر کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ دروازہ کھلا رکھے۔ پہرے نہ لگائے مگر یہاں تو رسائی بھی بہت مشکل اور کبھی کبھی ناممکن بھی ہو جاتی ہے۔ خواتین کے آداب مردوں نے اپنا لئے۔ اے کاش ہم عقل سلیم سے کام لیتے۔

قرآن حکیم میں پردے کے متعلق جو کچھ ہدایات دی گئیں' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس پر عمل کر کے بہترین نمونہ پیش کیا۔ ازواج مطہرات میں علم و دانش میں کوئی آپ کا ثانی نہ تھا۔ تاریخ و حدیث سے ہمیں ان واقعات کا علم ہوتا ہے:

۱۔ ایک مرتبہ حضرت حفصہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہا باریک دوپٹہ اوڑھے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپؓ نے ان کا دوپٹہ چاک کر دیا اور فرمایا "اللہ تعالیٰ نے سورۃ نور میں کیا فرمایا ہے؟" اس تنبیہہ کے بعد دبیز کپڑے کی چادر منگوا کر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو عنایت فرمائی۔ (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۵۰)

۲۔ ایک مرتبہ کسی کے ہاں آپ کا جانا ہوا' صاحب خانہ کی دو جوان لڑکیاں بغیر چادر' باریک دوپٹہ اوڑھے نماز پڑھ رہی تھیں' آپؓ نے ہدایت فرمائی کہ آئندہ دبیز کپڑے کی چادر اوڑھ کر نماز پڑھی جائے۔ (احمد بن حنبل شیبانی المسند ج ۶ ص ۹۶)

۳۔ ایک مرتبہ ابن اسحاق نابینا' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے' آپؓ پردے میں ہو گئیں.... ابن اسحاق نے عرض کیا کہ میں تو نابینا ہوں' آپؓ نے پردہ کیوں فرمایا--- فرمایا' میں تو بینا ہوں' دیکھ رہی ہوں۔ (طبقات ابن سعد جلد ۸ ص ۴۹)

۴۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں خواتین مسجد نبوی شریف میں حاضر ہوتیں اور عیدین کے لئے بھی حاضر ہوتیں مگر نامساعد حالات کی وجہ سے عہد فاروقی میں خواتین پر پابندی لگا دی گئی انہوں نے مسجد نبوی شریف

میں آنا بند کر دیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس عمل کی تائید فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوتا کہ خواتین کی حالت یہ ہو گئی ہے تو آپ ان کو مسجد میں آنے سے اس طرح روکتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا"۔ (صحابیات از نیاز فتح پوری ص۵۸)

مندرجہ بالا واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خواتین سے کیا توقع رکھتی ہیں اور کیا چاہتی ہیں۔ اسلام جہاں جہاں پھیلا' ایشیا میں' افریقہ میں' یورپ میں' ساتھ ساتھ پردہ بھی پھیلتا چلا گیا۔ یہ ہمیشہ اسلامی شعائر میں ایک عظیم شعار شمار کیا گیا۔ انتہائی عروج کے زمانے میں جبکہ اسلامی سلطنت تین براعظموں پر پھیلی ہوئی تھی اور پردہ غیر مسلم خواتین کے درمیان ایک نشان امتیاز بنا رہا بلکہ غیر مسلم حکومتوں میں بھی یہ امتیاز قائم رہا۔

۱۹۱۴ء سے قبل روس میں مسلم خواتین پردے میں رہتیں' قرآن کریم حفظ کرتیں' وہاں حفظ قرآن کا عورتوں اور مردوں میں عام رواج تھا۔ (اخبار المؤید' مصر۔ ۱۵ اگست ۱۹۰۲ء) روس کی مسلم خواتین مدارس بھی قائم کرتیں' ایک روسی خاتون صفیہ علیہ خانم نے اپنے خرچ سے ایک عظیم الشان مدرسہ قائم کیا تھا۔ الغرض ماضی میں اسلامی معاشرے میں جو کچھ ترقی ہوئی' پردے میں رہ کر ہی ہوئی' حد تو یہ ہے کہ خواتین جہاد میں شریک ہوتیں' زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں' کبھی خود جہاد میں حصہ لیتیں' یہ سب کچھ حیا کے ساتھ' پردہ میں رہ کر ہی کیا جاتا' دور جدید میں جہاں اسلامی انقلاب آیا' یا اسلام کے نام پر

انقلاب آیا، وہاں پہلی بات یہ دیکھی گئی کہ بے پردہ عورتیں، پردہ دار ہو گئیں اور ان کی ہیبت دشمنان اسلام کے دلوں میں ایسی بیٹھی کہ وہ خوف زدہ ہو گئے۔ جدید معاشرے کی بے پردگی نے اسلامی معاشرے کو کچھ نہ دیا اور نہ تاریخ میں کسی باب کا اضافہ کیا۔ یہ درد مند خواتین کے لئے سوچنے کی بات ہے اگر بے پردگی ترقی کی ضامن ہوتی تو آج سارے عالم میں ہم اس طرح رسوا نہ ہوتے۔ مشہور مورخ آرنلڈ ٹوئمبی نے ایک جگہ لکھا ہے کہ انسانی معاشروں کی تباہی میں عورت کی آزادی اور بے پردگی کو بڑا دخل ہے۔ مورخ موصوف نے عالمی تاریخ کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد اس رائے کا اظہار کیا ہے اس لئے اس کو کسی تعصب یا تنگ دلی پر محمول نہیں کیا جانا چاہیے بلکہ اس تاریخی حقیقت پر ٹھنڈے دل سے غور و فکر کرنا چاہیے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے معاشرے کی بنیاد پاکیزگی پر رکھی ہے۔ ہمہ گیر پاکیزگی۔ زندگی کے ہر شعبے کی پاکیزگی۔ مغربی سازشوں نے اسلام کی ہر معقول کو نامعقول بنا کر دکھایا۔ اور اپنی ہر نامعقول بات کو مقعولی بنا کر دکھایا ایسا پروپیگنڈا کیا کہ عقلیں ماؤف ہو گئیں اور آنکھیں پٹ ہو گئیں۔ اسلام نے خواتین پر بے شمار احسانات کئے مگر ایک پردے کی معقول ہدایت (جو خواتین ہی کی عصمت و عفت اور حسن و جمال کی حفاظت کی ضامن ہے) بعض خواتین کو اچھی نہیں معلوم ہوئی، دشمنان اسلام نے اس کی اچھائیوں کو چھپایا اور نام نہاد برائیوں کو اچھالا۔ اس طرح خواتین کے ذہنوں کو پراگندہ کر کے اسلام کی سچائی سے ان کو دور کر دیا۔ ذرا غور کریں، خواتین کی بے پردگی نے جسمانی آرائش و زیبائش کا راستہ کھولا، پھر اس نے بے حیائی کی صورت اختیار

کی اور بے حیائی نے عریانی اور بد کرداری کا دروازہ کھول دیا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ اب یورپ و امریکہ انسانوں کی سرزمین نظر نہیں آتے' حیوانوں اور درندوں کے جنگل معلوم ہوتے ہیں۔ اس بے حیائی کے جو نتائج سامنے آئے' ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

۱۔ خواتین کا غیر محفوظ ہونا۔

۲۔ خواتین کے اغواء اور زنا کی وارداتیں عام ہونا۔

۳۔ خواتین میں جذبہ امومت کا مر جانا۔

۴۔ بد نگاہی اور پراگندہ خیالی عام ہونا۔

۵۔ مردوں کا جنسی امراض میں مبتلا ہونا۔

۶۔ عورت کے تقدس کا پامال ہونا۔

ابھی کچھ روز کی بات ہے پردہ دار خاتون کی عزت کی جاتی تھی اور اب بھی کی جاتی ہے۔ بسوں میں اس کے لئے سیٹ خالی کر دی جاتی تھی لیکن بے پردہ خاتون کی تکریم کے لئے لوگ تیار نہیں۔ وہ بسوں میں جس حال میں سفر کرے کسی کو کوئی سروکار نہیں۔ دور جدید میں عورت کی بے پردگی نے اس کو اس حد تک رسوا کیا ہے کہ وہ اخبارات و رسائل اور اشتہارات کی زینت بن کر نفع اندوزی کا ایک وسیلہ بن کر رہ گئی ہے۔ جہاں جہاں خواتین کو جگہ دی جاتی ہے' احترام کی وجہ سے نہیں' تجارت چمکانے' نفع حاصل کرنے کے لئے۔ عورت پر اسلام کی نظر مشفقانہ ہے اور جدید معاشرے کی نظر خالصتاً تاجرانہ ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ ہماری انفرادی اور اجتماعی عظمت و شوکت کا دار و مدار صرف اور صرف حضور اکرم ﷺ کی پیروی میں ہے۔ عالمی

سطح پر ہماری رسوائی کی بڑی وجہ دلوں کا عشق مصطفیٰ ﷺ سے خالی ہونا اور عمل کا سنت نبوی ﷺ سے عاری ہونا ہے۔ (ماہنامہ نور اسلام شرقپور شریف اکتوبر ۱۹۹۷ء۔ عورت اور پردہ) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سچ فرمایا: "ہم وہ قوم ہیں جس کو اللہ نے اسلام کی بدولت عزت دی"۔

اعلیٰ حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوریؒ کا معمول تھا کہ آپؒ بے پردہ عورتوں سے ملاقات نہیں فرماتے تھے اور عورتوں کو مردوں کے ساتھ بیٹھنے سے منع فرماتے تھے۔ لیکن آج کے اس ترقی یافتہ دور میں بے حیائی عریانی اور فحاشی مسلمانوں کا شعار بن چکی ہے۔ قرآن و سنت کی خلاف ورزی عام ہو رہی ہے اور عورتیں بے پردہ گلیوں اور بازاروں میں کھلے عام پھرتی ہیں اور کوئی مرد ان کی بے پردگی کو روکنے کی جسارت نہیں کرتا۔ بقول اکبر الہ آبادی وہ پردہ انسانوں کی عقل پر پڑ چکا ہے۔ اہل اسلام کو قرآن و سنت اور اولیاء کاملین کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے اپنے گھروں میں عورتوں کو پردہ کرنے کی تلقین کرنی چاہیے اور بے پردہ بہو' بیٹیوں کو گھروں سے باہر جانے کی اجازت نہیں دینی چاہیے کیونکہ بے پردگی سے فتنہ پیدا ہوتا ہے اور فتنہ قتل سے بھی زیادہ سنگین جرم ہے اس لئے اس سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

بزرگان دین چونکہ نائب رسول ﷺ ہیں ان کا ادب و احترام نہایت ضروری ہے اس لئے ان کی حاضری کے وقت باوضو ہونا چاہیے ننگے سر ملاقات نہیں کرنی چاہیے اور ان کے حضور باادب دوزانو بیٹھنا چاہیے جیسا کہ حضرت میاں صاحبؒ کے تربیت یافتہ لوگوں کا طریقہ ہے اور نبی

کریم ﷺ نے جو طریقہ صحابہ کرام کو تعلیم فرمایا ہے کیونکہ باادب بامراد اور بے ادب بے مراد ہوتا ہے۔

حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپنے مہمانوں کو خود کھانا کھلاتے تھے اور دستر خوان پر آمنے سامنے بیٹھنے کی تلقین فرماتے تھے اور کھانا کھاتے وقت دایاں گھٹنا کھڑا کر کے اور بایاں زانو لٹا کر سنت نبوی کے مطابق ایک برتن میں مل کر کھانے کی تلقین فرماتے تھے۔ آپؒ حکم دیتے تھے کہ اپنے سامنے سے کھاؤ۔ دوسرے کے سامنے سے نہ کھاؤ۔ اس لئے میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات سے ہمیں درس ملتا ہے کہ کھانا کھاتے وقت ہمیں دستر خوان پر سنت نبویؐ کے مطابق بیٹھ کر کھانا تناول کرنا چاہیے اور خلاف سنت امور کو رواج دے کر نبی کریم ﷺ کی روح مبارک کو تکلیف نہیں پہنچانا چاہیے۔

تاریخ شاہد ہے کہ حضرت خواجہ خواجگان معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کی تبلیغ سے تقریباً نوے لاکھ غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے اکبر اور جہانگیر جیسے جابر سلاطین کے سامنے کلمہ حق بلند کیا اور دین الٰہی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور ہزارہ دوم میں تجدید احیائے دین کا ایسا کارنامہ سرانجام دیا جس کی مثال ڈھونڈے سے نہیں ملتی۔ آپ نے کفر شرک و الحاد کا ڈٹ کا مقابلہ کیا اور گمراہی میں ڈوبی ہوئی مخلوق خدا کو گمراہی سے نکال کر ہدایت کے راستے پر گامزن کر دیا اعلیٰ حضرت شرقپوریؒ نے مسلمانوں کو اتباع سنت کا درس دے کر اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کا مقرب و دیوانہ بنا دیا۔ گویا کہ اللہ

تعالیٰ کا ہر ولی کامل بیک وقت ایک جماعت' ایک ادارہ' ایک تنظیم اور ایک انجمن کا کام سرانجام دیتا ہے۔ مسلمانوں کو اتحاد' صبر اور اخوت و بھائی چارے کی تعلیم دے کر امن و سلامتی سکون و طمانینت کی دولت سے نواز دیتے ہیں۔ اس لئے اولیائے کرام سے وابستہ رہ کر ان کی تعلیمات پر عمل کرنا چاہیے۔ اولیاء کرام سے وابستگی' مزارات کی حاضری' سادات کی عزت و تکریم کرنا' اور عشق رسول کو فروغ دینا دور حاضر کی اہم ضرورت ہے۔ تعلیمات اولیاء اللہ پر عمل اور عمل کرنا وقت کا اہم تقاضا ہے اولیاء کرام کے اعراس مبارک کو ان کی تعلیمات کے عام کرنے کا ذریعہ بنایا جائے اور عرسوں کی محفلوں کو شریعت اور سنت نبویؐ کے مطابق مزین کیا جائے ڈھول باجے' گانے اور غیر شرعی رسومات سے ان محفلوں کو پاک رکھا جائے اور ان محافل میں بزرگان دین کی تعلیمات پر مبنی پر مغز مقالہ جات اور تقاریر کا اہتمام کیا جائے' مقررین اور مقالہ نگار حضرات دوران تقاریر اور مقالہ جات پیش کرتے وقت اور اس کی تیاری میں دینی حمیت کا ثبوت دیں اور دینی تبلیغی مشن سمجھ کر اس بابرکت کام کو سرانجام دیں تاکہ اولیائے کاملین کی تعلیمات بہترین طریقہ سے عوام الناس تک پہنچ سکیں اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کا مسلک اور عقائد و افکار تعلیمات مجددیہ کے عین مطابق تھے اس لئے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات کو عام کرنا ہر پاکستانی کا دینی ملی اور قومی فریضہ ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے برصغیر پاک و ہند میں دو قومی نظریے کی بنیاد رکھی اور مملکت خداداد پاکستان دو قومی نظریہ کی بنیاد پر معرض وجود میں آئی ہے اور تعلیمات

حضرت مجدد الف ثانیؒ ہی پاکستان کی اساس ہیں اور آپؒ کی تعلیمات ہی پاکستان کی بقاء اور سالمیت کی ضامن ہیں۔ اس لئے نظریہ پاکستان کے تحفظ' ملکی سلامتی اور بقاء کے لئے تعلیمات مجددیہ کو عام کیا جائے اور آپ کے عقائد و افکار کو عام کرنے کے لئے علمائے کرام' مشائخ عظام' دانشوروں' پروفیسرز اور ریسرچ سکالرز کو اپنی اپنی سطح پر اپنے وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے پاکستانی قوم کی راہنمائی کرنا ہوگی اور مدارس عربیہ' سکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلباء اور عوام الناس پر لازم ہے کہ وہ علماء کرام' مشائخ عظام' دانشوروں' پروفیسروں اور ریسرچ سکالروں کی تقاریر کی آڈیو اور ویڈیو کیسٹیں تیار کریں اور ان ریکارڈ شدہ کیسٹیں کو اندرون ملک اور بیرون ملک گھر گھر پہنچانے کا اہتمام کریں اور نوجوان نسل کو گمراہی اور بے حیائی سے بچانے کے لئے ان ریکارڈ شدہ کیسٹوں کو لکھ کر چھپوانے کا اہتمام کیا جائے اور طباعت شدہ لٹریچر کو کالجوں' یونیورسٹیوں اور دوسرے تعلیمی اداروں میں مفت تقسیم کرنے کا اہتمام کرین ذرائع ابلاغ' ریڈیو' ٹی وی اور اخبارات و رسائل میں صحیح العقیدہ اور محب وطن لوگوں کی تقاریر نشر اور مضامین شائع کئے جائیں اور ملکی بنیادوں پر قرآن و سنت اور بزرگان دین کی تعلیمات کو عام لوگوں تک پہنچانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ نبی کریم ﷺ سے وابستگی اور محبت کا قائم رکھنا ہی پاکستانی قوم کے تشخص کو بحال رکھ سکتا ہے اگر خدانخواستہ دامن مصطفیٰ مسلمانوں کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تو تباہی و بربادی اور ناکامی کہیں پاکستانی قوم کا مقدر نہ بن جائے اس لئے دامن مصطفیٰ ﷺ سے وابستگی قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ محافل میلاد کے انعقاد کو ذریعہ تبلیغ بنایا جائے اور ان

بابرکت محفلوں کو غیر شرعی رسومات سے پاک رکھا جائے۔ محفل میلاد میں نبی کریم ﷺ کی سیرت و تعلیمات کو قرآن و سنت کی روشنی میں بیان کیا جائے اور اسوہ رسول مقبول ﷺ پر عمل پیرا ہونے کی دل و جان سے کوشش کی جائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

در مدحت و منقبت

فخر المشائخ صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری مدظلہ العالی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف

(۱) تیری شان، شانِ کرم عجب ✽ تو بڑا غریب نواز ہے !
تیرا حامی و ناصر ہے رب ✽ تو بڑا غریب نواز ہے !

(۲) تو پُر جمال و جمیل ہے
اور اہلِ دل کی دلیل ہے
تو کہے تو دُور ہوں روگ سب
تو بڑا غریب نواز ہے

(۳) تو شرع و دین کا نور ہے
تیرا فیض کوکبِ طور ہے
تیرے دم سے کفر ہے جاں بہ لب
تو بڑا غریب نواز ہے

(۴) تیری راہِ مولا میں زندگی !
ہے بہرِ حق تا بندگی !
یہ گواہی دیتے ہیں روز و شب
تو بڑا غریب نواز ہے !

(۵) تو نبی کا عاشقِ خوش ادا
تو خدا کا بندۂ بے ریا
تیری فرحتیں نہیں بے سبب
تو بڑا غریب نواز ہے

(۶) مشہور ہے تیرا جامِ دل
مخمور ہے تیری شامِ دل
جسے پا کے مست ہیں تشنہ لب
تو بڑا غریب نواز ہے

(۷) بچ پال ہے تو کریم ہے
تیری شان، شانِ عظیم ہے
دے سالکوں کو بھی تاب و تب
تو بڑا غریب نواز ہے

(۸) تیری اک نظر جامِ ظفر
ہے تا ابد وہ خوش اثر !
اور کتنے شیریں ہیں تیرے لب
تو بڑا غریب نواز ہے

(۹) اپنے غلاموں کی لے خبر
مانا نہیں تو بے خبر
فخر المشائخ خوش لقب
تو بڑا غریب نواز ہے !

(۱۰) تو شیرِ حق کا ہے جانشیں
اور جانِ ثانی ہے بالیقیں
مری بگڑیاں بھی بنا دے اب
تو بڑا غریب نواز ہے

(۱۱) یہ قدر تیرا مدحت سرا
ہے غلامِ ثانی خوش عطا
اسے دے فروغِ صباحِ شب
تو بڑا غریب نواز ہے

احقر العباد قدر آفاقی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

در مدح و منقبت عارف حقانی سراج عرفانی جنید وقت' حامیِ شریعت' قیوم زمان' شہباز طریقت' ہادی راہ حقیقت' فخرالاولیاء شیر ربانی اعلیٰ حضرت قبلہ میاں شیر محمدؒ صاحب شرقپوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ (م 1347ھ)

از قلم ابوالبقا قدر آفاقی عفی عنہ

غلامِ مصطفیٰؐ شیرِ محمدؒ
فقیرِ پُر غنا شیرِ محمدؒ

رہِ قرآن و سُنّت کے محافظ
شریعت کی نوا شیرِ محمدؒ

دُرِ شہوار کانِ معرفت کے
طریقت کی ادا شیرِ محمدؒ

مجدّد الف ثانی کے وہ جانی
حقیقت کی صدا شیرِ محمدؒ

رہ و رسم جہانگیریؒ دِل کے
قواعد آشنا شیرِ محمدؒ

وہ پاکیزہ فضائے شرقپور میں
مدینے کی ہوا شیرِ محمدؒ

وہ فوّارۂ نُورِ لامکانی
عطائے مصطفیٰؐ شیرِ محمدؒ

نبیؐ کے فیضِ بے پایاں کے خازن
وہ دریائے سخا شیرِ محمدؒ

عطاؤں پر عطا ہے اُن کا شیوہ
شہِ جُود و عطا شیرِ محمدؒ

نگہدارِ شریعت جانِ عرفاں
حقیقت آشنا شیرِ محمدؒ

وہ سرچشمۂ نُورِ علم و حکمت
سراجِ خُوش عطا شیرِ محمدؒ

جہانِ علمِ ظاہر کے مقابل
سمندر علم کا شیرِ محمدؒ

جُنیدِ وقت و سُلطانِ طریقت
وہ فخر الاولیاء شیرِ محمدؒ

وحیدِ عصر قیّومِ زمانہ
رفیعُ المرتبہ شیرِ محمدؒ

بلند و پست کے یکساں مربّی
درِ فیضِ ضیاء شیرِ محمدؒ

تہی دامن کی جھولی بھر کے بھیجا　　ہیں پیرِ خُوش عطا شیرِ محمدؒ
اَویسؒ و بایزیدؒ و بُوالحسنؒ کے　　تھے چوتھے مہ لقا شیرِ محمدؒ
وہ تبشیرِ ولی اللہ قصوری　　وہ بابا صالح کا شیرِ محمدؒ
عزیزالدینؒ کا سادہ سا بیٹا　　امامِ اولیاء شیرِ محمدؒ
وہ پڑنانا غلام رسولؒ جس نے　　رکھا نام آپ کا شیرِ محمدؒ
وہ بچپن اور جوانی میں سراسر　　تھے تصویرِ حیا شیرِ محمدؒ
وہ روحانی عطاؤں کا سراپا　　گہر بارِ ضیاء شیرِ محمدؒ
نگہباں وہ امورِ نیک و بد کے　　ہمارے رہنما شیرِ محمدؒ
مقاماتِ مجدّدؒ کے شناسا　　کمالاتِ وفا شیرِ محمدؒ
وہ کرتے کام اپنے چُپکے چُپکے　　دل و جانِ خفا شیرِ محمدؒ
وہ شرق و غرب میں روشن ستارے　　وہ نجمِ اِہتدیٰ شیرِ محمدؒ
خُدا کے نام لیوا نقش بندی　　عجب نقشِ بقا شیرِ محمدؒ
وہ ممدوحِ امیرالدین خواجہؒ　　مُرید با صفا شیرِ محمدؒ
تھے جن کے منتظر اہلِ بصیرت　　خدا کی وہ عطا شیرِ محمدؒ
وہ جن پر ناز تھا اجداد کو بھی　　وہ گلزارِ حیا شیرِ محمدؒ
وہ بے ظرفوں کو جس نے ظرف بخشے　　شہنشاہِ عطا شیرِ محمدؒ
خدا کے فضل کی زندہ کرامت　　وہ مردِ باخدا شیرِ محمدؒ
عزیزالدینؒ کے گلشن کی رونق　　بہارِ جانفزا شیرِ محمدؒ
وہ صدرِ مجلسِ عرفان و عصمت　　عفیف و پارسا شیرِ محمدؒ
وہ رکنِ بلوقارِ بزمِ سَطوت　　وہ عظمت کی گھٹا شیرِ محمدؒ
غلام اللہؒ کا وہ پیارا "بھایا"　　وہ دستارِ ولا شیرِ محمدؒ
وہ "گھوڑا" مار کر بھی دینے والے　　وہ سرمستِ عطا شیرِ محمدؒ

قتیلِ تیغ "لا" شہبازِ "اِلّا" شہیدِ "لا" اِلٰہ" شیرِ محمدؒ
غمِ ملّت میں وہ مغموم و محزون وہ دوستدارِ ما شیرِ محمدؒ
ہمارے دَور میں رُوحانیت کی متاعِ بے بہا شیرِ محمدؒ
خدا کے فضل کی جائے تجلّی جمیلِ خُوش اَدا شیرِ محمدؒ
وہ تعمیرِ مساجد کے تھے عاشق وفا کا آسرا شیرِ محمدؒ
کریں روشن وہ قرآں بے پڑھوں پر ہیں تفسیری ضیاء شیرِ محمدؒ
مُریدوں کے بہی خواہ و محافظ امیرِ قافلہ شیرِ محمدؒ
ہے مرہونِ کرم جن کا زمانہ وہ نُورِ اِجتبا شیرِ محمدؒ
بقا میں وارثِ میراث باقیؒ علمدارِ بقا شیرِ محمدؒ
مقام ایسا بلند اللہ نے بخشا ستاروں کی ضیاء شیرِ محمدؒ
جو دل کا روگ یکسر دُور کردے وہ تریاق و شفا شیرِ محمدؒ
وہ دنیا اور دیں کی دولتوں کے قسیم دِلرُبا شیرِ محمدؒ
وہ شیرِ بیشۂ شرع و تصوف وہ تیغِ لا اِلٰہ شیرِ محمدؒ
وہ جن کی سادگی صد رشکِ زینت وہ حُسن دلربا شیرِ محمدؒ
جو نابیناؤں کو بینائی بخشے وہ نُورِ مُصطفٰےؐ شیرِ محمدؒ
حبیبِ کبریاؐ کی پیروی میں ہیں رحمت کی گھٹا شیرِ محمدؒ
قدر پر بھی کرم ہے خاص اُن کا شفیق و خُوش عطا شیرِ محمدؒ
خداوندی عطاؤں کے وہ قاسم کرم کا سلسلہ شیرِ محمدؒ
خدا کے فضل و رحمت کا وہ چشمہ ہیں مختارِ عطا شیرِ محمدؒ
کریں تقسیم دین و دل کی دولت کرم فرمائے ما شیرِ محمدؒ
وہ بخشیں دین اور دنیا کا توشہ ہیں دریائے عطا شیرِ محمدؒ
عطائے خاص کے میدان میں بھی ہیں مختار از خُدا شیرِ محمدؒ

وہ خود آگاہ و خوددار و خدا جُو — وہ بندۂ خُدا شیرِ محمدؒ
وہ زیب و زینِ اورنگِ تصوف — شریعت پر فِدا شیرِ محمدؒ
کہ ہر ہر فعل جن کا حسبِ اُسوۂ — وہ جانِ اِتقا شیرِ محمدؒ
تواضع میں وہ ہم دوشِ یتیماں — فقیرانہ صدا شیرِ محمدؒ
نبیؐ کے رنگ کے حامل سراسر — وہ سُنّت کی گھٹا شیرِ محمدؒ
خُدا سے عشق اُن کا لازوالی — قتیلِ لا اِلہ شیرِ محمدؒ
توجہ سے وہ سب کی بات سُننا — حبیبِ مُصطفےٰؐ شیرِ محمدؒ
کُشادہ رُوئی دردِ دل کا ساماں — وہ ہنس مُکھ دِلربا شیرِ محمدؒ
وہ سوتے جاگتے اور چلتے پھرتے — تھے سُنّت کی ضیاء شیرِ محمدؒ
غریبوں بے سہاروں کے سہارے — معین و خُوش عطا شیرِ محمدؒ
وہ جن کو عیب جوئی سے تھی نفرت — وہ پردہ پوشِ ما شیرِ محمدؒ
کبھی نہ جھنجلا کر بات کرنا — وہ متحمل ادا شیرِ محمدؒ
تھی ضرب المثل ان کی خوش خصالی — تھے تصویرِ وفا شیرِ محمدؒ
وہ بیماروں کے ہمدرد اور مشفق — طبیبِ پارسا شیرِ محمدؒ
رسول اللہؐ کی سُنّت کے عاشق — محبِّ مُصطفےٰؐ شیرِ محمدؒ
کبھی جوتا مرمت خود ہی کرنا — کمالِ اِرتقا شیرِ محمدؒ
تصوف کی کتابوں کے وہ ناشر — وہ صُوفی رہنما شیرِ محمدؒ
عزیزوں کے خبر گیر و مربّی — کریم و پارسا شیرِ محمدؒ
وہ آرائش سے متنفر سراپا — مرقّعِ حُسن کا شیرِ محمدؒ
حمید الدین چچا صاحب کے حق میں — تھے جنت کی ہوا شیرِ محمدؒ
وہ ٹوپی پر عمامہ باندھتے تھے — غلامِ مجتبیٰؐ شیرِ محمدؒ
کھلی بانہوں کا وہ کُرتا پہنتے — سفید و سادہ سا شیرِ محمدؒ

وہ جوتا زرد رنگت کا عموماً" پہنتے تھے سدا شیرِ محمدؒ
بہ سرما چمڑے کے موزے پہنتے تھے سنّت کی رضا شیرِ محمدؒ
بہر حالت تھے سنّت کے ہی پیرو وہ شیرِ مصطفیٰ شیرِ محمدؒ
وہ بہرِ دیں نبھاتے تُرش رُوئی تھے جامِ اِتقا شیرِ محمدؒ
وہ سِکھوں ہندوؤں کو بھی نوازا تھے عالی حوصلہ شیرِ محمدؒ
یقیں بخشا تھا جس نے دہریوں کو خدنگِ اِهتدیٰ شیرِ محمدؒ
پرندوں کی وہ کرتے دستگیری مددگار از خُدا شیرِ محمدؒ
وہ حیوانوں کے بھی ہمدرد و مشفق محبت آشنا شیرِ محمدؒ
ہر اک کا درد اُن کا درد ذاتی تھے رحمت کی رِدا شیرِ محمدؒ
یتیموں اور بیواؤں کے ناصر یدِ مُشکل کُشا شیرِ محمدؒ
وہ ناقص تر کو کامل تر بنایا تھے ہمّت کے خُدا شیرِ محمدؒ
نگاہِ فیض اُن کی جُوئے رحمت شہِ جُود و سخا شیرِ محمدؒ
وہ دِلدادۂ رُوحِ شرع و سُنّت مطیعِ مُصطفیٰ شیرِ محمدؒ
وہ راہیٔ رہِ اعمالِ حَسنہ بہ توفیقِ خُدا شیرِ محمدؒ
نبیؐ کے نُور کے جلوؤں کے حامِل جمیل و پُر ضِیا شیرِ محمدؒ
وہ بودو باش میں تفسیرِ قرآن بہ رنگِ مُصطفیٰ شیرِ محمدؒ
بہت کم ہیں ولی پائے کے اُن کے دل و جانِ بقا شیرِ محمدؒ
خُدا کے نُور کے جلوؤں کی رونق کرم گاہِ خُدا شیرِ محمدؒ
وجود ان کا کرامت ہی کرامت کرم فرمائے ما شیرِ محمدؒ
وہ اسمِ ذات کے عاشق سراپا رہِ قبلہ نُما شیرِ محمدؒ
طبیعت والہانہ عِشق پرور تموّج بحر سا شیرِ محمدؒ
سراسر اِضطراب و سوزِ اُلفت وہ آتش زیر پا شیرِ محمدؒ

جو ناممکن کو ممکن میں بدل دے — وہ قادر کی ادا شیرِ محمدؒ
وہ جذب و جوش و استعدادِ ہمت — عزیمت کی گھٹا شیرِ محمدؒ
وہ یکجہتیٔ اُمّت کے مبلّغ — تھے وحدت کی صدا شیرِ محمدؒ
وہ سب سے خندہ پیشانی سے ملنا — تھے فرحِ دل کُشا شیرِ محمدؒ
وہ حُبّ و بُغضِ لِلّٰہ کی علامت — خطیب بے رِیا شیرِ محمدؒ
حَسَد، کینہ، تکبّر، بُخل، غُصّہ — نہ رکھتے تھے ذرا شیرِ محمدؒ
رذائل سے وہ مامُون اور محفوظ — تھے از فضلِ خُدا شیرِ محمدؒ
تھے متلاشی امیرالدینؒ جن کے — وہ سالارِ وفا شیرِ محمدؒ
وہ جن کا فیض ہے دریائے رحمت — وہ سرمست بلیٰ شیرِ محمدؒ
سراج الاولیاء جانِ مشائخ — وہ فخر الاذکیا شیرِ محمدؒ
وہ حق گوئی و بے باکی کی سب سے — مؤثّر تر ادا شیرِ محمدؒ
گھٹا ایسی جو گھر گھر جاکے برسے — وہ مامورِ عطا شیرِ محمدؒ
وہ ساتھ اپنے کھلایا کیّوں کو — "وہ کرّمنا" ادا شیرِ محمدؒ
وہ بحرِ شرع و سُنّت کے شناور — وہ مردِ بے ریا شیرِ محمدؒ
شریک زُمرۂ لَا یَحزَنُون ہیں — غُلامِ اَتقیاء شیرِ محمدؒ
وہ اسمِ ذات خُوشخط لکھنے والے — بعشقِ مُصطفیٰؐ شیرِ محمدؒ
نبیؐ کی راہ کے سالک حقیقی — طلبگارِ خُدا شیرِ محمدؒ
ہزاروں ہیں صفی دُنیا میں لیکن — امام الاصفیاء شیرِ محمدؒ
خُدا کے فیض کی تفرید و تجرد — بداء و انتہا شیرِ محمدؒ
رہے احیائے سُنّت کی لگن میں — مگن صبح و مسا شیرِ محمدؒ
وہ سعی و جُہد کے داعی سراپا — دل و جانِ رجا شیرِ محمدؒ
ملادے جو خُدا سے چُپکے چُپکے — وہ بندۂ خُدا شیرِ محمدؒ

تر و تازہ ہر اندازِ محبت / سر سرِّ فناء شیرِ محمدؒ
تھے کشوف اُن پہ دل کے راز اکثر / تھے باطن آشنا شیرِ محمدؒ
مریدوں کے محافظ در دو گیتی / وہ متصرف ادا شیرِ محمدؒ
مکارم کی وہ تنویرِ عنایت / ہیں بدر الاذکیا شیرِ محمدؒ
وہ بچپن اور جوانی میں سراپا / تھے تصویرِ حیا شیرِ محمدؒ
رہِ دارِ بقا میں عالی ہمت / فنائے خُوش بقا شیرِ محمدؒ
شہِ جیلاں کے پیارے شیرِ یزداں / کہ ہیں صدر العُلا شیرِ محمدؒ
تھے پینسٹھ[۱۹۶۵] میں چونڈہ میں بھی پُہنچے / بہ ارشادِ خُدا شیرِ محمدؒ
وہ عظمت میں ہیں ہمدوشِ ثُریّا / بلندی میں سُہا شیرِ محمدؒ
عظیم الرتبت، شاہِ عنایت / سہیم مہرو مہ شیرِ محمدؒ
سزوارِ بقا دارِ فنا میں / بقائے باخدا شیرِ محمدؒ
بقا بخشی ہے جس نے ناکسوں کو / وہ فرّخ ذُوالعطا شیرِ محمدؒ
عطا کرتے ہیں وہ منجانب اللہ / بہ فیضِ مُصطفیٰؐ شیرِ محمدؒ
وہ چوروں کو ولایت سے نوازیں / تصرف کی گھٹا شیرِ محمدؒ
ہمارے دور کے ملجا و ماویٰ / عجب کہف الوریٰ شیرِ محمدؒ
بہ فیضِ بدر و خندق، فتحِ مکہ / شہامت کی صدا شیرِ محمدؒ
شمائل میں شریعت کا مرقع / بہ عشقِ مُصطفیٰؐ شیرِ محمدؒ
گُلِ خُوشتر بہ گلزارِ محمدؐ / بہارِ خُوش فضا شیرِ محمدؒ
بہ یُمنِ دولتِ سُلطانِ طیبہؐ / نسیمِ دِل کُشا شیرِ محمدؒ
دلِ غافل را مہمیزِ محبت / بہ فیضِ مجتبیٰؐ شیرِ محمدؒ
امینِ صدق صدّیقِ معظمؓ / جلالِ احمدیؐ شیرِ محمدؒ
امیرِ بارگاہِ فقرِ سلمانؓ / دلِ حق آشنا شیرِ محمدؒ

قسیمِ دولتِ تنویرِ قاسمؒ   متاعِ ارتضیٰ شیرِ محمدؒ
بہ فیضِ جعفرِ صادق مصدّق   صداقت کا دیا شیرِ محمدؒ
فقیرِ راہِ سلطانی معلّٰی   جمالِ اجتبیٰ شیرِ محمدؒ
بہ دلقِ بوالحسن خورشیدِ تاباں   رضائے مصطفیٰؐ شیرِ محمدؒ
بہارِ بو علی خواجۂ طوسی   مرادِ اتقیاء شیرِ محمدؒ
صبائے باغِ یوسفؒ حسنؒ ہمداں   صباحِ والضحیٰ شیرِ محمدؒ
سفیرِ بادہ گاہِ عبدِ خالقؒ   رحیقِ غم ربا شیرِ محمدؒ
کمندِ حلقۂ عرفانِ عارفؒ   عجب تیرِ بقاء شیرِ محمدؒ
غبارِ راہِ محمودِ فغنویؒ   شرف گاہِ عطا شیرِ محمدؒ
گلِ سرسبد فیضِ رامیتنیؒ   شہِ فقر و غنا شیرِ محمدؒ
کلیدِ گنجِ عرفانِ سماسیؒ   ہم آغوشِ فنا شیرِ محمدؒ
بگوشِ حلقۂ دامِ کلالیؒ   شکوہِ دینِ ما شیرِ محمدؒ
علمدارِ بہاؤالدین خواجہؒ   جہاں را خضرِ رہ شیرِ محمدؒ
نگار و نقشِ شاہِ نقشبنداںؒ   بہائے بے بہا شیرِ محمدؒ
نگہدارِ فیوضِ خواجہ عطّارؒ   صفائے دلربا شیرِ محمدؒ
سرودِ نغمۂ یعقوب چرخیؒ   خمِ زلفِ دوتا شیرِ محمدؒ
گلستانِ کمالِ خواجہ احرار   گلِ مہر و وفا شیرِ محمدؒ
بہ بزمِ زہد زلّہ خوارِ زاہدؒ   سراپا بوالوفا شیرِ محمدؒ
طرحدارِ درِ درویش خواجہؒ   تمندار فنا شیرِ محمد
بہ فیضِ خواجگی امکنگی باباؒ   چراغِ رہنما شیرِ محمد
سرورِ زمزمہ باقی باللہؒ   چمن زارِ بقا شیرِ محمد
سمن زارِ مجدد الفِ ثانیؒ   متاعِ اہتدیٰ شیرِ محمدؒ

گُلِ نورستہء باغِ مجدّدؒ وحیدِ عصرِ ما شیرِ محمدؒ
بحرمت آں سعیدؒ خوش خصالے سعید و پارسا شیرِ محمدؒ
بہ فیضِ حضرتِ معصوم خواجہؒ شریعت را بقا شیرِ محمدؒ
بہ فیضِ عبدالاحدؒ گلزارِ وحدت صبائے دل کشا شیرِ محمدؒ
بحرمت پارسا خواجہء حنفیؒ حنیف و حق نُما شیرِ محمدؒ
طرحدارِ زکیؒ شاہِ طریقت شہِ حُسن وفا شیرِ محمدؒ
بہ یُمنِ جلوہء شیخِ محمدؒ کریم و ذُوالعطا شیرِ محمدؒ
گُلِ باغِ زماں خواجہء سندھیؒ بہارِ غم رُبا شیرِ محمدؒ
رُخ و رخسار خواجہ حاجی احمد عجب سرِّ خُدا شیرِ محمدؒ
حدیثِ ذوق و جذبِ شاہ حسینؒ است سروشِ خُوش نوا شیرِ محمدؒ
رحیلِ راہِ خواجہ امام علی شاہؒ دُور از راہِ خطا شیرِ محمدؒ
دُرِ شہوار فیضِ میر صادقؒ درِ صدق و صفا شیرِ محمدؒ
تجلّیء امیرالدینؒ سراپا مریدِ پارسا شیرِ محمدؒ
ندیم و مُطربِ رنگِ شہُودی وجودِ بے ریا شیرِ محمدؒ
امامِ اولیائے عہدِ حاضر طبیبِ غم کُشا شیرِ محمدؒ
شہیدِ غمزہء حُسنِ مدینہ گُلِ گلگوں قبا شیرِ محمدؒ
چمن زارِ کمالِ قابَ قوسَین رہِ قُربِ آشنا شیرِ محمدؒ
خزینہ دارِ میراثِ حقیقت سرِ سرِّ عطاء شیرِ محمدؒ
دلیلِ راہِ چشمِ آبِ حَیواں حیاتِ پُر بقا شیرِ محمدؒ
کہ سرخیلِ ہمہ سالارِ جرأت تہوّر آشنا شیرِ محمدؒ
گہے بے خود گدائے مستمندے گہے جانِ عطا شیرِ محمدؒ
دلیلِ معرفت شانِ تقدس نگاہِ کیمیا شیرِ محمدؒ

شبہِ اقلیمِ انوارِ ولایت امیرِ اصفیا شیرِ محمدؒ
فقط اللہ مقصودش سراسر بری از ماسوی شیرِ محمدؒ
قدَر عاجز ہے راہِ منقبت میں ہیں بس شیرِ خدا شیرِ محمدؒ
دوام فیض کے چشمے ہیں جاری ہیں منبع فیض کا شیرِ محمدؒ
ہے روضہ مطلعِ انوارِ ربی ہیں مرکز نُور کا شیرِ محمدؒ
ہیں رہ کے مقبرہ میں بھی ہمارے نصیر و رہنما شیرِ محمدؒ
گداگر ان کے پاتے ہیں خزانے ہیں درگاہِ عطا شیرِ محمدؒ
بسلیا اک جہانِ پارسائی ہیں فیضِ اِتقا شیرِ محمدؒ
غلام اللہ میاں کے پیارے مُرشد شفیق و رہنما شیرِ محمدؒ
غلام احمد کے مَن کی میٹھی دولت شہیر و ذُوالعطا شیرِ محمدؒ
جمیل احمد کے کاشانے کی رونق جمالِ خُوش عطا شیرِ محمدؒ
وہ صاحبزادگان کے دل کی مشعل ہیں بارڑا نُور کا شیرِ محمدؒ
وہ اہل شرقپور کی جان و عزت ہیں عظمت آشنا شیرِ محمدؒ
قدیؔر پھر آگیا ہے جھولی بھرنے ہیں سالارِ عطا شیرِ محمدؒ
غلام اللہؒ کو ثانی بنا کر ہوئے خُوش بے بہا شیرِ محمدؒ
کیا خُوش بیر بَل والے عمرؒ کو تھے شہبازِ عطا شیرِ محمدؒ
وہ مظہر فیض کے قیّوم سیّدؒ تھے ان کے رہنما شیرِ محمدؒ
ستارہ فیض کا وہ عبدالرحمانؒ تھے جن کے دِلرُبا شیرِ محمدؒ
کرم ان کا تھے حضرت کرماں والےؒ خزانہ فیض کا شیرِ محمدؒ
تھے وہ نورالحسن بھی نُور ان کا تھے مخزن نُور کا شیرِ محمدؒ
ہوا رحمت علی پر فضلِ باری تھے رحمت کی گھٹا شیرِ محمدؒ
ہزاروں لاکھوں نے فیض اُن سے پایا ہیں مبداء فیض کا شیرِ محمدؒ

نبھانا تیز رفتاری کی سُنّت — نگہدارِ وفا شیرِ محمدؐ
سدا ہی کالے جُوتے سے گریزاں — رہے شیرِ خُدا شیرِ محمدؐ
بزرگوں کے مُؤدّب اور عاشق — ادب گاہِ وفا شیرِ محمدؐ
ریاض فیض ہے روضۂ اقدس — ہیں رُوحانی عُلا شیرِ محمدؐ

غلام اللہ کا گلشن ہے مہکا — ہیں رُوحِ جانفزا شیرِ محمدؐ
غلام احمد بھی ان کا نُوری چشمہ — ہیں مطلع نور کا شیرِ محمدؐ
جمیل احمد بھی نہرِ فیض اُن کی — ہیں چشمۂ عطا شیرِ محمدؐ
ہیں صاحبزادگان رَونق چمن کی — ہیں جانِ سلسلہ شیرِ محمدؐ
قدر پر بھی کرم ان کا ہو بے حد — ہیں معدن جُود کا شیرِ محمدؐ

دامن مصطفیٰؐ سے جو لپٹا وہ یگانہ ہو گیا
جس کے حضورؐ ہو گئے اس کا زمانہ ہو گیا

بحضور

حضرت مخدوم علی ہجویریؒ (داتا گنج بخش)

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نُورِ خُدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

نُورِ ہجویری تقدس درمیانِ ماہ وطین — حق پرستاں را کشودہ دیدۂ حق الیقین
خازنِ گنجینۂ اسرار را باشد امین — سایۂ الطافِ ایزد رحمۃ للعالمین

حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری نقشبندی مجددی المعروف بہ حضرت ثانی لاثانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ

ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری

اے مثال انبیاء پاکان تو
ہمگر دلہا جگر چاکان تو

(ترجمہ = اے کہ تیرے پاک لوگ نبیوں کی مانند ہیں۔ دوسروں کے دکھ دور کرنے والے ہیں)

سرزمین پاکستان کا قصبہ شرقپور شریف وہ خوش نصیب قصبہ ہے جس میں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوریؒ اور حضرت میاں غلام اللہ صاحب شرقپوریؒ جیسے اولیاء اللہ پیدا ہوئے۔ جن سے ہزاروں انسانوں نے راہ ہدایت پائی۔ اکثر تذکرہ نگار حضرت میاں غلام اللہ صاحب شرقپوریؒ المعروف بہ حضرت ثانی لاثانی رحمتہ اللہ علیہ کی تاریخ پیدائش کے متعلق خاموش رہے ہیں لیکن کتاب "چشمہ فیض شیر ربانی" کے تذکرہ نگار نے آپؒ کی تاریخ پیدائش ۱۸۹۱ء تحریر کی ہے۔ سب تذکرہ نگار اس بات پر متفق ہیں کہ آپؒ شرقپور شریف میں پیدا ہوئے تھے۔

آپؒ کے والد ماجد کا نام میاں عزیز الدینؒ تھا جو کہ نیک سیرت، متقی صوم و صلوۃ کے پابند تھے۔ اولیاء اللہ سے ان کو بہت محبت تھی۔ اور تہجد گزار تھے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت تھے۔ آپؒ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد

شرقپوریؒ کے حقیقی چھوٹے بھائی اور خلیفہ مجاز تھے۔

"ثانی لاثانی" کا لقب جناب حاجی عبدالرحمٰن قصوریؒ نے فرمایا تھا جو کہ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔

آپؒ نے اپنا بچپن اپنے ننھیال لاہور میں گزارا اور ابتدائی تعلیم بھی وہیں سے حاصل کی۔ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوریؒ کو آپؒ سے بہت محبت تھی اور وہ آپؒ کو ملنے کے لئے اکثر لاہور آیا کرتے تھے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوریؒ شرقپور شریف سے روانہ ہوتے تو آپؒ لاہور سے روانہ ہو جاتے اور دونوں بھائیوں کی راستے میں ہی ملاقات ہو جاتی اور دونوں بھائی راستے سے ہی واپس ہو جاتے۔

آپؒ نے حکیم محمد اسماعیل سے فن طب حاصل کیا اور فن طب حاصل کرنے کے بعد شرقپور شریف میں اپنا مطب کھولا۔ فن طب کی طرف طبیعت کا رجحان زیادہ دیر تک نہ رہا۔ فن طب کو چھوڑ کر شرقپور شریف کی "ٹاؤن کمیٹی" میں ملازمت اختیار کر لی لیکن اس سے بھی جلد اکتا گئے ملازمت کو چھوڑ کر اپنی کھیتی باڑی کی نگرانی کرنے لگے۔

آپؒ نے حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوریؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور انہی سے روحانی تربیت، فیض اور خلافت و اجازت حاصل کی۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ نے ایک جمعہ کے روز حضرت میاں ثانی صاحبؒ کو بلوایا اور ان کو ایک ہی نگاہ میں اس منزل تک پہنچا دیا جہاں کوئی دوسرا آدمی برسوں کی ریاضت و مجاہدہ کے بعد بھی نہیں پہنچ سکتا۔ آپؒ پر وجد کی کیفیت

طاری ہو گئی اور جب ہوش میں آئے تو میاں صاحبؒ کچھ اور ہی تھے۔ ذکر و فکر کی محفل میں لذت محسوس کرنے لگے۔ عبادت و ریاضت میں لطف آنے لگا۔ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ نے اپنے آخری وقت میں آپؒ کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا "گھبرانا نہیں۔ مہمانوں کی خدمت کرنا۔ نماز جمعہ خود پڑھانا۔ وقتاً فوقتاً دوسری نمازیں بھی پڑھا دیا کرنا۔ جو بھی ملنے آئے اسے اللہ اللہ کا ورد دینا۔ انشاء اللہ تمہیں کسی بات کی کمی نہیں رہے گی"۔

آپؒ کو جب یہ ذمہ داری سونپی گئی تو آپؒ بفضلہ تعالیٰ طائفہ سلوک و عرفان پر پوری طرح چھا گئے اور لاکھوں لوگوں کو راہ راست پر لے آئے۔ آپؒ کی یہ کرامت تھی، آپؒ سے ملنے والے دوسرے لوگوں سے ممتاز نظر آتے تھے۔ آپؒ نے مسند خلاف پر بیٹھ کر حضرت شیر ربانیؒ کے طریقہ تعلیم کو نقطہ عروج پر پہنچایا۔ آپؒ سے ملنے والوں کی تقدیر بدل جاتی۔

آپؒ سے ملاقات کے بعد دنیاوی حرص و ہوس کی خواہش باقی نہ رہتی تھی۔ آپؒ کو ملنے کے بعد جذبہ شوق و محبت جاگ اٹھتا تھا۔ آپؒ حضرت شیر ربانیؒ کی عملی تصویر تھے۔ طالبان راہ حق کو چشمہ فیض سے سیراب کرتے رہے اور خدمت اسلام میں بڑی سے بڑی رکاوٹ کو نہ آنے دیا۔

اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے انتقال کے بعد لوگ آپؒ کے ہاتھ پر بیعت ہونے لگے۔ آپؒ نے حضرت شیر ربانیؒ کے فرمان کو پورا کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ آپؒ میں یہ صفت تھی کہ آپؒ ہر آنے والے کی خواہش کو معلوم کر لیتے تھے کہ وہ کس غرض سے آیا ہے۔ جیسا کہ صاحب کشف اولیاء اللہ میں یہ صفت پائی جاتی ہے۔

آپؒ کا قد دراز تھا۔ شریعت محمدی کے پابند تھے۔ خوش گفتار تھے۔ بات کرنے کا نہایت خوبصورت لہجہ تھا۔ اعلیٰ شخصیت کے مالک تھے۔ محبت اور شفقت سے پیش آنا آپؒ کی عادت مبارک تھی۔ آپؒ نے نہایت ہی سادہ زندگی بسر کی۔ آپؒ نہایت حلیم الطبع تھے۔ آپؒ کے اندر اسلامی رنگ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اسی لئے آپؒ اسلام کی خدمت میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے تھے۔ آپؒ کی زندگی مبارک تعلیم محمدی (ﷺ) سے لبریز تھی۔ آپؒ رسالت مآب ﷺ کو جملہ مخلوق پر بااختیار سمجھتے تھے۔ اس لئے جناب رسالت مآب ﷺ کی محبت ہم پر لازم ہے اور ان کا حکم قابل تسلیم ہے۔ آپ ﷺ کی فرمان برداری کے بغیر کے ایمان کی تکمیل نہیں ہوئی۔ محبت اور اتباع لازم و ملزوم ہیں۔ محبت یہ تقاضا کرتی ہے کہ محبوب کی ہر بات پر سر تسلیم خم کیا جائے۔ آپؒ کو جناب سرور کائنات ﷺ بے پناہ محبت تھی آپ ہر وقت حضور ﷺ کی خوشنودی کے طالب رہتے۔

آپؒ پر عشق محمدی ﷺ کا اس قدر رنگ چڑھا ہوا تھا کہ آپؒ سنت نبوی (ﷺ) کی عملی تصویر بن گئے تھے۔ آپؒ ہر بات اور ہر کام میں سنت نبوی (ﷺ) کو مقدم رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ کھانا کھاتے وقت اٹھتے بیٹھتے وقت اور بات چیت میں اخلاق محمدی ﷺ کی پیروی کرتے۔ آپؒ ملازمت اور ناداروں کی مدد فرماتے تھے۔ مہمانوں کی خاطر غربہون تو آپؒ کا معمول بن چکا تھا۔ لوگوں کی پریشانیوں میں ان کے کام آتے تھے۔ کسی سے ناراض نہ ہوتے تھے۔ صاحب علم لوگوں کے بہت قدردان تھے۔ بلکہ

علماء سے ملنے میں پہل کرتے تھے۔ ہم نشینوں میں کبھی امتیاز نہ برتتے تھے۔ نماز تسبیح نوافل اور وظائف وغیرہ میں وقت کی پابندی کیا کرتے تھے۔ عزیز و اقارب سے ملتے تھے اور ان کی خوشی و غمی میں شریک ہوتے تھے۔ سادہ لباس پہنتے تھے۔ حاجت مندوں کی حاجات پوری کرتے تھے۔ ہمیشہ نیچی نگاہ کر کے چلتے تھے۔

آپؒ میں عجز و انکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ وہ ذاتی شہرت اور تعریف کو پسند نہ کرتے تھے۔ اگر کوئی خوشامد کرتا تو آپؒ خفا ہو جاتے تھے۔ کوئی تعظیم کے لئے اٹھتا تو ناراضگی کا اظہار فرماتے تھے۔ آپؒ صاف گو بھی تھے۔ خلاف شرع امور پر بڑے سے بڑے آدمی کو بھی ڈانٹ دیتے تھے۔

آپؒ نے حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے نام نامی سے ایک جامعہ قائم کیا یعنی "جامعہ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ" جس میں علوم تفسیر، حدیث، فقہ اور قرات سیکھنے کے لئے طلباء دور دور سے آتے ہیں اور جامعہ سے علم حاصل کر کے لوگوں تک پہنچا رہے ہیں۔

آپؒ نمائش اور تصنع سے سخت نفرت کرتے تھے۔ آپؒ نے کبھی بھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ بہت بڑے پیر یا ولی اللہ ہیں۔ آپ کے نزدیک اتباع سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے اہم چیز تھی اور اسی کو تاحیات اپنایا۔ سب دل میں ذکر الٰہی کرتے رہتے تھے اور تنہائی کو پسند فرماتے تھے۔

تنہائی پسندی کے باوجود آنے والوں کو شرف ملاقات بخشتے تھے۔ ان کی باتیں سنتے تھے اور ان کے غم میں شریک ہوتے تھے۔ ان کی خوشی میں مسرت کا اظہار کیا کرتے تھے ان کے لئے دعا بھی کیا کرتے تھے۔ [illegible]

خاطر نہیں۔ بات مختصر کرتے اور پھر ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتے تھے۔

آپؒ بہت بڑے متقی اور پرہیزگار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؒ کی زبان کو کیمیا اثر بنا دیا تو آپؒ کو دینی اور دنیاوی دولت اور شہرت عطا کر رکھی تھی۔ بڑے بڑے عالم و فاضل اپنے آپ کو حضرت میاں صاحبؒ کے سامنے طفل مکتب پاتے تھے۔ لیکن آپؒ نے کسی پر یہ کبھی ظاہر نہیں ہونے دیا تھا کہ وہ معرفت کے بلند مقام پر فائز ہیں۔ غرور و تکبر کے نام کی کوئی چیز آپؒ کے اندر نہیں تھی۔ یہ بھی تقویٰ ہی کی ایک علامت ہے۔

آپؒ کی زندگی سراپا توکل تھی۔ وہ اکثر توکل پر اپنے خیالات کا اظہار کیا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ توکل کا نہ ہونا ایمان کی نفی ہے۔ آپؒ سے ملنے والے آپؒ کی اسی خوبی سے بے حد متاثر ہوتے اور اپنے اندر ایک ایسا جذبہ محسوس کرتے تھے جو ان کے حوصلے بڑھانے والا ہوتا تھا۔ آپؒ جب بھی کسی عالم سے ملتے تو نہایت کسر نفسی سے کام لیتے تھے لیکن ان کے مسائل کا حل باتوں باتوں میں ہی بتا دیتے تھے۔ آپؒ بعض اوقات جامعہ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ میں درس دیتے تھے اور آپؒ درس و تدریس کو پسند فرماتے تھے۔ آپؒ میں تحمل اور بردباری اتنی پائی جاتی تھی کہ آپؒ دوسروں سے منفرد نظر آتے تھے۔ آپؒ تحمل اور بردباری کی جیتی جاگتی اور منہ بولتی تصویر تھے۔ آپؒ کو کسی نے کسی بات پر تلخ ہوتے نہیں دیکھا۔ آپؒ بڑے سے بڑا مالی نقصان تحمل اور بردباری سے برداشت کر لیتے تھے۔ آپؒ نے طب کا باضابطہ مطالعہ کیا تھا اور آپؒ نہ صرف ایک نیک بزرگ تھے بلکہ ایک اچھے طبیب بھی سمجھے جاتے تھے اور آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ سب

سے بڑی حکمت "کم کھانا" ہے۔ خود بھی اس پر عمل کرتے اور دوسروں کو بھی اس پر عمل کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔ آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ دوا کو چند دن متواتر استعمال کر کے پھر کچھ دنوں کا وقفہ کرنا چاہیے۔ اس طرح دوا جزو بند نہیں بنتی اور پورا اثر دکھاتی ہے۔ آپؒ بادام روغن کی بہت تعریف کیا کرتے تھے اور مناسب لوگوں کے لئے تجویز کیا کرتے تھے۔

آپؒ جمعہ کے روز صاف ستھرا سادہ لباس پہنتے تھے اور عمدہ عبا زیب تن کئے منبر پر تشریف لاتے اور ہاتھ میں عصا لے کر کھڑے ہو کر وعظ فرماتے تھے۔ ان کی آواز میں جادو تھا۔ آپؒ روز مرہ کے معمولات پر باتیں کرتے تھے ایسا معلوم ہوتا جیسے کوئی نئی چیز لوگوں کو بتا رہے ہیں۔

آپؒ ایک مذہبی روحانی پیشوا تھے۔ اس لئے مسلم اتحاد کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے تھے۔ آپؒ نے فرقہ واریت کو ختم کرنے کی مقدور بھر کوشش کی۔ آپؒ کو انگریزی بود و باش سے سخت نفرت تھی۔ آپؒ نے خود بھی ایک شہری کی حیثیت سے زندگی بسر کی اور معاشرہ میں رہ کر برائی کا مقابلہ کیا۔ آپؒ کو تمباکو نوشی سے سخت نفرت تھی۔ آپؒ جلسوں کی صدارت کیا کرتے تھے۔ آپؒ نے تین حج ادا کئے آپؒ نے تحریک پاکستان میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ شرقپور شریف میں مسلم لیگ کا پہلا جلسہ آپؒ کی زیر صدارت ہوا تھا۔ آپؒ صاحب کرامت ولی تھے اور آپؒ سے بہت سی کرامات ظہور پذیر ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل عمیم سے آپؒ کو چار صاحبزادیاں اور تین صاحبزادے عطا فرمائے تھے۔ صاحبزادگان کے نام یہ ہیں۔ (۱) حضرت صاحبزادہ میاں سعید احمد مرحوم و مغفور (۲) حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد صاحب

شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ (۳) فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب نقشبندی مجددی، سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیر ربانیؒ و حضرت ثانی لاثانی رحمتہ اللہ علیہ شرقپور شریف۔

آپؒ ۷ ربیع الاول ۱۳۷۷ھ بمطابق ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۵۷ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ آپؒ کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں آپؒ کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! ثم آمین۔

بحضور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

حضرت نعمان بن ثابت ۸۵ھ مطابق ۱۵۹ءکوفہ میں پیدا ہوئے۔ ریشم کے کپڑا کا کاروبار کے ساتھ ساتھ حضرت حمادؒ کے درس میں شریک ہوتے۔ خلیفہ ہشام (۱۰۵ھ تا ۱۲۵ھ) کے زمانہ میں آپ کی علمی شہرت دور دور تک پھیل چکی تھی۔ خلیفہ کے دربار میں ایک رومی راہب نے دربار کے جید علماء کرام سے تین سوال کیئے (۱) خدا اس وقت کیا کر رہا ہے۔ (۲) خدا کا رخ کدھر ہے۔ (۳) خدا سے پہلے کون تھا۔ مگر علماء کرام عقلی جواب نہ دے سکے۔ کوفہ سے نوجوان تاجر حضرت نعمان بن ثابت کو دمشق بلایا نوجوان تاجر تخت پر بیٹھ گیا فرمایا پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ خدا نے ایک رومی عالم کو دربار میں کھڑا کر دیا اور ایک نوجوان کو تخت پر بیٹھا دیا۔ (۲) آپ نے موم بتی جلانے کا کہا۔ راہب سے فرمایا۔ شمع کی روشنی کا رخ متعین کرو۔ راہب نے کہا روشنی کا رخ متعین نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ہر طرف ہے نوجوان نے کہا جس طرح شمع کی روشنی کا رخ ہر طرف ہے اسی طرح رب العزت کا نور بھی ہر طرف موجود ہے۔ اس کے نور کا رخ محدود نہیں کیا جا سکتا۔ (۳) پھر آپ نے راہب کو ۱ تا ۱۰ تک گنتی کرنے کے لئے کہا۔ جب راہب ۱۰ تک شمار کر چکا تو فرمایا اب دس سے ایک تک شمار کرو۔ جب وہ ایک تک پہنچا تو نوجوان نے کہا میں ایک (۱) سے پہلے کا عدد جاننا چاہتا ہوں۔ راہب نے کہا ایک سے پہلے بھی ایک ہی ہے۔ نوجوان نے کہا اگر ایک سے پہلے ایک ہی ہے تو اللہ ہی اللہ ہے جو سب سے اول ہے اس کی کوئی ابتدا نہیں راہب عقلی دلائل سے مطمئن ہو کر مسلمان ہو گیا۔ یہ تھی امام ابو حنیفہؒ کی علمی بصیرت اللہ اکبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

در مدح و منقبت قدوۃ السا لکین زبدۃ العارفین شہباز لامکانی نائب شیر ربانی قبلہ ثانی لاثانی حضرت میاں غلام اللہ صاحب قدس سرہٗ العزیز و رحمتہ اللہ علیہ المعروف بہ حضرت ثانی صاحب شرقپوری مرحوم و مغفور برادر شیر ربانی زیب سجادہ آستانہ عالیہ شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ (م 1377ھ)

از ابو البقا قدر آفاقی عفی عنہ

غلام اللہ دل جانی جنابِ ثانی لاثانیؒ
جمیلِ شمعِ عرفانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

نوائے شیرِ ربانیؒ جنابِ ثانی لاثانیؒ
مریدِ روحِ عرفانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

وہ گوڈا مار کر بھائی کو اقلیم ولایت دی
مرادِ شیرِ یزدانیؒ جنابِ ثانی لاثانیؒ

وہ زیب و زینتِ سجادۂ شیرِ محمدؒ ہیں
وہ "پٹواری" وہ دل جانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

وہ جن کی سادگی تھی پردہ پوشِ رُتبۂ عالی
کمالِ اوجِ عرفانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

دمادم جانبِ منزل رواں تھے نُور پھیلاتے
قسیمِ نُورِ یزدانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

عطا کردی ہدایت کی لگن ہر ملنے والے کو
دلیلِ راہِ فُرقانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

کسے تابِ جلالِ آگہی تھی رُوبرُو اُن کے
شہیدِ حُسن لافانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

گواہی دی ہے جن کے مرتبے کی خاص ولیوں نے
وہ فیضِ شیرِ ربانیؒ جنابِ ثانی لاثانیؒ

شہیدِ غمزۂ حُسنِ ازل اِک جذبۂ صادق
قتیلِ جذبِ عرفانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

عطا کرکے یقین داخل وہ کرتے اپنے حلقہ میں
سراسر تیغ بُرہانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

کرم فرمادیا جب بھی کرم کی اک نظر ڈالی
نگاہِ لُطفِ حقانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

توجہ سے وہ سنتا بات ہر ادنیٰ و اعلیٰ کی
محبت کی فراوانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

وہ پابندِ شریعت محلِ ایمان مخزنِ عصمت
وہ کنزِ فیضِ رحمانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

وہ دیتا درس قرآں خود میاں صاحبؒ کی مسجد میں
نثارِ شمعِ قرآنی جنابِ ثانی لاثانیؒ

وہ بے ظرفوں کو بخشے ظرف پھر بھر بھی دیا ان کو
حبیبِ شیرِ ربانیؒ جنابِ ثانی لاثانیؒ

نگہدارِ مُریدِ کج ادا دَر جَلوت و خلوت
جلالِ روحِ شبانیؒ جنابِ ثانی لاثانیؒ

رفیقِ راہ سالک کے لئے ہر نُور و ظلمت میں
دلیلِ راہِ رحمانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

حدیثِ توبہ' جانِ میکدہ و ساقیٔ رحمت
سراسر عکسِ رُوحانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

وہ مسکینوں کے حق میں جانِ دولت' مخزنِ سطوت
متاعِ شانِ سُلطانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

گلستانِ کرم بُستانِ عظمت' کوکبِ ہمت
وہ نہرِ نُورِ عرفانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

دلِ غافل کو مہمیزِ کرم طُوطیٔ خُوش لہجہ
سرورِ عشقِ لا فانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

ہمارے مُرشدِ کامل ہمارے ملجاء و ملویٰ
نویدِ نوانِ یغمانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

عطا کی شاعرانہ دُھن بشیرِ بے بضاعت کو
متاعِ ذوقِ لافانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

قدرؔ اسکو بنا کر قدر سے بھرپُور فرمایا
قسیمِ فضلِ ربانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

بنا کے اس کو آفاق چلایا اپنی مرضی سے
شُعاعِ نُورِ فارانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

پکڑ کر ہاتھ سالک کا نہ دُنیا میں دیا کھُبنے
حکیمِ راہِ عرفانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

مگن دیکھا گیا ان کو سدا احیائے سُنّت میں
نظیرِ شیرِ حقانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

نثارِ خاکِ راہِ طَیبہ و بکہؔ پدید آمد
بصد شوریدہ سامانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

فروغِ چشم و نُورِ دل کا سلسال بزم تھی اُن کی
بہارِ باغِ فرقانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

وہ سرمستِ رحیقِ رُوح پرور' معدن ہمّت
شریکِ بزمِ سُبحانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

قلمدان ہوگیا ان کو عطا شیرِ محمدؐ کا
ہیں دریائے کرم ثانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

کیا جاری وہ دینی جامعہ حضرت میاں صاحب
تھے نورِ شرعِ حقانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

بنایا رہنما قرآن کو شرع و طریقت میں
عمل میں رُوحِ قرآنی جنابِ ثانی لاثانیؒ

نمود و نام کی خواہش کبھی دل میں نہ در آئی
سراپا کیفِ وجدانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

لطیف ایسی تھی نسبت جس کا عرفان خاصا مشکل تھا
تھے دُوجِ شیرِ ربانیؒ جنابِ ثانی لاثانیؒ

بھرا برتن چھلکتا ہی نہیں وہ چپ ہی رہتا ہے
کمالِ نُورِ عرفانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

جمالِ خامشی شد جانِ اخفائے علوؔ او — حدیثِ لطفِ ربانی جنابِ ثانی لاثانیؒ
نبھایا فرض اپنا جلوۂ شرع و تصوف میں — ہیں نورِ شمع رحمانی جنابِ ثانی لاثانیؒ
شہنشاہِ طریقت، بطلِ حریت، نقیبِ حق — وہ لمعِ شرعِ لافانی جنابِ ثانی لاثانیؒ
خموشی سے رہے محو سفر اور پایا ہر مقصد — کمال شان روحانی جناب ثانی لاثانیؒ
نزول رحمتِ حق کی علامت، بزم دوراں میں — وفورِ فضلِ ربانی جنابِ ثانی لاثانیؒ
سر تحدیثِ نعمت، جانِ عرفاں، ساغرِ وحدت — ہیں بحرِ فیض ایمانی جنابِ ثانی لاثانیؒ
وجودِ شیرِ ربانیؒ کرم کا مطلع اول — کرم کا مطلع ثانی جنابِ ثانی لاثانیؒ
زباں سے لفظ جو نکلے ہوئے پورے بفضلہٖ — لسانِ سیفِ حقانی جنابِ ثانی لاثانیؒ
خزانے دین و دنیا کے ملے شیرِ محمدؒ سے — متاعِ فقر و سلطانی جنابِ ثانی لاثانیؒ
قدرؔ حاضر ہوا جب بارِ اول اُن کی خدمت میں — تھے گویا نورِ عرفانی جنابِ ثانی لاثانیؒ
نبھایا بارِ سجادہ ضیا باری کے مسلک پر — نوائے سوزِ پنہانی جنابِ ثانی لاثانیؒ
وہ شہبازِ مکان و لامکاں سیاحِ الا اللہ — شہودِ راہِ سبحانی جنابِ ثانی لاثانیؒ
بہارِ گلشنِ قرآں ضیائے نیرِ عرفاں — وقارِ بزمِ فرقانی جنابِ ثانی لاثانیؒ
فدائے شرعِ پیغمبرؐ نہالِ باغِ صدیقیؓ — ادائے فقرِ سلمانیؓ جنابِ ثانی لاثانیؒ
قسیمِ دولتِ قاسمؒ و نہر چشمۂ جعفرؒ — دلیلِ فضلِ ربانی جنابِ ثانی لاثانیؒ
چراغِ راہِ بسطامیؒ شریکِ بزمِ خرقانیؒ — شہیدِ رنگِ رحمانی جنابِ ثانی لاثانیؒ
وہ ریحانِ ریاضِ بو علیؒ و یوسفِ ہمدانؒ — وہ رمز رازِ پنہانی جنابِ ثانی لاثانیؒ
وہ شادابیٔ کشتِ عبدِ خالق دین و دنیا میں — سرور و کیفِ روحانی جنابِ ثانی لاثانیؒ
جمالِ عارفؒ ریوگر، دمِ محمودؒ باہمت — متاعِ دردِ لافانی جنابِ ثانی لاثانیؒ
مقیم بارگاہ رامتینیؒ و سماسیؒ وہ — کہ لعلِ کانِ صمدانی جنابِ ثانی لاثانیؒ
وہ جرعہ نوش و ساغر کش کلالیؒ بزمِ عرفاں کے — ہیں محبوبِ شبستانی جنابِ ثانی لاثانیؒ
بہاؤالدین کا نقشِ تقدس جام کیف آور — در خوشِ آبِ ایقانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

رہ و رسمِ علاؤالدینؒ کے حامل کرم فرما
علاجِ مخلف والی جنابِ ثانی لاثانیؒ

صبیح حلقہ یعقوب چرخیؒ صاحب شوکت
نسیم باغِ رحمانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

شہید بقعۂ انوارِ احرارِ عبیداللہ
غلامِ شاہِ عرفانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

سبکسارِ رہِ زاہدؒ زر درویشؒ کے خازن
وہ امکنگی کے دل جانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

بقائے توشۂ باقیؒ صلائے شیخ سرہندیؒ
کلیدِ گنجِ رضوانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

قتیلِ غمزۂ عبدالاحدآں شاہ گلِ وحدت
عطائے فضلِ ربانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

سعیدؒ مؤثر ادا کے باغ کی پاکیزہ تر نکہت
فروغِ نورِ وجدانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

صدائے کوچۂ معصومؒ جامِ پارسا حنفیؒ
محمد شیخ کے جانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

اسیرِ الفتِ حضرت زکیؒ خواجہ زماں صاحبؒ
ضیائے احمدِؒ ثانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

بہ فیضِ حاجی حسن سید شاہ حسینِ ما
کرم ہو ہم پہ سلطانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

بہ یمنِ آل امام و میر صادقؒ سید عالی
سفیرِ راہِ وجدانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

امیرالدین خواجہ کے گل و گلزار کی شوکت
گلِ باغِ ثنا خوانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

بنایا قطبِ دوراں شیر ربانیؒ نے لمحوں میں
وہ عالی ظرف و لاثانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

غلام احمد جمیل احمد کو اقلیمِ طریقت دی
ولائے شیرِ ربانیؒ جنابِ ثانی لاثانیؒ

ولایت کے فلک کے دونوں تاباں تر ستارے ہیں
مدارِ قطبِ روحانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

کرم ہو ہم غلاموں پر خصوصی نظر رحمت ہو
بصد شادی و فرحانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

قدیر فضل کر یارب بحقِ مدحتِ پاکاں
تجلیؒ پیرِ لاثانی جنابِ ثانی لاثانیؒ

حضرت صاحبزادہ میاں غلام احمد صاحب شرقپوری نقشبندی مجددیؒ

ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری

آپؒ ۱۹۲۴ء کو شرقپور شریف میں پیدا ہوئے۔ حضرت شیر ربانی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کا نام غلام احمد رکھا اور سنت کے مطابق ساتویں روز عقیقہ کیا گیا۔ والد ماجد کا اسم گرامی حضرت میاں غلام اللہ صاحب المعروف بہ حضرت ثانی لاثانی رحمتہ اللہ علیہ تھا جو کہ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کے حقیقی برادر اصغر تھے۔ آپؒ کے حقیقی برادر اصغر کا نام حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ ہے جو کہ اپنی تبلیغی سرگرمیوں کی وجہ سے دنیا کے طول و عرض میں مشہور ہیں۔

آپؒ نے اپنی دینی تعلیم کا آغاز قرآن مجید سے کیا اور جلد ہی قرآن پاک کی تعلیم مکمل کر لی پرائمری جماعت کا امتحان اسلامیہ پرائمری سکول شرقپور شریف سے پاس کیا اور میٹرک تک کی تعلیم گورنمنٹ ہائی سکول شرقپور شریف سے حاصل کی۔ طب کا امتحان طبیہ کالج لاہور سے پاس کیا۔ آپؒ نے قرآن، حدیث، فقہ، تاریخ اور دیگر فنون کا مطالعہ فرمایا۔ حضرت شیر ربانی رحمتہ اللہ علیہ کی نظر کرم سے علم لدنی حاصل ہوا۔ آپؒ بہترین خطیب

تھے۔ آپؒ نے اپنے والد ماجد حضرت قبلہ میاں غلام اللہ صاحب شرقپوریؒ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ آپؒ کے والد ماجد نے آپؒ کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ فرمائی اور خلافت سے بھی نوازا۔

آپؒ نے تحریک پاکستان میں دوسرے مشائخ اہلسنّت کے ساتھ مل کر حصہ لیا اور اس تحریک میں اپنے والد گرامیؒ کی بھرپور معاونت کی۔ آپؒ نے تحریک ختم نبوت میں بھی عملی جدوجہد کی اور بھرپور کردار ادا کیا۔ تحریک نظام مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

حضرت میاں غلام اللہ صاحب شرقپوری المعروف بہ حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۹۴۵ء میں شرقپور شریف میں جامعہ حضرت میاں صاحب کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا جس کا انتظام خود چلاتے رہے۔ حضرت ثانی لاثانیؒ کے انتقال کے بعد جامعہ کے انتظام و انصرام کی ذمہ داری حضرت صاحبزادہ صاحب کے کندھوں پر آ پڑی۔ چنانچہ اس وقت سے لے کر تادم وصال اپنا فرض ادا کرتے رہے۔ ۱۹۷۲ء میں "جامعہ حضرت میاں صاحب" کو حکومت نے محکمہ اوقاف کو دے دیا تو حضرت قبلہؒ نے اس ادارہ کے متبادل "جامعہ حضرت ثانی صاحب" کے نام سے نیا ادارہ بنالیا۔ اس ادارہ کو بھی آپؒ نے بڑی کامیابی سے چلایا۔ پھر جب ۱۹۸۸ء میں حکومت نے "جامعہ حضرت میاں صاحب" واپس کر دیا تو حضرت صاحبزادہ صاحبؒ نے "جامعہ حضرت ثانی صاحب" کو "جامعہ حضرت میاں صاحب" میں ضم کر دیا۔ اس جامعہ سے ہزاروں حفاظ، علماء اور مدرسین فیض یاب ہوتے ہیں اور دنیا کے گوشے گوشے میں علم و عرفان کی روشنی پھیلا رہے ہیں۔

آپؒ نے شرقپور شریف میں "مکتبہ حضرت میاں صاحب" کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ قائم کیا جس کے ذریعے بہت سی دینی کتب چھاپ کر عوام الناس اور متوسلین میں تقسیم کی گئیں۔ اس ادارہ کی طرف سے جو کتب چھاپی گئیں ان میں سے چند کے نام یہ ہیں (۱) تحفہ ا... (۲) الدرا المنظم فی حکم مولد النبی المعظم (۳) خزینہ معرفت (۴) حقائق (۵) حیات جاوید اور (۶) کرامات شیر ربانی منظوم۔ موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق آپؒ جلسوں اور کانفرنسوں وغیرہ کی صدارت فرماتے تھے اور اپنے صدارتی خطابات میں عوام الناس کو نماز کی پابندی کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا کرنے کی ہدایت فرماتے تھے۔ اس طرح ہزاروں لوگوں کی آپؒ نے اصلاح فرمائی اور وہ دین دار بن گئے۔

حضرت میاں غلام اللہ صاحب شرقپوریؒ کے وصال کے بعد "جامعہ مسجد حضرت میاں صاحب" شرقپور شریف میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے عقیدت مند جمعۃ المبارک کے دن آپؒ کا وعظ مبارک سننے کے لئے آتے تھے اور علم و عرفان کی دولت سے مالا مال ہو کر جاتے تھے۔ آپؒ آستانہ عالیہ کی روایت کے مطابق فرداً فرداً مریدین کی خیریت دریافت فرماتے تھے اور حاجت مندوں کے حق میں دعائے خیر فرماتے تھے۔ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ اور حضرت ثانی لاثانیؒ کے چشمہ فیض سے لوگوں کی حاجات آپؒ کی دعا سے پوری ہو جاتیں۔ آپؒ نے قیام پاکستان اور اسلام کی خاطر "تحریک قیام پاکستان" سے لے کر "تحریک نظام مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)" تک سیاست میں عملی حصہ لیا اور ان تحریکوں کو

کامیاب بنانے کے لئے شب و روز کوشش کی تاکہ پاکستان صحیح اسلامی مملکت بن سکے۔ آپؒ نے پہلی دفعہ فریضہ حج ۱۹۶۰ء میں ادا کیا اور حج بیت اللہ کی سعادت ۳۰ مرتبہ حاصل کی۔ ۱۹۹۴ء کے حج کے بعد آپؒ کی صحت خراب ہو گئی اور پھر آپؒ مزید حج نہ کر سکے۔

آپؒ کی طبیعت جلالی تھی۔ غلط بات کو برداشت نہیں کرتے تھے۔ آپؒ جب کسی پیر، عالم یا جاہل یا مشہور شخصیت کو غیر شرعی کام کرتے دیکھتے تو اس کی اصلاح اور تربیت کے لئے اسے ڈانٹ دیتے۔

آپؒ صاحب کرامت ولی تھے جس کسی کے لئے خصوصی دعا فرماتے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اور حضرات میاں صاحبان کا صدقہ قبول فرماتا اور لوگوں کی حاجات پوری ہو جاتیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل عظیم سے آپؒ کو چار صاحبزادیاں اور تین صاحبزادے عطا فرمائے ہیں۔ صاحبزادگان کے نام یہ ہیں۔ (۱)صاحبزادہ حضرت میاں رؤف احمد صاحب (۲) صاحبزادہ میاں مرغوب احمد صاحب (۳)صاحبزادہ حافظ قاری میاں محمد ابوبکر صاحب شرقپوری۔

آپؒ نے حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری اور حضرت ثانی لاثانیؒ کی روایت کو قائم رکھتے ہوئے لنگر کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپؒ تلاوت قرآن پاک کثرت سے کیا کرتے تھے زیادہ سے زیادہ نوافل ادا کیا کرتے تھے۔ تہجد گزار تھے۔ آپؒ کا کھیتی باڑی کا سلسلہ تھا اس لئے اس کی بھی نگرانی فرمایا کرتے تھے۔

آپؒ ۵ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ بمطابق ۱۱ جولائی ۱۹۹۷ء بروز جمعۃ المبارک

سجدہ کی حالت میں ۳۷ سال کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپؒ کی نماز جنازہ آپؒ کے حقیقی برادر اصغر حضرت میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ نے صبح ساڑھے سات بجے بروز ہفتہ ۱۲ جولائی ۱۹۹۷ء کو پڑھائی۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ شریک ہوئے۔ آپؒ کو حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ اور حضرت میاں غلام اللہ صاحب شرقپوریؒ کے مزار مبارک کے اندر دفن کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ آپؒ کے درجات بلند فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

اقوال زریں

حضرت غوث الاعظم شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانیؒ

1 مساجد سے پیار، قرب الٰہی اور درود شریف کی کثرت سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

2 زمانہ شباب میں جذبات غالب ہوتے ہیں ان پر قابو پانا چاہئے۔

3 کارگر نصیحت وہی ہے جو عمل کی زبان سے ہو۔

4 اصل کمال سوز و یقین، عفو و شہود، سنت و ملت محمدی سے والہانہ عشق و شیفتگی، دل سوزی اور خلق اللہ کے لئے بے پناہ محبت و شفقت کا جذبہ ہے۔

5 وہ انسان ہونے کا دعویٰ نہ کرے جو خود تو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا سوئے۔

6 اللہ سے ڈرنے والے اور اسی کا خوف و خشیت رکھنے والے کی ہی دعائیں قبول ہوتی ہیں

7 علماء حق، صلحاء اور اولیاء اللہ پہاڑوں کی مانند ہیں جن کو آفات اور مصائب کی آندھیاں متزلزل نہیں کر سکتیں وہ توحید کے مقام سے جنبش نہیں کرتے۔

منقبت در شان عالیشان فخر المشائخ، پیر طریقت، چشمہ ہدایت، حامیٔ شریعت صاحبزادہ میاں غلام احمد صاحب شرقپوریؒ، سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرق پور شریف، ضلع شیخوپورہ

از قدر آفاقی عفی عنہ

ا — آپ ہیں فخر المشائخ آپ ہیں مینائے فیض
یعنی ہم پیاسوں کے حق میں آپ ہیں دریائے فیض

آپ کے زیرِ قدم عزّ و شرف جاہ و جلال
آپ کی نظر کرم سے ہم سے بے مایہ نہال

آپ کی شانِ کرم ناداں سمجھ سکتے نہیں
فقر و سلطانی و شاہی آپ کے زیرِ نگیں

آپ کو حق نے عطا کی ہے وہ شانِ ارجمند
آپ کے در سے ہے جاری فیضِ ایمانِ بلند

آپ ہیں فخر المشائخ آپ سجادہ نشیں
شرق پور کی بارگاہِ ناز کے صدر و امیں

ہوگئی لغزش بھی جس سے ہے اسے صد اعتراف
ہم گنہگاروں خطاکاروں کو کر دیجیے معاف

آپ کے گھر کی ہے باندی دولتِ عفو و یقیں
رحم کیجیے ہم پہ بہرِ رحمۃ للعالمین

آپ ہیں ابرِ کرم اور نکہتِ بادِ بہار
آپ ہیں فخر المشائخ ہم سراپا انکسار

آپ کو اللہ نے کیا رتبۂ والا دیا
آپ نے بے مایگاں کو اہلِ سرمایہ کیا

نظرِ رحمت سے پردائے ابرِ رحمت تن گئی
آپ نے چاہا ادھر یاروں کی بگڑی بن گئی

توڑ ڈالا ہر پریشانی و بدحالی کا زور
اور خوشی سے ناچنے لاگے قدر کے من کے مور

آرزو کرلی جو اس در سے وہ پوری ہوگئی
جاگ اٹھی قسمت قدر اور دور دوری ہوگئی

آپ کے در پر جو آیا فیض سے اَٹ کر گیا
اور عطا کا سلسلہ پھر حشر تک جاری رہا

کھا کے جو ٹھوکر گرے تو بچ گئے وہ بال بال
اور پھر ان کو ملی اس در سے معراجِ کمال

ہے دعا تاحشر دریائے سخا بہتا رہے
فیضِ لاثانیؒ و شیرِ حقؒ سدا لٹتا رہے

۲۔ غلام احمد میاں فخر المشائخ
سرورِ مسندِ ثانی کے قاسم
سزا وارِ کلاہِ شان و عظمت
عطاؤں کے چمن کی آبرو ہیں
کرم باری کا مرکزِ جان و عفت
عمل بر شرع و سُنّت اُن کا شیوہ
ترحم کا ہے باعث تُر شروئی
سراپا مخزنِ لطف و عنائت
نگاہِ لُطف گنجینہ کرم کا
وہ فضلِ حق کا ہیں عُنوان یکسر
وہ بے عقلوں کے حق میں عقلِ کامل
وہ علم و عشق کا مخزن سراپا
عطا ہوتا ہے جب دست کرم سے
بحسب ظرف پا کر خوش ہیں سائل
دوائے درد و غم ان کی نظر ہے
بہ فیضِ ثانی خورشید ولائت
ہیں مالی دین و دنیا کے چمن کے
طریقِ شیر ربانیؒ کے سالک
خموشی عظمتوں کی پردہ پوشی
بلا کر گھر سے دیتے ہیں خزانے
منا کر عرس و ایام بزرگاں
فقیروں کے لئے ملجاء و ماوئی

جہانِ فقر کے شمس المشائخ
متاعِ شیرِ ربانی کے قاسم
غلام اللہ کے جلووں کی رفعت
دھنک میں نقشبندی رنگ و خو ہیں
نظر ان کی عنائت ہی عنائت
ملے سالک کو بھی جنت کا میوہ
کہ جس سے دُور ہو جاتی ہے دُوئی
کرم ہوتا ہے بے حد و نہائت
قدر نے بھی یہ توشہ خوب لوٹا
ہیں بے قدروں کی قدرو شان یکسر
عطا کرتے ہیں گمراہوں کو منزل
فقیروں پہ کرم فرمائے یکتا
تو مٹ جاتے ہیں جھگڑے بیش و کم کے
وہ پا لیتے ہیں من کی میٹھی منزل
جو ہے ناداں وہ اس سے بے خبر ہے
بفضلِ حق وہ ماموِرِ عنائت
محافظ ہیں وہ رسمِ جان و تن کے
عطاؤں کے تمندار اور مالک
جلالِ حق نوائے صلح کوشی
یہی حق ہے کوئی مانے نہ مانے
تصوف کے ہیں خادم گُل بداماں
وہ بھر مفلساں دولت کا رینا!

کریں جب چشمِ رحمت کو کشادہ
خدا کا فضل ہوتا ہے زیادہ

کمی رہتی نہیں دنیا و دیں کی
بڑھے توقیر و تمکین اہلِ دیں کی

عقیدت سے جو آ جاتا ہے در پر
کبھی خالی نہیں جاتا وہ یکسر

کبھی جو بحرِ حق وہ سرگراں ہیں
محبت کا بھی بحرِ بیکراں ہیں

چلیں اسلاف کے نقشِ قدم پر
ہمارے پیشوا، سر خیل و رہبر

وجود ان کا کرامت ہی کرامت
پیام ان کا محبت ہی محبت

ہے اک ابر کرم شان جلالی
ہے مبتدیوں کے حق میں خوش کمالی

جمالی شان بھی رحمت کی چھم چھم
ہیں ان کے پائے کے دنیا میں کم کم

کسی سائل کو جب مشکل میں دیکھیں
دعا چپکے سے اس کے حق میں کردیں

ہے تڑپاتی انہیں ملت کی حالت
رلاتی ہے انہیں تذلیلِ اُمت

شریعت اور طریقت کے وہ راہی
ملی ہے معرفت کی بادشاہی

حقیقت کے سمندر کے شناور
وہ صہبائے محبت کیف آور

نویدِ فتح و نُصرت ان کے جلوے
فروغِ دین و دل ارشاد ان کے

ہلالِ عید ابرو کے اشارے
کہ ہوجاتے ہیں بس وارے نیارے

بیاد شیر ربانی ادارہ
کہ جس کو ثانی صاحب نے سنوارا

کریں حضرت اب اس کی آبیاری
ہے فیضِ جامعہ جاری و ساری

وہ زیبِ مسند شیر حقانی
ہیں کامل تر بزرگوں کی نشانی

کرمِ گستر ہیں شہباز ولائت
ہیں بہر عاصیاں چشم عنایت

دل ثانیؒ میاں صاحبؒ کے جانی
قدر حاضر ہے محو مدح خوانی

نہال اس کو ہمیشہ کیجئے گا
کرم سے اس کو توشے دیجئے گا

فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری

ماسٹر احمد علی شرقپوری نقشبندی مجددی

تاریخ پیدائش : آپ حضرت ثانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے گھر مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۳۳ء بمطابق ۲۷ شوال ۱۳۵۱ھ بروز جمعرات صبح صادق کے وقت سرزمین شرقپور شریف میں پیدا ہوئے۔

اس وقت حضرت ثانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نماز فجر کی ادائیگی کے لئے مسجد میں تشریف فرما تھے۔ نماز سے فراغت کے بعد آپ تشریف لائے تو دائی مائی گاماں (غلام فاطمہ زوجہ رحیم بخش) نے بچے کی پیدائش کی خوشخبری سنائی۔ یہ خبر سنتے ہی حضرت کا چہرہ خوشی و مسرت کے باعث کھل گیا۔ جب آپ اندر تشریف لائے تو مائی گاماں نے بچہ پیش کرتے ہوئے کہا۔ "حضور! میرے شہزادے پیر کے کانوں میں اذان کہیں اور گھٹی دیں"۔ حضرت ثانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے مائی گاماں کو دوسرے تحائف کے علاوہ -/۶۰ روپے نقدی بھی دی اور دوسرے دن رحیم بخش ماچھی کو ۲۵ روپے نقدی عنایت فرمائی۔

نام و نسب : کسی عورت نے حضرت ثانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا۔ "یہ بچہ تو جمیل (خوبصورت) ہے آپ نے فرمایا۔ "جمیل تو صرف احمد کی ذات ہے۔ چنانچہ جمیل اور احمد کو ملا کر شہزادے کا نام "جمیل احمد" رکھا گیا۔ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد واقعی اسم بامسمی (مظہر جمالِ احمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ والد صاحب کا نام میاں غلام اللہ اور دادا جان کا نام میاں

عزیز الدین تھا تو پورا نام یوں ہوا جمیل احمد بن غلام اللہ بن عزیز الدین۔

عقیقہ : سنت مصطفوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مطابق نومولود شہزادے کی ولادت باسعادت کے ساتویں روز عقیقہ اور ختنہ کیا گیا۔ آپ کا ختنہ لالہ غلام محمد حجام نے کیا۔ یہ لالہ غلام محمد حجام قبلہ شیر ربانی اور ثانی صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ کی حجامت بھی بنایا کرتے تھے۔

آغاز تعلیم : حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے اپنی تعلیم کا آغاز قرآن پاک سے کیا۔ آپ نے سات سال کی عمر میں مولانا محمد علی صاحب سے قرآن مجید ناظرہ پڑھ لیا۔

علوم اسلامیہ کا آغاز : قرآن مجید ناظرہ مکمل کرنے کے بعد آپ نے علوم اسلامیہ کا آغاز کر دیا۔ چنانچہ آپ نے اپنے والد محترم قبلہ ثانی لاثانی رحمتہ اللہ علیہ سے شیخ سعدی شیرازی کی مشہور زمانہ کتب گلستان اور بوستان وغیرہ باقاعدگی سے پڑھنا شروع کر دیں۔ علوم اسلامیہ سے فراغ کے بعد آپ نے مذہبی کتب فارسی' عربی اور اردو کا مطالعہ جاری رکھا۔ اسی ذوق نے آپ کو تصانیف کے میدان میں داخل کر دیا کہ اب آپ صاحب تصانیف ہیں۔

پرائمری سکول میں داخلہ : قرآن مجید ناظرہ مکمل کرنے اور والد گرامی سے علوم اسلامیہ کا آغاز کرتے ہی اسلامیہ پرائمری سکول شرقپور شریف میں ۱۹۴۰ء میں سات سال کی عمر میں داخلہ لیا۔ سکول کے ہیڈ ماسٹر محمد احمد خان تھے جو باریش ہونے کے ساتھ ساتھ صوم و صلوٰۃ کے پابند بھی تھے۔ یہ وہ دور تھا کہ

سکول) میں ہندو اور مسلمان مشترکہ طور پر کام کرتے تھے۔ لیکن "اسلامیہ پرائمری سکول" کی یہ امتیازی خصوصیت تھی کہ اس میں صرف مسلمان اساتذہ کی تقرری ہوتی تھی۔ ایسے گویا حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کو فخر حاصل ہے کہ آپ کے تمام اساتذہ مسلمان تھے۔

ہائی سکول میں داخلہ: حضرت صاحبزادہ صاحب عام بچوں کی طرح گلی کوچوں اور بازاروں میں گھومنا ہرگز پسند نہیں کرتے تھے۔ آپ سکول سے فراغت کے بعد فوراً گھر تشریف لے آتے اور اپنی تعلیم میں مصروف ہو جاتے۔ آپ نے ۱۹۴۴ء میں نمایاں نمبروں میں پرائمری کا امتحان پاس کیا اور گورنمنٹ ہائی سکول شرقپور شریف میں داخلہ لیا۔

بچپن کی عادات و اطوار: حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ کا بچپن عام لڑکوں سے بالکل مختلف تھا۔ قیمتی وقت ضائع کرنا، شرارتیں کرنا اور لڑائی جھگڑا کرنا اور دوسری غلط عادات سے آپ کو سخت نفرت تھی۔ اس لئے آپ ایسے امور سے ہمیشہ دور رہے ہیں۔ آپ اپنے اساتذہ کا دلی احترام کرتے اور ان کی فرمانبرداری کرتے تھے۔ پورے زمانہ تعلیم کے دوران کسی استاد کو آپ سے کبھی شکایت نہیں ہوئی۔ میٹرک کے بعد آپ نے آغا دوست محمد تکمیلی سے طب کی کتابیں پڑھیں۔

اساتذہ: حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے جملہ اساتذہ کا علم تو نہیں ہو سکا تاہم چند کے نام یہ ہیں۔ (۱) حضرت قبلہ ثانی لاثانی میاں غلام اللہ صاحب، (۲) شیخ محمد عثمان صاحب قصوری، (۳) سید اقبال احمد

شاہ' (۴) شیخ مولوی حسن محمد' (۵) محمد احمد خان۔

بیعت : آستانہ عالیہ شیر ربانی کسی تعارف کا محتاج نہیں اس آستانہ سے ہزارون نہیں لاکھوں لوگ وابستہ ہیں۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کے دلوں میں اس آستانہ کی عقیدت اور محبت پائی جاتی ہے۔ حضرت قبلہ صاجزادہ صاحب مدظلہ نے حضرت شیر ربانی رحمتہ اللہ علیہ کے برادر اصغراور اپنے والد گرامی حضرت میاں غلام اللہ المعروف ثانی لاثانی رحمتہ اللہ علیہ کے دست اقدس پر بیعت ہونے کا شرف حاصل کیا۔

شفقت پدری : حضرت قبلہ میاں غلام اللہ صاحب المعروف حضرت ثانی لاثانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپنے جملہ متوسلین' عقیدت مندوں اور مریدوں سے ہمیشہ حسن اخلاق کا برتاؤ فرماتے۔ ہر عقیدت مند یہی کہتا کہ حضرت مجھ سے زیادہ شفقت فرماتے ہیں۔ حضرت قبلہ ثانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی جو نظر کرم اپنے صاجزادگان بالخصوص حضرت صاجزادہ میاں جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم پر تھی' اس کی کیفیت بیان سے باہر ہے۔

تصانیف : آپ صاحب تصنیف بزرگ ہیں۔ آپ تصنیف و تالیف کی اہمیت کو خوب جانتے ہیں اور صاحب تصیف علماء اور فضلاء کا احترام کرتے ہیں۔ عوام الناس کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے کے لئے بہت سی کتابیں تالیف فرمائیں اور چھاپ کر تقسیم فرمائیں۔ آپ کی مشہور تصانیف کے نام یہ ہیں۔

(۱) مسائل نماز' (۲) عربی گرائمر' (۳) تذکرہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ' (۴) ارشادات مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ (۵) تذکرہ مشائخ نقشبندیہ (دو

جلد)‘ (۶) تذکرہ شیر ربانی رحمتہ اللہ علیہ اور (۷) مجدد الف ثانی (تین جلد)

علم اور علماء سے محبت : چونکہ حضرت قبلہ صاحبزادہ میاں جمیل احمد دامت برکاتہم العالیہ صاحب علم ہیں اس لئے علم و علماء کی آپ قدر کرتے ہیں اور ان کا مقام پہچانتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علماء کرام سے آپ کے گہرے تعلقات رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت علامہ محمد بخش مسلم‘ محقق اہلسنّت حکیم محمد موسیٰ امرتسری‘ مولانا محمد اکرام مجددی‘ حضرت مولانا غلام محمد ترنم‘ مولانا محمد عمر اچھروی‘ سید فیض الحسن شاہ صاحب آلو مہار شریف‘ شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی اور سید ریاض حسین شاہ صاحب وغیرہ آپ کے احباب میں سے ہیں۔ مولانا محمد سردار احمد صاحب (فیصل آباد) سید احمد سعید کاظمی (ملتان) شیخ التفسیر سید ابوالبرکات۔ مولانا غلام معین الدین نعیمی‘ عبدالحامد بدایونی‘ محمد عبدالقیوم ہزاروی‘ مولانا فضل سبحان (کراچی) سید محمد عارف شاہ صاحب قادری راولپنڈی‘ مولانا غلام دین انجن شیڈ لاہور‘ علامہ غلام رسول رضوی فیصل آباد سے خوش گوار روابط تھے۔

مشائخ عظام : پیر طریقت رہبر شریعت شیخ گل صاحب لنڈی کوتل پشاور۔ حضرت صاحبزادہ غلام نقشبند علیہ الرحمتہ۔ سجادہ نشین آستانہ عالیہ چورہ شریف۔ بدرالمشائخ حضرت صاحبزادہ پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب۔ سجادہ نشین علی پور شریف۔ پیر طریقت حضرت صاحبزادہ غلام محی الدین عرف باؤ جی سرکار سجادہ نشین گولڑہ شریف۔ حضرت والا شان خواجہ خان محمد صاحب سجادہ نشین تونسہ شریف۔ حضرت صاحبزادہ خواجہ نظام الدین صاحب سجادہ نشین تونسہ شریف۔ صاحبزادہ پیر

علاؤ الدین صدیقی سجادہ نشین نیریاں شریف آزاد کشمیر۔ پیر طریقت حضرت پیر محمد زاہد خان صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ موہڑہ شریف۔ پیر طریقت حضرت صاحبزادہ پیرہارون رشید صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ موہڑہ شریف۔ حضرت خواجہ محمد نقشبند صاحب کریاں پا کپتن شریف۔ پیر طریقت حضرت خواجہ حبیب الرحمٰن صاحب محبوبی ڈھانگری شریف آزاد کشمیر' حال بریڈ فورڈ یو کے۔ پیر طریقت حضرت محمد مطلوب الرسول اللہ شریف ضلع چکوال۔

حسن اخلاق : حضرت قبلہ دامت بر کاتہم العالیہ کو اللہ تعالٰی نے بے شمار خوبیوں اور اوصاف سے نوازا ہے۔ آپ بہت حلیم الطبع ہیں اور آپ میں سب سے زیادہ نمایاں خوبی یہ ہے کہ مہمان نوازی میں سنت مصطفوی کے مطابق خاطرو تواضع کے بغیر جانے کی اجازت نہیں دیتے۔ تکبرو غرور وغیرہ بیماریوں سے آپ کو سخت نفرت ہے' عاجزی و انکساری آپ کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ اپنے حلقہ ارادت میں انکساری اور حسن اخلاق کا درس دیتے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مریدین' متوسلین اور عقیدت مندوں میں بھی یہ وصف نمایاں ہے۔ بیماروں کی عیادت کرنا' بیکسوں کا سہارا بننا' مفلسوں کی اعانت کرنا' جنازے میں خود شرکت کرنا' غلطی پر مواخذہ نہ کرنا اور ہر ایک سے شفقت و محبت کا برتاؤ کرنا آپ کی عادات میں شامل ہے۔

انکساری : قبلہ صاحبزادہ صاحب دامت بر کاتہم العالیہ عاجزی و انکساری کی تصویر ہیں۔ کسی کے منہ سے اپنی تعریف سننا پسند نہیں کرتے اگر کوئی مرید یا عقیدت مند ایسا کرنے کی کوشش کرتے تو آپ فوراً" سختی سے ٹوک دیتے ہیں۔

ایک دن مرشد کامل کے سلسلے میں گفتگو شروع ہو گئی تو آپ نے مخصوص انداز میں فرمایا "ہم کون سے مرشد کامل ہیں۔ بس سائیں ایک خادم کی حیثیت سے بٹھا گئے ہیں آنے والوں کو دال چپاتی کھلا چھوڑتا ہوں ورنہ مرشد کامل تو وہ ہوتا ہے جو اس کے پاس مرید ہونے کو آئے اپنی نظر باطن سے اس کے سینہ سے تمام کدورت اور زنگار' حسد اور گناہ کرنے کی خواہش کو صاف کر دے۔ پھر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے اور خدا تک پہنچا دے"۔

ایک مدرس کی حیثیت سے : اسلامی معاشرے میں استاد کو نمایاں مقام حاصل ہے کیونکہ اس کی کاوششوں سے اسلامی قوانین کی معرفت' تجربہ اور ان پر عمل پیرا ہونے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔ استاد کی کوششوں سے انسان حیوانات سے ممتاز اور فرشتوں سے افضل بن جاتا ہے۔ ہر نبی خود اپنے وقت کا بہترین مدرس (استاد) رہا ہے۔ تمام اولیاء کرام اپنے حلقہ ارادت میں مدرس کی حیثیت سے قرآن' حدیث' فقہ اور تصوف کا درس دیتے رہے۔ حضرت قبلہ صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ بھی ایک بہترین تجربہ کار مدرس ہیں۔ آپ اپنے حلقہ ارادت میں قرآن' حدیث' فقہ اور تصوف کا مسلسل درس دیتے رہتے ہیں۔ آپ کی کوشش ہوتی ہے کہ آنے والا مہمان عملی طور پر کچھ سیکھ کر جائے۔ مریدین کے علاوہ "دارالمبلغین حضرت میاں صاحب" کے طلبہ کو بھی بعض اوقات آپ سبق پڑھاتے ہیں۔

جناب محترم ماسٹر محمد انور قمر شرقپوری کا بیان ہے کہ جناب قبلہ صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے "دارالمبلغین حضرت میاں

صاحب" کے طلبہ کو خوشخطی سکھانے کے لئے مجھے مقرر فرمایا۔ میں سکول کے وقت سے قبل ان کو خوشخطی کی تعلیم کے فرائض سرانجام دیتا رہا ہوں۔ میں نے خود دیکھا کہ حضرت قبلہ فخرالمشائخ مدظلہ ان طلبہ کو فارسی کی مشہور زمانہ کتب گلستان اور بوستان وغیرہ پڑھا رہے ہیں۔

خوان جمیل : ہر انسان اپنی ہمت و طاقت کے مطابق اپنا دسترخوان بچھاتا ہے۔ کسی کا دسترخوان احباب اور عوام الناس کے لئے ہفتہ میں ایک بار بچھتا ہے' کسی کا مہینے میں ایک بار اور کسی کا سال میں ایک بار بچھتا ہے۔ لیکن فخرالمشائخ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم کا دسترخوان کسی مقام یا زمانہ سے مقید نہیں ہے۔ بلکہ ہر وقت اور ہر ملک میں بچھا ہوا ہے اور یہ ہر روز اور ہر ملک میں بچھنے والا دسترخوان دراصل "خوان شیر ربانی" ہے شیر ربانی دسترخوان شرقپور شریف' اسلام آباد' کراچی' لاہور' مدینہ طیبہ' ترکی' عراق' لندن اور دوسرے ممالک میں بچھا ہوا ہے۔ اس دسترخوان سے خواص و عوام مسلم اور غیر مسلم سب مستفید ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ انشاء اللہ العزیز یہ دسترخوان خواہ سادہ ہے۔ اسی خوان کی بدولت بے شمار بیماروں کو صحت یابی ہوئی اور لاکھوں افراد کی تقدیریں بدل گئیں۔ جو شخص ایک بار اس دسترخوان پر بیٹھتا ہے اس کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ اسے یہ سعادت پھر حاصل ہو۔

حلیہ مبارک : حضرت فخرالمشائخ دامت برکاتہم العالیہ کا قد مبارک میانہ' چہرہ مبارک پررونق' آنکھیں موٹی لیکن ہمہ وقت جھکی ہوئی' پیشانی کشادہ و بارعب' بینی مبارک اونچی' گفتار میں نرمی لیکن اللہ تعالیٰ اور مصطفیٰ کریم صلی اللہ

علیہ و آلہ وسلم کی رضا کے لئے کسی موقعہ پر جلالت غالب آ جاتی ہے اور آپ کا قدرتی حسن و جمال اسم بامسمی خواص و عوام کو دعوت نظارہ دے رہا ہے۔

لباس مبارک : قرآن مجید میں اطاعت رسول کو اطاعت الٰہی قرار دیا گیا ہے بلکہ اطاعت الٰہی اطاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک سنت پر عمل کرنے سے سو شہید کا ثواب ملتا ہے۔ حضرت قبلہ سیدی صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ عاشق رسول بلکہ فنافی الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپ کی نشست و برخاست 'گفتار' رفتار' سونا' جاگنا' کھانا تناول کرنا' پانی نوش کرنا اور لباس الغرض اوڑھنا بچھونا سنت مصطفوی کے مطابق ہے۔ پاؤں میں جوتے' سر پر عمامہ اور ٹوپی' جبہ مبارک اور پاجامہ سنت کے عین مطابق ہے۔

مذہبی خدمات

فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ کی مذہبی خدمات کا حلقہ بہت وسیع ہے ان کو تحریر میں لانے کے لئے دفتر چاہیے تاہم ذیل میں چند سطور بطور تبرک سپرد قلم کی جاتی ہیں۔

دارالمبلغین حضرت میاں صاحب کا قائم کرنا : حضرت قبلہ و کعبہ شیر ربانی میاں شیر محمد رحمتہ اللہ علیہ نے "تحریک احیاء السنت" کی بنیاد رکھی اور حضرت میاں غلام اللہ المعروف حضرت ثانی لاثانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اس تحریک کو مزید ترقی دینے کے لئے "جامعہ حضرت میاں صاحب" ۱۹۴۴ء میں بنیاد

رکھی۔ اس تحریک کو مزید ترقی دینے کے لئے حضرت صاجزادہ میاں جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم نے ۱۹۶۰ء میں سرزمین شرقپور شریف میں ''دارالمبلغین حضرت میاں صاحب'' کے نام سے ایک ادارہ کی بنیاد رکھی' جس میں تدریس کے فرائض کی سرانجام دہی کے لئے مستند اور تجربہ کار اساتذہ کی خدمات حاصل کی گئیں۔ اس ادارہ میں قرآن' حدیث' تفسیر' فقہ' اصول حدیث' اصول فقہ' منطق' فلسفہ' صرف' نحو' ادب اور لغت وغیرہ علوم و فنون کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس ادارہ سے ہزارون حفاظ اور علماء نے فیض حاصل کیا اور دنیا بھر میں علم و عرفان کی روشنی پھیلانے میں مصروف عمل ہیں۔ دارالمبلغین حضرت میاں صاحب کے چند مشہور ترین اساتذہ کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

۱۔ حضرت العلام مفتی محمد عبدالغفور صاحب پرنسپل جامعہ فاروقیہ رضویہ باغبانپورہ لاہور۔

۲۔ استاد العلماء مفتی مزمل حسین شاہ صاحب پرنسپل جامعہ حسینیہ سید پورہ' لاہور

۳۔ حضرت مولانا اکبر علی صاحب شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ' سابق سفیر دارالمبلغین حضرت میاں صاحب رحمت اللہ علیہ۔

۴۔ حضرت مولانا عبدالغفور الوری صاحب پرنسپل جامعہ فیاض العلوم' راولپنڈی۔

۵۔ حضرت مولانا منصب علی صاحب شرقپوری

۶۔ حضرت مولانا محمد شریف صاحب ملتان شریف

جامعہ حضرت شیر ربانی برائے طالبات : "دارالمبلغین حضرت میاں صاحب" میں صرف لڑکوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا جاتا تھا اس لئے ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ سرزمین شرقپور شریف میں طالبات کے لئے بھی کوئی ادارہ قائم کا جائے۔ چنانچہ فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے ۱۹۹۳ء میں "جامعہ حضرت شیر ربانی برائے طالبات" کی بنیاد رکھ کر اس ضرورت کو پورا فرمادیا۔ چونکہ دارالمبلغین حضرت میاں صاحب کی طرح اس ادارہ کی بنیاد بھی خلوص اور للہیت سے رکھی گئی ہے اس لئے اس ادارہ کو بھی بطفیل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی حاصل ہوئی۔ اس میں طالبات کو حفظ قرآن' قرآت' عالمہ فاضلہ کے نصاب کے علاوہ دیگر علوم وفنون کی مکمل تعلیم دی جاتی ہے۔

عرس شیر ربانی اور عرس ثانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا اہتمام :

بزرگان دین کا عرس دراصل ایصال ثواب کی محفل ہوتی ہے جس کے ثبوت میں قرآن وسنت میں کثیر دلائل موجود ہیں۔ علاوہ ازیں ایسی محفل تبلیغ دین اور اصلاح نفس کا بھی ذریعہ ہوتی ہے۔ حضرت قبلہ فخر المشائخ صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ سرزمین شرقپور شریف میں سال میں تین عرس منعقد کرتے ہیں۔ پہلا عرس تو حضرت شیر ربانی رحمتہ اللہ علیہ کا ہے جو ہر سال ۱' ۲' ۳ ربیع الاول شریف کو منعقد ہوتا ہے۔ اس موقعہ پر آنے والے ہزاروں افراد کے لئے قیام و طعام کا معقول انتظام کیا جاتا ہے۔ عرس مبارک کے دوران حسن قرات' نعت خوانی اور تقاریر کی تقاریب کا اہتمام ہوتا ہے۔ دوسرا

عرس مبارک شیر ربانی رحمتہ اللہ علیہ کے برادر اصغر حضرت ثانی لاثانی رحمتہ اللہ علیہ کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہ عرس ہر سال یکم دوم کاتک کو شرقپور شریف میں منعقد ہوتا ہے۔ جس میں ملک کے طول و عرض سے ہزاروں عقیدت مند شرکت کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ تیسرا عرس مبارک حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

عرس شیر ربانی کا انعقاد اسلام آباد میں: حضرت قبلہ فخر المشائخ صاحبزادہ صاحب مد ظلہ کی طرف سے "عرس شیر ربانی" کا اہتمام صرف شرقپور شریف تک محدود نہیں ہے بلکہ اسلام آباد اور دوسرے مقامات پر بھی منعقد کیا جاتا ہے۔ حضرت صاحب کی طرف سے سرزمین اسلام آباد میں ہر سال مئی کی پہلی جمعرات اور جمعہ کو "عرس شیر ربانی" منعقد کیا جاتا ہے۔ اس موقعہ پر علماء کرام تعلیمات شیر ربانی اور سیرت شیر ربانی پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہیں۔

تحریک یوم مجدد کا آغاز: حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب مد ظلہ کا خیال ہے کہ بزرگان دین کے ایام منانے میں کوئی گھاٹے کی بات نہیں ہے بلکہ اس میں فوائد ہی فوائد ہیں۔ آپ یہ بات صرف دوسروں کو ہی نہیں کہتے بلکہ خود بھی اس پر عمل پیرا ہیں۔ کہیں آپ یوم شیر ربانی منا رہے ہیں اور کہیں یوم لاثانی، کہیں یوم صدیق اکبر منا رہے ہیں اور کہیں یوم نقشبند اور کہیں یوم مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا انعقاد کرتے ہیں۔ حضرت نے ۱۹۶۰ء میں "یوم مجدد الف ثانی" کا آغاز شیخو پورہ سے کیا۔ "تحریک یوم مجدد الف ثانی" کے اس ضلع میں انعقاد کی مندرجہ ذیل وجوہات ہو سکتی ہیں۔

۱۔ یہ مسکن و مدفن شیر ربانی رحمتہ اللہ علیہ کا ضلع ہے۔

۲۔ شیر ربانی رحمتہ اللہ علیہ کا پیرخانہ کوٹلہ شریف اسی ضلع میں واقعہ ہے۔

۳۔ حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا مولد و مسکن بھی یہی ضلع ہے۔

۴۔ اس شہر (شیخو پورہ) کو شیخو بابا نے آباد کیا تھا۔

علاوہ ازیں آپ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، یوم صدیق اکبرؓ یوم عمر فاروقؓ یوم عثمان غنیؓ یوم علی المرتضیٰؓ یوم امام حسنؓ یوم امام حسینؓ یوم امام اعظمؒ یوم غوث اعظمؒ یوم معین الدین چشتی اجمیری، یوم مجدد الف ثانی اور یوم شیر ربانی کی تقریبات کا بھی عقیدت و محبت سے اہتمام فرماتے ہیں۔ نیز حضرت کی اپیل پر لاہور، گوجرانوالہ، شیخو پورہ، سیالکوٹ، راولپنڈی، پشاور، جہلم، میاں چنوں، اوکاڑہ، ملتان، ڈیرہ غازی خان، فاروق آباد، میرپور خاص، خانیوال، حافظ آباد، سکھر، بہاولپور، حیدر آباد، کراچی، فیصل آباد، آزاد کشمیر، جڑانوالہ، گجرات اور شرقپور شریف میں عوام اہلسنّت یہ ایام مناتے ہیں۔

حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ نے خلوص اور عقیدت سے "تحریک یوم مجدد الف ثانی" کا آغاز کیا تھا الحمد للہ اب یہ تحریک پنجاب یا پاکستان تک محدود نہیں رہی بلکہ دنیا بھر میں پھیل چکی ہے۔ جو حضرت کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ اس طرح حضرت صاحبزادہ صاحب کو "تحریک یوم مجدد" کے بانی ہونے کا شرف حاصل ہے۔

یوم صدیق اکبر کا انعقاد کرنا : حضرت قبلہ فخر المشائخ دامت برکاتہم

العالیہ جہاں دوسرے بزرگان دین کے ایام منانے کا اہتمام کرتے ہیں وہاں قافلہ نقشبندیہ کے بانی اور سالار اعظم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سیرت طیبہ اور کارہائے نمایاں سے عوام الناس کو روشناس کرانے کے لئے ہر سال "یوم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ" کا انعقاد کرتے ہیں اور اپنے عقیدت مندوں کو منعقد کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ یوم شیر ربانی اور یوم مجدد الف ثانی کی طرح "یوم صدیق اکبر" بھی ملک کے گوشے گوشے میں منایا جتا ہے۔ دراصل ابتداء تو حضرت صاحبزادہ دامت برکاتہم العالیہ نے "یوم صدیق اکبر" منانے سے کی لیکن بعد میں "یوم صدیق اکبر" "تحریک یوم صدیق اکبر" میں تبدیل ہو گیا۔ اس طرح اس تحریک کے بانی بھی آپ ہیں۔

ماہنامہ نور اسلام کا اجراء : حضرت قبلہ فخر المشائخ دامت برکاتہم العالیہ صاحب علم ہستی ہیں اس لئے علماء، تبلیغ دین اور قرطاس و قلم کی اہمیت کو جانتے ہیں۔ آپ کے خیال کے مطابق کتب و رسائل کی فراہمی تبلیغ دین کا حصہ ہے۔ اسی مقصد کے پیش نظر حضرت نے ۱۹۵۵ء میں ماہنامہ "نور اسلام" کا اجراء فرمایا۔ زمانہ کے نشیب و فراز کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تاحال یہ رسالہ جاری و ساری ہے۔ یہ رسالہ درس قرآن، درس حدیث، فقہی مسائل، حالات بزرگان دین، افکار شیر ربانی اور اخلاقی و تربیتی مضامین پر مشتمل ہوتا ہے۔ حضرت کی ادارت میں کئی نمبر بھی شائع ہوئے جن میں چند مشہور یہ ہیں۔ (۱) شیر ربانی نمبر۔ (۲) امام اعظم نمبر۔ (۳) اولیاء نقشبند نمبر ۲ جلد اور (۴) مجدد الف ثانی نمبر ۳ جلد۔ حضرت کا یہ رسالہ آمدن کا ذریعہ نہیں بلکہ تبلیغ کا ذریعہ ہے۔

اس کے علاوہ پندرہ روزہ "آواز نقشبند" اور "ہفت روزہ اخبار مجدد الف ثانی" بھی آپ کی سرپرستی میں شائع ہوتا ہے۔

مکتبہ نور اسلام کا قیام: حضرت قبلہ قرطاس و قلم کی اہمیت سے واقف ہیں اس لئے آپ کا خیال ہے کہ موجودہ مادی دور میں بہترین ذریعہ تبلیغ معیاری کتب کی فراہمی ہے۔ چنانچہ اس مقصد کی تکمیل کے لئے حضرت نے سرزمین شرقپور شریف میں "مکتبہ نور اسلام" کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ قائم فرمایا۔ اس ادارہ نے بہت سی مفید اور پرتاثیر کتب شائع کیں۔ ادارہ کی شائع کردہ چند کتب کے نام یہ ہیں۔ (۱) تائید اہلسنت۔ (۲) عربی گرائمر (۳) خزینہ معرفت (۴) ارشادات مجدد (۵) مسلک مجدد (۶) تذکرہ اولیاء نقشبند (۷) نماز (۸) تذکرہ شیر ربانی (۹) منبع انوار (۱۰) تذکرہ مجدد الف ثانی نمبر تین جلد اور (۱۱،۳) تذکرہ حضرت میاں غلام اللہ رحمتہ اللہ علیہ۔

کاشانہ شیر ربانی کا حصول: حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپ ہمہ وقت اور ہر جگہ ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ذکر اولیائے کے ترانوں کی آواز سننا چاہتے ہیں۔ محفل میلاد، محفل ایصال ثواب، محفل قرآن خوانی، محفل نعت خوانی اور تقاریر علماء کرام وغیرہ کے انعقاد کے لئے داتا کی نگری لاہور میں حضرت داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک سے چند قدم کے فاصلے پر ایک عمارت حاصل کی ہے۔ جس میں ایصال ثواب کی مختلف تقاریب کا انعقاد ہوتا رہتا ہے۔ اس عمارت کا نام "کاشانہ شیر ربانی" رکھا گیا ہے۔ ہر جمعرات اور جمعہ المبارک کو بعد نماز

مغرب اس مقام پر آپ کی سرپرستی میں محفل میلاد اور ختم خواجگان کی تقریب کا انعقاد ہوتا ہے۔ کاشانہ شیر ربانی میں علماء' مریدین اور عقیدت مندوں کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ یہاں ان کے قیام و طعام کا بھی انتظام کیا جاتا ہے۔

رباط شیر ربانی کی تعمیر : حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کو اولیاء اللہ سے اور رسول اعظم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے والہانہ عقیدت' محبت اور عشق ہے۔ ایک زمانہ تک آپ سال کا اکثر حصہ دیار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں گزارتے تھے اور سرزمین مدینہ طیبہ میں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محفل نعت کی تقریب کا روزانہ انتظام فرماتے۔ جس میں قراء' نعت خوان اور علماء کرام اور عوام اہلسنّت محبت و عقیدت سے شامل ہوتے۔ آپ نے تقاریب کے انعقاد کے لئے سرزمین مدینہ طیبہ میں اراضی حاصل کر کے "رباط شیر ربانی" کے نام سے عمارت تعمیر فرمائی۔ رباط شیر ربانی میں مہمانوں کے قیام و طعام کا وسیع پیمانے پر انتظام کیا جاتا ہے۔ سرزمین مدینہ طیبہ میں "رباط شیر ربانی" کی تعمیر حضرت کی حضور انور صلی اللہ و آلہ وسلم سے عشق و محبت کی واضح اور بین دلیل ہے۔

جلسوں کی صدارت کرنا : حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا علماء کرام سے گہرا تعلق ہے اس لئے علماء کرام آپ کی سرپرستی میں دینی' ملی اور مذہبی کام کرنا سعادت تصور کرتے ہیں۔ چنانچہ کراچی سے لے کر خیبر تک ملک کے گوشے گوشے میں منعقد ہونے والی محافل' تقریبات' جلسوں اور کانفرنسوں کی سرپرستی اور صدارت آپ فرماتے ہیں۔ آپ اجتماعات میں اپنے

صدارتی خطاب میں بزرگان دین کے ایام منانے، محفل میلاد کے منعقد کرنے، قرآن و سنت کا مطالعہ کرنے، حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات کا مطالعہ کرنے، حقوق اللہ و حقوق العباد کا خیال رکھنے اور نماز پنجگانہ کی پابندی کرنے کی تلقین فرماتے ہیں۔

مبلغ اسلام کی حیثیت سے : تبلیغ دین علماء کرام کے فرائض میں شامل ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشہور ارشاد گرامی ہے بلغو عنی ولو آیۃ یعنی میری طرف سے پہنچادو خواہ ایک آیت ہی ہو۔ (حدیث)

حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب مدظلہ ممتاز عالم دین اور بین الاقوامی مبلغ ہیں۔ آپ کے خطبات کا دائرہ پنجاب یا پاکستان تک محدود نہیں بلکہ ترکی، عراق، لندن، مدینہ طیبہ اور دوسرے ممالک تک پھیلا ہوا ہے۔ آپ کا خطاب پرتاثیر، پُر محبت اور تربیتی امور کے بارے میں ہوتا ہے۔ حضرت کئی سال تک "جامع مسجد شیر ربانی" وسن پورہ لاہور میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے رہے۔ حضرت کی تبلیغی کوششوں سے سینکڑوں لوگوں نے اسلام قبول کیا اور ہزارون کی تقدیر میں ایسا انقلاب آیا کہ وہ اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے لگے۔

پیر طریقت کی حیثیت سے : "آستانہ شیر ربانی" تمام دنیا میں متعارف ہے اور ہر مسلمان کے دل میں اس آستانہ کا احترام پایا جاتا ہے۔ حضرت صاحبزادہ دامت برکاتہم العالیہ نے اپنے والد بزرگوار حضرت قبلہ ثانی لاثانی رحمت اللہ علیہ کے طریقے کے مطابق اللہ اللہ بتانے کا سلسلہ شروع فرمایا۔ حضرت جب حلقہ مریدین میں جلوہ افروز ہوتے ہیں تو حاضرین پر ایک خاص قسم کی کیفیت طاری ہوتی

ہے۔ پہلی بار آنے والا عقیدت مند حضرت کی شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا آپ کے مریدین کا حلقہ پاکستان تک محدود نہیں بلکہ پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔

پاسبان شریعت کی حیثیت سے: چونکہ آپ علوم اسلامیہ میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ اس لئے آپ کا ہر عمل شریعت مطہرہ کے مطابق ہوتا ہے۔ جس آستانہ سے حضرت شیر ربانی رحمتہ اللہ علیہ نے احیاء السنہ کی تحریک کا آغاز فرمایا' اپ اس کے امین و وارث ہیں۔ حضرت شیر ربانی اور حضرت ثانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی طرح آپ بھی بے پردہ عورتوں سے سخت نفرت فرماتے ہیں بلکہ ہر خلاف سنت کام سے آپ پرہیز کرتے ہیں اور دوسروں کو "سنت مصطفوی" اپنانے کی تلقین فرماتے ہیں۔ آپ کے باصفا مریدین میں سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عملی کیفیت دیکھی جا سکتی ہے۔ سنت مصطفوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر عامل ہونے کے باعث آستانہ شیر ربانی کا عقیدت مند شکل و صورت سے پہچانا جاتا ہے۔

پاسبان مسلک اہلسنّت کی حیثیت سے: مسلک اہلسنّت کی حقانیت پر قرآن و حدیث میں روز روشن سے بھی زیادہ واضح دلائل موجود ہیں۔ کیونکہ یہ مسلک صحابہ' تابعین' تبع تابعین' علماء ربانی اور اولیاء کرام کا مسلک و مشرب ہے۔ حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ اسلاف (اہلسنّت) کے مسلک کے پیرو ہیں۔ حضرت خود مسلک اہلسنّت کے حامی اور دوسرون کو اس مسلک کی خوبیاں بیان فرما کر اس پر ڈٹے رہنے کی تلقین فرماتے ہیں۔ مسلک اہلسنّت کی حمایت اور دفاع میں بے شمار کتب چھپوا کر تقسیم فرمائیں۔ ان کتب میں سے

زیادہ مشہور۔ (۱) قائید اہلسنت از مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ (۲) طریق النجات (۳) تتمہ معارج النبوت (۴) مسلک مجدد الف ثانی اور (۵) سوانح بے بہا سیرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ' وغیرہ کتب ہیں۔

دینی مدارس اور مساجد کی سرپرستی : حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا علم اور علماء سے گہرا تعلق ہے اور آپ علماء کی عظمت و فضیلت سے بھی آگاہ ہیں۔ مدرسین اور علماء پر آپ نے ہمیشہ دست شفقت رکھا ہے۔ دینی مدارس کے مہتمم حضرات اور خطباء مساجد کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ حضرت ہماری سرپرستی فرمائیں۔ حضرت مدظلہ کی سرپرستی میں سینکڑوں مساجد اور مدارس چل رہے ہیں۔ جن مساجد اور دینی مدارس کی آپ سرپرستی فرمارہے ہیں وہ پاکستان تک محدود نہیں بلکہ عراق' ترکی' مدینہ طیبہ اور دوسرے ممالک میں پائے جاتے ہیں۔ بہت سے دینی مدارس اور 62 مساجد کی تعمیر میں آپ نے تکلی معاونت فرمائی اور فرمارہے ہیں۔

حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے پاکستان میں ۶۲ مساجد تعمیر فرمائیں ان میں سے چند ایک کے نام مع مقام مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ جامع مسجد شیر ربانی محلہ شیر ربانی شرقپور شریف۔

۲۔ جامع مسجد شیر ربانی عقب سول ہسپتال' شرقپور شریف۔

۳۔ جامع مسجد شیر ربانی اکبر روڈ وسن پورہ لاہور۔

۴۔ جامع مسجد شیر ربانی غوث پارک' باغبانپورہ لاہور۔

۵۔ جامع مسجد قادریہ شیر ربانی' ۲۱_ ایکڑ سکیم' نیو مزنگ' سمن آباد لاہور۔

۶۔ جامع مسجد شیر ربانی' سانده کلاں لاہور۔

۷۔ جامع مسجد شیر ربانی' چونگی امر سدھو۔لاہور۔

۸۔ جامع مسجد شیر ربانی' موضع گیڈری نزد کھرڑیانوالہ' ضلع فیصل آباد۔

۹۔ جامع مسجد شیر ربانی' سلطان ٹاؤن' فیصل آباد۔

۱۰۔ جامع مسجد شیر ربانی' شاہدرہ ٹاؤن' لاہور۔

۱۱۔ جامع مسجد شیر ربانی' محلّہ منیر آباد' گلزار کالونی' فیصل آباد۔

۱۲۔ جامع مسجد شیر ربانی' چک نمبر ۲۳' ضلع وہاڑی۔

۱۳۔ جامع مسجد شیر ربانی' فیصل آباد۔

۱۴۔ جامع مسجد شیر ربانی' نزد چونگی نمبر۹' خانیوال روڈ' ملتان۔

۱۵۔ جامع مسجد شیر ربانی' گرہ کوڑا' تحصیل ٹانک' ضلع ڈیرہ اسماعیل خان۔

۱۶۔ جامع مسجد شیر ربانی' پھالیہ' ضلع گجرات۔

۱۷۔ جامع مسجد شیر ربانی' ۹ چک لیاقت پور' ضلع رحیم یار خان۔

۱۸۔ جامع مسجد شیر ربانی' چک نمبر۸' نزد اڈہ تیرہ ہزاری۔

۱۹۔ جامع مسجد شیر ربانی' گیائیں گجران' ضلع کوٹلی' آزاد کشمیر۔

۲۰۔ جامع مسجد شیر ربانی' سیکٹر ایف ۹' اسلام آباد۔

۲۱۔ جامع مسجد شیر ربانی' الامین پلازہ' صدر راولپنڈی۔

۲۲۔ جامع مسجد شیرر ربانی' عقب گورا قبرستان' نزد ملٹری ہسپتال راولپنڈی۔

۲۳۔ جامع مسجد شیر ربانی' قلعہ سوجان سنگھ' نزد خانقاہ ڈوگراں' ضلع شیخو پورہ۔

۲۴۔ جامع مسجد شیر ربانی' جھبڑ' ضلع شیخو پورہ۔

۲۵۔ جامع مسجد شیرربانی' محلہ رسول پورہ' شیخو پورہ

۲۶۔ جامع مسجد شیرربانی' اڈہ شیرپاک' صادق آباد۔

۲۷۔ جامع مسجد شیرربانی' سمندری' ضلع فیصل آباد۔

۲۸۔ جامع مسجد شیرربانی' موہلن وال' لاہور

۲۹۔ جامع مسجد شیرربانی' پشاور۔

دینی کتب کی اشاعت و تقسیم : دور حاضر' قرطاس و قلم کا دور ہے۔ اس زمانے میں لائبریری قائم کرنا' گھر میں کتب رکھنا اور احباب کو مطالعہ کے لئے کتب فراہم کرنا تبلیغ کا مستقل ذریعہ اور حصہ ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے تبلیغ کے اس طریقے میں بھی عملی حصہ لیتے ہوئے کبھی کتب چھاپ کر اور کبھی بازار سے خرید کر علماء' عقیدت مندوں اور عوام الناس میں تقسیم فرماتے ہیں۔ حال ہی میں آپ نے "سوانح بے بہا سیرت امام اعظم ابو حنیفہ" چھاپ کر مفت تقسیم فرمائی۔ جو کتب اور رسائل آپ نے تقسیم فرمائے ان کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے۔

علاوہ ازیں آپ نے مندرجہ ذیل کتب بھی مکتبہ نور اسلام' کی طرف سے چھاپ کر تقسیم فرمائیں۔

(۱) حضرت مجدد الف ثانی اور ان کے ناقدین' (۲) المنتخب من المکتوبات (۳) سرہند شریف (۴) تتمہ معارج النبوت (فارسی) (۵) دی نقشبندیز (انگریزی) (۶) مراۃ المحققین (۷) مختصر حالات شیرربانی و ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری (۸) نعتیہ قصیدہ (۹) فضائل عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

(۱۰) ماہنامہ نور اسلام (۱۱) نور اسلام شیر ربانی نمبر (۱۲) ماہنامہ نور اسلام امام اعظم نمبر (۱۳) نور اسلام مجدد الف ثانی نمبر (۱۴) فضائل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ (۱۵) نور اسلام اولیاء نقشبند نمبر (۱۶) مختصر حالات مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ (۱۷) مسلک مجدد (۱۸) مقالات یوم مجدد (۱۹) **الجزیتہ الشرقیہ الی الحضرت المجددیتہ** (۲۰) مناسک حج (۲۱) صدائے حق (۲۲) تذکرہ زبدۃ الاولیاء شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ۔

درج ذیل کتب بازار سے خرید کر مفت تقسیم فرمائیں۔

(۱) خون کے آنسو (۲) تجلیات امام ربانی (۳) رسائل نقشبندیہ (۴) پیران پیر (۵) سیرت حضرت مجدد الف ثانی (۶) مکتوبات امام ربانی (۷) محبت کی نشانی (۸) سیرت مجدد الف ثانی (۹) پروفیسر حاکم علی اور (۱۰) تفسیر ضیاء القرآن وغیرہ۔

مندرجہ ذیل کتب کی اشاعت میں آپ نے مالی معاونت فرمائی۔

(۱) خزینہ معرفت (۲) تذکرہ حضرت امام اعظم (۳) طریق النجات (۴) خطبات شیر ربانی (۵) رشحات عنبریہ (۶) بزم خیر' از زید فاروقی (۷) تاریخ القرآن (۸) حضرت مجدد الف ثانی اور علامہ اقبال (۹) ارشادات مجدد (۱۰) ماہ و انجم (۱۱) تجلیات امام ربانی (۱۲) حضرت مجدد اینڈ ہز کرٹکس اور (۱۳) المولد و القیام وغیرہ۔

سیاسی و ملی خدمات

حضرت قبلہ صاحبزادہ دامت برکاتہم العالیہ کی مذہبی خدمات کی طرح سیاسی و ملی خدمات کا دائرہ بھی بہت وسیع ہے۔ سطور ذیل میں آپ کی سیاسی خدمات کا مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

"سیاست" کی تعریف مختصر مگر جامع الفاظ میں یوں کی جا سکتی ہے کہ معاشرے کے افراد کی بہتری کی سوچ و فکر اور ملک و ملت کو چلانے کے لئے پیش آمدہ مسائل کا حل تلاش کرنا۔ یقینی طور پر یہ کام اہل علم، صوم و صلوٰۃ کے پابند اور نیک لوگوں کا ہے۔

دور حاضر میں خواہ سیاست کو نظر بد سے دیکھا جاتا ہے لیکن ایسی سوچ غلط ہے کیونکہ اسلام اور سیاست جدا جدا نہیں ہیں یعنی سیاست اسلام سے جدا نہیں۔ علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

علاوہ ازیں ہر نبی اپنے وقت کا حکمران رہا ہے البتہ جھوٹ، فریب اور دھوکا دہی کسی صورت میں بھی درست نہیں۔

حضرت قبلہ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ نے نظام مصطفیٰ کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحفظ کے لئے جمعیت العلماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے سیاست میں بھرپور حصہ لیا اور

آپ جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی قائدین میں شمار ہوئے۔ ۱۹۷۱ء میں آپ نے جمیعت علماء پاکستان کے ٹکٹ پر حلقہ قصور سے قومی اسمبلی کا الیکشن لڑا۔ آپ کے مد مقابل دو امیدوار تھے۔ ایک عارف افتخار اور دوسرے احمد رضا قصوری۔ حضرت قبلہ میاں صاحب کے جلسوں میں لوگ کثیر تعداد میں شرکت کرتے۔ انتخابی نتائج میں حضرت کو ۵۰،۰۰۰ ووٹ ملے جبکہ ۵۰۰ ووٹ مشکوک قرار دیئے گئے اور احمد رضا قصوری ۵۰۰ ووٹوں کی زیادتی سے کامیاب ہوئے۔

اسی طرح ۱۹۷۷ء میں عام انتخابات میں بھی آپ نے پاکستان قومی اتحاد کے ٹکٹ پر الیکشن میں حصہ لیا۔ چونکہ اس موقعہ پر ملک بھر میں وسیع پیمانے پر دھاندلی ہوئی تھی، اس لئے اس کے نتائج کا سب کو علم ہے۔ سیاسی انتقامی کارروائی کے باعث آپ کو کئی بار جیل بھی جانا پڑا۔ آپ نے سنت یوسفی اور سنت مجدد تصور کرتے ہوئے بڑے فخر سے اسے سعادت تصور کیا۔[1]

۱۹۷۸ء میں جب جمیعت علمائے پاکستان کے انتخابات ہوئے تو حضرت صاحبزادہ صاحب کو مرکزی نائب صدر چنا گیا۔ حضرت نے ملک و ملت کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عملی نفاذ کے لئے ہمیشہ کوشش فرمائی ہے اور آپ کے قائد اہلسنّت امام شاہ احمد نورانی صدیقی سربراہ جمعیت العلماء پاکستان کے ساتھ مخلصانہ تعلقات ہیں۔

۱۔ جمیعت علمائے پاکستان یا کسی سیاسی جماعت سے وابستگی اب میاں صاحب نے ختم کر دی

چند سال سے زیادہ مصروفیات کے باعث حضرت قبلہ تو میدان سیاست میں کچھ نرم پڑ گئے ہیں لیکن آپ کے صاجزادہ حضرت میاں سعید احمد صاحب شرقپوری مدظلہ نے جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے عملی سیاست میں حصہ لینا شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ حضرت صاجزادہ میاں سعید احمد صاحب شرقپوری ۱۹۹۳ء کے الیکشن میں پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور ۱۹۹۷ء کے عام انتخابات میں بھی حلقہ ۱۳۶ سے صوبائی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔[1]

تحریک ختم نبوت میں حصہ لینا: قیام پاکستان کے بعد وطن عزیز میں کئی فتنے کھڑے ہوئے ان میں سے ایک "فتنہ قادیانی" ہے۔ اس مسئلہ کے حل یعنی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے دو تحریکیں چلیں۔ پہلی تحریک ختم نبوی ۱۹۵۴ء میں اور دوسری ۱۹۷۴ء میں حضرت قبلہ صاجزادہ صاحب مدظلہ نے ان دونوں تحریکوں میں حصہ لیا اور مرکزی کردار ادا کیا۔ حضرت جلسوں کی صدارت فرماتے، جلوسوں کی قیادت کرتے اور تقریر فرماکر لوگوں کے دل و دماغ کو "ناموس رسالت" کے تحفظ کے لئے تیار کرتے۔ ۱۹۷۴ء میں علماء اہلسنّت اور مشائخ اہلسنّت کی مخلصانہ کوششوں اور حضرت امام شاہ احمد نورانی سربراہ جمعیت علماء پاکستان کی ولولہ انگیز قیادت نے مرزائیوں کو سرکاری طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا۔

تحریک نظام مصطفیٰ میں حصہ لینا: ۱۹۷۷ء میں عام انتخابات ہوئے۔ اس وقت مقابلہ پیپلز پارٹی اور پاکستان قومی اتحاد کے درمیان تھا۔ مسٹر بھٹو نے پوری

۱۔ جمعیت علمائے پاکستان یا کسی سیاسی جماعت سے وابستگیاں اب میاں صاحب نے ختم کر دی ہیں

قوت و طاقت کو استعمال کرتے ہوئے زبردست دھاندلی کا مظاہرہ کیا اور خود ساختہ نتائج کا اعلان کر دیا۔ دوسری طرف پاکستان قومی اتحاد کے راہنماؤں نے نتائج تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ قومی اتحاد کی قیادت نے "تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کا آغاز کر دیا۔ لوگوں نے اس تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے زبردست قربانیاں دیں۔ ملک کے نامور علماء اور مشائخ نے بھرپور حصہ لیا۔ حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے بھی اس تحریک میں حصہ لیا اور اپنے مریدین اور عقیدت مندوں کو حصہ لینے کے لئے خصوصی ہدایت جاری فرمائیں۔ اس تحریک کے دوران سینکڑوں مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا اور لاکھوں نے جیل کی صعوبتیں برداشت کیں۔

ارشادات عالیہ

حضرت کرمانوالے سرکار رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ دنیاوی مصائب و آلام ذکر الٰہی سے غفلت کا نتیجہ ہیں۔

۲۔ درود شریف ہی اسم اعظم ہے۔

۳۔ نماز تہجد دعائے سحر گاہی ہے اور دعا بھی تدبیر کی ایک صورت ہے

۴۔ ہر جائز کام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر کرنے سے برکت ہوتی ہے

۵۔ ادب عبادت کی روح ہے کہ اسلام ادب ہی ادب ہے

۶۔ ادائیگی نماز کے بعد دوا استعمال کی جائے تو مفید ہے

۷۔ جو شخص اپنے دل بول (زبان) اور ربول (شرم گاہ) کی حفاظت کرتا ہے مرد کامل ہے اور اس کے لئے جنت کا وعدہ ہے۔



موجودہ دور میں تبلیغی مشن کو آگے بڑھانے کی اشد ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ تم میں ایک ایسی جماعت ضرور ہونی چاہیے جو تبلیغ دین میں مصروف رہے۔

اس فرمان کے تحت ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ وہ تبلیغ دین اور ترویج سنت کی کوشش کرتا رہے۔ اسی سلسلے میں ماہنامہ "نورِ اسلام" کا اجراء کیا گیا تھا جو مسلکِ اہل سنت و الجماعت کا نقیب اور سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کا ترجمان ہے اور عرصہ ۲۵ سال سے رشد و ہدایت کی روشنی پھیلا رہا ہے آج کے سائنسی دور میں اشاعت کی جتنی آسانیاں پیدا ہوئی ہیں۔ اتنے مسائل بھی پیدا ہوتے ہیں، کاغذ کی گرانی اور دیگر اشاعتی اخراجات کو برداشت کرنا کسی ایک ادارے کی بس کی بات نہیں رہی۔ اس لیے ضروری ہے کہ نہ صرف خود رسالہ کو جاری کروائیں بلکہ اپنے دوسرے دوستوں کو بھی ترغیب دیں کہ وہ رسالہ کے سالانہ خریدار بنیں۔ تاکہ رشد و ہدایت کا یہ سلسلہ جاری رہے رسالہ کے بارے میں اپنی آراء سے بھی آگاہ کرتے رہا کریں تاکہ رسالہ کو مزید بہتر بنایا جاسکے۔

دفتر کا پتہ: کاشانہ شیر ربانی مکان نمبر 5
اجمیری سٹریٹ ہجویری محلہ داتا گنج بخش لاہور





موجودہ دور میں تبلیغی مشن کو آگے بڑھانے کی اشد ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ تم میں ایک ایسی جماعت ضرور ہونی چاہیے جو تبلیغ دین میں مصروف رہے۔

اس فرمان کے تحت ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ وہ تبلیغ دین اور ترویج سنت کی کوشش کرتا رہے۔ اسی سلسلے میں ماہنامہ "نورِ اسلام" کا اجراء کیا گیا تھا جو مسلکِ اہل سنت و الجماعت کا نقیب اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا ترجمان ہے اور عرصہ ۲۵ سال سے رشد و ہدایت کی روشنی پھیلا رہا ہے آج کے سائنسی دور میں اشاعت کی جتنی آسانیاں پیدا ہوئی ہیں۔ اتنے مسائل بھی پیدا ہوتے ہیں، کاغذ کی گرانی اور دیگر اشاعتی اخراجات کو برداشت کرنا کسی ایک ادارے کی بس کی بات نہیں رہی۔ اس لیے ضروری ہے کہ نہ صرف خود رسالہ کو جاری کروائیں بلکہ اپنے دوسرے دوستوں کو بھی ترغیب دیں کہ وہ رسالہ کے سالانہ خریدار بنیں۔ تاکہ رشد و ہدایت کا یہ سلسلہ جاری رہے رسالہ کے بارے میں اپنی آراء سے بھی آگاہ کرتے رہا کریں تاکہ رسالہ کو مزید بہتر بنایا جاسکے۔



دفتر کا پتہ: کاشانہ شیر ربانی مکان نمبر 5
اجمیری سٹریٹ ہجویری محلہ داتا گنج بخش لاہور